

# سورۃ الحجی کا بیان



روضہ مبارکینشاہی  
جلال آباد امیتھ کوئٹہ

## مقدمہ مؤلف

کتاب "نصیحین اور کہانیاں" کی چوتھی جلد قارئین کے سامنے آرہی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب بھی پہلی تین جلدوں کی مانند قارئین کو پسند آئے گی اور جامعہ کے لئے مفید ثابت ہوگی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پہلی جلد ایک ماہ میں تمام ہو گئی اور دوسری سترہ چھپوائی گئی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی قارئین کو پسند آئیں گی اور جامعہ کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ اس کتاب میں مختلف داستانیں بیان کی گئی ہیں جو اخلاقی، سیاسی، اجتماعی اور عقیدتی مسائل وغیرہ پر مشتمل ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

یہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں جن میں مسلمانوں کی تاریخ کے گراں بہا خزانے پوشیدہ ہیں جمہوری اسلامی کی برکت سے منظر عام پر آئی ہیں اور مختلف صورتوں میں لوگوں کے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ اب جب کہ خداوند عالم کی توفیقات سے زمانہ بربری و بی فقیدہ ناسب امام زمان حضرت امام خمینی ارواحنا فداہ، دشمنان اسلام کا تسلط ہمارے ملک (ایران) پر نہیں رہا اور اسلام کے حیات بخش مکتب کی ترویج کا موقع ملا ہے ضروری ہے کہ ہر منہ افراد مختلف طرق، ہنر و ادب سے تعلیم انسان ساز اسلام میں مشغول ہوں۔ یہ داستانیں پڑھنے کے لئے بھی ہیں اور عبرت کے لئے بھی۔ اسی طرح چاہیے کہ ان کو لوگوں میں بیان بھی کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

والسلام علی من اتبع الهدی

(مصطفیٰ زمامی و جلدانی)

|          |   |                       |       |
|----------|---|-----------------------|-------|
| نام کتاب | ۱ | سوتاری کی کہانیاں     | _____ |
| معنی     | ۲ | مصطفیٰ زمانی و جلدانی | _____ |
| ترجمہ    | ۳ | سید غنصر علی رضوی     | _____ |
| کتابت    | ۴ | حبیب، وٹری            | _____ |
| تصحیح    | ۵ | محمد رضا مہدی         | _____ |
| پریم     | ۶ | ۳۵ روپیے              | _____ |

## عرض مترجم

بظنیل محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام جہاد بالقلم کی راہ میں ہے  
 اولین کاوش ہے جو بے شکل ترجمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس کتاب  
 کی خوبیاں جو میرے سامنے ہیں ان کی اہمیت کا صحیح اندازہ عرض کی چند  
 سطروں میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔ ہمارے قارئین میں سے جو حضرات اس  
 سے قبل اس کتاب کی دیگر جلدوں کا مطالعہ کر چکے ہیں انہیں بخوبی معلوم  
 ہے کہ یہ کن خصوصیات کی حامل ہے۔ اور جن کے واسطے یہ اپنی نوعیت  
 کی پہلی کتاب ہے وہ اس کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوں گے اور جو لوگ  
 دینی معلومات سے کوئی گہری دلچسپی و وابستگی نہیں رکھتے وہ اس کی کتب  
 سے اپنے آپ کو احساسات دین سے قریب تر کر سکتے ہیں اور عین ممکن  
 ہے کہ یہ کتاب بہت سے افراد کے واسطے دین سے تقرب کا چشمہ سر آواز  
 قرار پائے اور وہ مذہبی کتابیں بھی پڑھنے کے عادی ہو جائیں۔ مذہبی  
 کتابوں کے علاوہ آپ جو دوسری کتابیں پڑھتے ہیں اس کی وجہ دینی کتب  
 میں خاطر خواہ مزہ یقیناً نہیں ملتا مگر آپ نے ان کتابوں کے پڑھنے کا ذوق و  
 شوق بچپن سے یا ایک طولانی عرصے سے پیدا کر رکھا ہے۔ ان کتابوں  
 کے پڑھنے کا جذبہ پیدا ہو کہ نہ ہو، مگر دینی ڈائجسٹ تو پڑھنا بہت  
 ہی ضروری ہے۔ دین، دنیا سے ہزاری کا نام نہیں بلکہ دین کے ساتھ دنیا

عین مقصد اسلام ہے۔ آپ دین کا ستون ہیں۔ دین کو خراب مت تصور  
 کیجئے۔ اور اب آخر کلام میں یہ عرض کر دوں کہ میری حوصلہ افزائی آپ  
 کی توجہات پر مبنی ہو گی اور وہ محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جن  
 کے تصدیق میں کائنات کی برائے خالق ہوئی، ان کی خدمت میں ہر یہ ناچیز  
 کس شمار و قطار میں۔ مگر ایسا بھی نہیں ہم نے ہر موقع پر انہیں دینی  
 مجود و سخا کی انتہا کے یہ حروف اول ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ چاہئے  
 والوں کے ناچیز ہر یہ کو عظیم اور اپنی عظیم عطا کو بھی کم سمجھتے ہیں۔ خدا یا  
 زیست کی نفس آخر بھی انہیں توقعات پر تمام ہو۔

(اصیٰ بن یاسرؓ العالمین)

خادم سید غنیمت علی رضوی

مقیم حوزہ علیہ السلام

جمہوری اسلامی ایران

## سبب طباعت

چونکہ مولائے متقیان غالب کل غالب مطلوب کل طالب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو باعتبار سنہ بیسوی چودہ سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے عالمی پیمانے پر علمی مقابلے، محافل مقاصدے و جشن مسرت کے اہتمامات اعلیٰ پیمانے پر کئے جا رہے ہیں چنانچہ ہمارے آبائی وطن جلال پور میں ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کو یادگار جشن مولائے دو جہاں نقش قلوب مومنین ہو جانے کے بعد تالاب قائم رہنے والی تحریر سے زیرتت تھلاس گمنے کا شرف ادارہ میثم تمار بہرائچ حاصل کر رہا ہے یہ تحریر اب تک کی تمام کتب سے نرالی شان شوکت کے علاوہ ہر سنہ و سال مرد و عورت کے ذہنوں پر بار بار ہوتے ہوئے بھی اصلاح نفس و معاشرہ و ذوق کتب نبوی کا بہترین پیغام بر ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

الاقول غلام الثقلین ممتاز  
الافاضل واعظ حدید  
موزع علی الامام الصادق کریم پور جلال پور

یادگار چہارہ صد سال ولادت باسعادت مولائے متقیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ناشر

ادارہ میثم تمار بہرائچ۔ یو پی انڈیا

| نمبر | داستان                        | نمبر | داستان                             |
|------|-------------------------------|------|------------------------------------|
| ۱    | سخاوت کا انجام                | ۱۸   | صدقہ آسانی بلا کو مالتا ہے         |
| ۲    | امام حسین کی سخاوت            | ۱۹   | صدقہ سے تمام نحوستیں               |
| ۳    | سختی ترین شخص                 | ۱۲   | دو صد ہر جاتی ہیں                  |
| ۴    | امام موسیٰ بن جعفر            | ۲۰   | صدقہ اور نفاق میں                  |
| ۵    | اور عیبر نو روز               | ۱۳   | جتنا نہیں چلتے                     |
| ۶    | بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے   | ۲۱   | کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟           |
| ۷    | بخیل کی دولت بھی وہاں جان ہے  | ۲۲   | لوگوں کی گزارشات                   |
| ۸    | کس حد تک تین ہونا چاہیے۔      | ۱۹   | کیسے قبول کی جائیں                 |
| ۹    | ایک نوالہ                     | ۲۳   | امام زین العابدین اور عیسیٰ کی پند |
| ۱۰   | سنگ گاروں کی ہراس             | ۲۴   | صدقہ لینے سے رتی نہ چاہئے          |
| ۱۱   | غلام سے درخواست کا نتیجہ      | ۲۵   | سند بلایت                          |
| ۱۲   | سنگ گروں کے ساتھ              | ۲۶   | اس دعا میں تجھ پر اترا تھا         |
| ۱۳   | غلام و جوہ کی تائیدگی         | ۲۷   | دعا کیوں دیر میں قبول ہوتی؟        |
| ۱۴   | مجاہدان قدرت                  | ۲۸   | دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟           |
| ۱۵   | انہیں امام کی طرف سے ایاز بھی | ۲۹   | بند ہستی                           |
| ۱۶   | سینا مومن کے علاوہ کسی کو     | ۳۰   | سلمان فارسی کس چیز سے              |
| ۱۷   | صدقہ دے سکتے ہیں؟             | ۳۱   | ڈرتے تھے؟                          |
| ۱۸   | صدقہ اور نفاق ماں             | ۳۱   | امام بن جعفر کیوں نہیں تھے؟        |
| ۱۹   | حلال سے ہونا چاہیے            | ۳۲   | حقیقی خوف کتنا ہے؟                 |
| ۲۰   | صدقہ دیکھنے والی غفلت کرو     | ۳۳   | کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟              |

| صفحہ نمبر | داستان                                | صفحہ نمبر | صفحہ نمبر | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------------------------|-----------|-----------|-----------|
| ۲۳        | حضرت علیؓ کی رائے میں کبھی گزرتی ہیں؟ | ۵۷        | ۵۷        | ۸۸        |
| ۲۵        | ہیں اس دن کے لئے کیا تھا؟             | ۵۳        | ۶۱        |           |
| ۲۶        | بڑے خدادید کیو                        |           | ۶۲        | ۹۰        |
| ۳۷        | مکتبہ خاندانہ ہجرت کے                 | ۵۵        | ۵۵        | ۹۲        |
|           | شہاں حسان ہے                          | ۵۶        | ۶۴        | ۹۵        |
| ۲۸        | بشر حسانی کی توبہ                     | ۵۷        | ۶۵        | ۹۶        |
| ۲۹        | مشہور داستان                          | ۵۸        | ۶۶        | ۹۸        |
| ۳۰        | حقیقی توبہ                            | ۵۹        | ۶۷        | ۱۰۰       |
| ۳۱        | ایک اور توبہ                          | ۶۰        | ۶۰        |           |
| ۳۲        | عالیوس نہ ہو                          | ۶۰        | ۷۱        | ۱۰۱       |
| ۳۳        | پرگناہ کے لئے نہیں توبہ ہے            | ۶۱        | ۷۳        | ۱۰۳       |
| ۳۴        | قرآن مجید سے ایک واقعہ                | ۶۲        | ۷۳        | ۱۰۴       |
| ۳۵        | ہیں ہزار درہم                         | ۶۳        | ۷۷        | ۱۰۵       |
| ۳۶        | سختیں علم ہی اور توسل گیا             | ۶۳        | ۷۸        | ۱۰۶       |
| ۳۷        | عالم خوف کا تقدس                      | ۶۴        | ۷۹        |           |
| ۳۸        | اس نے امام کی عقل کی                  | ۶۵        | ۸۱        |           |
| ۳۹        | دوستی اہل بیتؑ                        | ۶۷        | ۸۲        | ۱۰۸       |
| ۴۰        | شیوہ کون ہے                           | ۶۶        | ۸۳        |           |
| ۴۱        | ایک اور نمونہ                         | ۶۷        | ۸۵        |           |
| ۴۲        | نعمت واقعی کیا ہے؟                    | ۶۷        | ۸۶        | ۱۱۲       |

| صفحہ نمبر | داستان                          | صفحہ نمبر | صفحہ نمبر | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------------------|-----------|-----------|-----------|
| ۲۸        | حضرت علیؓ نے پھر میں کیا دیکھا؟ | ۸۵        | ۱۱۲       |           |
| ۲۹        | علیؓ کی امداد تو کبھی           | ۸۶        | ۱۱۶       |           |
| ۳۰        | بروگہ خوار پھر سوس کر کے ہیں    |           | ۱۱۷       | ۱۳۶       |
| ۳۱        | کلیں میں خلوں                   | ۸۷        | ۱۱۷       |           |
| ۳۲        | علیؓ خالص کا اثر                | ۸۸        | ۱۱۸       | ۱۳۳       |
| ۳۳        | خلووں کے مطابق بدلہ             | ۸۹        | ۱۲۰       | ۱۳۴       |
| ۳۴        | ایک من خاص اور نرینہ خلیفہ      | ۹۰        | ۱۲۱       | ۱۳۵       |
| ۳۵        | علیؓ خاندان کی حالت میں         | ۹۱        | ۱۲۲       | ۱۳۶       |
| ۳۶        | عزاد کی اہمیت                   | ۹۲        | ۱۲۲       | ۱۳۸       |
| ۳۷        | مستیان کا زہر                   | ۹۳        | ۱۲۳       | ۱۳۸       |
| ۳۸        | حضرت علیؓ کی دوسری داستان       | ۹۴        | ۱۲۵       |           |
| ۳۹        | شیخہ رقییہ انصاریہ              |           | ۱۲۵       | ۱۴۱       |
| ۴۰        | کیسے آدمی تھے؟                  | ۹۵        | ۱۲۵       |           |
| ۴۱        | چچ بولنے والا گناہوں کے         | ۹۶        | ۱۲۶       | ۱۴۲       |
| ۴۲        | مضطر تھا ہے                     | ۹۷        | ۱۲۶       |           |
| ۴۳        | قادہ ہشتی                       |           | ۱۲۷       | ۱۴۳       |
| ۴۴        | ہاتھ اور ہاتھوں کی گفتگو        | ۹۸        | ۱۲۸       | ۱۴۳       |
| ۴۵        | ہاتھ کیسے لے کر تھیں بگ         | ۹۹        | ۱۲۸       |           |
| ۴۶        | جنت میں حضرت عباسؓ کی منبر      | ۹۹        | ۱۳۰       | ۱۴۵       |
| ۴۷        | مکتبہ پیغمبر میں                |           | ۱۳۰       |           |
| ۴۸        | نبرد پارسائی                    | ۱۰۰       | ۱۳۰       | ۱۴۶       |



## ۱۔ سخاوت کا انجام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں سے کچھ لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک شخص انحضرتؐ سے نہایت تنگدلی میں بیہودہ گفتگو کر رہا تھا۔ یہ پتھر پتھر اس کی اس گفتگو سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر غصہ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپ کا یہ درد گوارا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ سنتے ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ختم ہو گیا۔ آپ نے اپنا سر بلند کیا اور آدمی سے فرمایا: اگر جبریل میرے پروردگار کی جانب سے مجھے یہ خبر دیتے کہ تو مرد سخی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ تو میں تجھے یہاں سے اس طرح نکالتا کہ تیری داستان ہر خاص و عام کے کئے داستان عبرت بن جاتی۔ اس میں شخص نے عرض کیا کہ کیا آپ کا پروردگار سخاوت کو دہرا رکھتا ہے؟ آپ

نے خواب میں فرمایا: "ہاں اس میں نے اس وقت کلمہ پڑھا اور شہادت دی کہ بے شک سوائے پروردگار کے کوئی خدا نہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں اس خدا کی قسم جس نے آپ کو موجود فرمایا ہے میں نے اپنے مال سے آج تک کسی کو بائوس اور نایسہ دایس نہیں کیا (ذریعہ کالی جزو چہارم ص ۲۹)

## ۲۔ امام حسین کی سخاوت

عمر بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام زید بن اسامہ کی عیادت کے لئے گئے۔ دیکھا کہ زید حالت مرض میں نہایت غم و اندوہ کا شکار ہیں۔ امام علیہ السلام نے سبب پوچھے ہوئے فرمایا: "میں نے تم کیوں آنکھ پڑھائی ہو۔ حضرت زید نے عرض کی کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں امام نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کروں گا حضرت زید نے عرض کی: "آقا میں ترہا ہوں کہ میں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور قرض ادا نہ ہو سکے۔ امام نے فرمایا: "اگر جب تک تمہارا قرض ادا نہ ہو گا تم نہیں مرو گے۔ اور امام نے حضرت زید کی موت سے قبل ان کا قرض ادا کر دیا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے: بادشاہوں کی بدترین صفات یہ ہیں کہ دشمنوں سے ڈریں بے سہارا لوگوں اور ناداروں پر رحم نہ کریں اور عطا و بخشش کے وقت نخل سے کام لیں۔

## ۳۔ سخی ترین شخص

ایک مرتبہ ایک اعرابی مدینہ پہنچا اور پوچھا کہ مدینہ میں سخی کون ہے۔ لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اسے بتایا اور اس اعرابی کو آپ کی خدمت آند میں پہنچا دیا۔ اعرابی جب مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز

ادا فرما رہے ہیں۔ وہ اعرابی وہیں پرک گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا: "جس نے آپ سے اپنی امیدیں وابستہ کیں اور آپ کے زخمیر در کو بخشش کی امید سے کھٹکھٹایا وہ آج تک نایسہ نہیں ہوا۔ آپ سخی ترین شخص اور بیماروں کے ماویٰ اور بلجائیں آپ کے والد محترم فاسقوں کو داخل جہنم کرنے والے ہیں۔ اگر آپ کے والد ماجد اور جدناہار نہ ہوتے تو میں جہنم سے کسی طرح نجات نہ ملتی۔

حضرت سید الشہداء نے نماز تمام کی اور جناب قبیر سے فرمایا کہ مال حجاز میں سے کچھ نائی چلیے۔ جناب قبیر نے عرض کی کہ جی ہاں چار ہزار دینار ہاتھی ہیں۔ امام نے حکم دیا کہ جا کر لے آؤ۔ کہ جس کی قسمت کے وہ دینار تھے وہ آگیا ہے۔ جب دینار لگے تو آپ نے اپنا پیرا میں اتارا اور اس میں پینٹ کر شرم و حیا کی وجہ سے دروازے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر اس کو دے دیئے اور یہ اشعار پڑھے: ترجمہ: "میں تجھ سے سعادت خواہ ہوں، تو اس مقدار کو قبول کر لے۔ میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر آئندہ مجھے کھڑے ہونے کا موقع ملا شاید یہ حکومت و خلافت کے بارے میں کہنا یہ ہے) تو تجھے اور بھی دوں گا یعنی تیرے لئے شہادت کی نیک بیوگی۔ اور آئندہ حال متعین ہے۔ اور اس وقت میرا ہاتھ مان اقبیاء سے فعال ہے۔

اعرابی نے دینار لے لئے اور روزنامہ شہادت لکھ کر دیا۔ امام نے فرمایا جو کچھ تم نے لیا ہے شاید وہ کم ہے۔ اعرابی نے کہا: نہیں مولانا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ آپ کے یہ سخی ترین ہاتھ زمین میں کسی طرح چھپ سکتے ہیں۔

صاف شہر آشوب ص ۱۴۰

شعیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو سپرد خاک کیا گیا تو آپ کی پشت مبارک پر گھٹے پائے گئے۔ امام

زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یہ نشان کیسے پڑے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ میرے بابائیتوں، ناچاروں اور میواؤں کے لئے روٹیاں اور گجری اپنی پشت مبارک پر رکھ کر تقسیم کرنے کے لئے جاتے تھے، یہ اسی کے نشان ہیں۔  
(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۳۱۷)

## ۴۔ امام موسیٰ بن جعفر اور عید نوروز

ایباب تاریخ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور دوانیقی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ عید نوروز کی مناسبت سے دربار لگے گا، آپ بھی دربار میں تشریف لائیے گا، اور جو بھی بد یہ آئے وہ قبول کر لیں، امام نے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں نے اپنے جدا جدا جناب رسول خدا سے سنا ہے اس کے بارے میں اس کے متعلق روایات ہیں مگر میں کچھ نہ پایا۔ یہ رسومات صرف فارس، ایران، والوں کے لئے مخصوص ہیں اور اسلام میں اس کا وجود نہیں ملتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو چیز اسلام میں نہ ہو ہم اس کو بجالائیں، منصور نے کہا کہ ہم اپنی حکومت کی سیاست کے لحاظ سے یہ دربار لگائیں گے آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس میں ہماری موافقت فرمائیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام روز عید دربار میں تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ امراء اور ممالک کے عہدے دار آئے اور مبارک باد پیش کرنے اور حدیہ وغیرہ لائے۔ وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے منصور نے ایک غلام کو معین کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص امام کی خدمت میں کچھ حدیہ پیش کرے تو وہ اسے رکھتا رہے جب سب امراء اور رؤساء گئے تو آخر میں ایک ایک بوڑھا غریب شخص آیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس مال دنیا سے کچھ نہیں ہے، جو یہاں پیش کرتا مگر تین اشعار ہیں جو میرے

جنت نے آپ کے جدا جدا امام حسین کی شان میں کہے تھے اور وہ یہ ہیں۔

ترجمہ: ”مجھے ان تیردھار تلواروں پر تعجب ہے کہ لوگوں نے آپ (امام حسین) کے جسم مبارک کو ہر طرف سے گھیر لیا باوجود کہ مظلومیت کے گرد و غبار آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور میں اس بات پر تعجب ہوں کہ تم کس طرح آپ کے جسم نازنین میں بیوسٹ ہو گئے جب کہ اہل بیت اٹھنا گرتے کھال تھے۔ اور جناب رسول خدا اور مولائے کائنات کو پکار رہے تھے کیوں کہ وہ تیرا پس میں ٹکرا کر نصیب دنا بد نہ ہو گئے اور آپ کی عظمت و جلالت کے باوجود وہ تیرا آپ کے جسم مبارک تک کیسے پہنچ گئے، امام نے فرمایا کہ میں نے تیرا یہ قبول کیا۔ اب تو بیٹھ جا، اس کے بعد آپ نے اس شخص کو دعائیں دیں پھر غلام کے ذریعہ غلام کو بھیج کر معلوم کروایا کہ اس مال کا کیا مصروف ہے، منصور نے جواب میں کہا کہ یہ تمام مال آپ کے اختیار میں ہے آیت جہاں چاہیں خرچ کریں۔ امام موسیٰ کاظم نے اس پر مردانے سے فرمایا کہ تو سارا مال لے جا یہ سب میں نے تجھے بخشا۔  
(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۳۱۷)

## ۵۔ بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے

ایک کنجوس آدمی نے ایک مرغ حلال کر کے اپنے غلام کو دیا اور کہا اگر اس کو خوب مزے دار لگا تو میں تم کو آزاد کروں گا، غلام نے تمام تر کوشش بروئے کار لاکر مرغ پکا کر شاد آقا کے قول کے مطابق آزاد ہو جائے، جب کھانا تیار ہو گیا تو اس کنجوس شخص کے سامنے پیش کیا کنجوس نے مرغ چھوڑ کر ہاتی سب مصالحہ تو کھالیا اور غلام سے کہا اگر اس مرغ سے بہترین بریانی پکاؤ تو تم کو آزاد کروں گا، غلام نے دوبارہ کوشش کر کے بریانی پکائی، لیکن پھر کنجوس



نے گوشت چھوڑ کر سب کچھ کھا لیا اور غلام سے کہا اگر اس گوشت سے مطمئن تیار  
 کر دو تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ غرض کہ کچھ سو آدمی نے ایک ہی مرغ سے طرح طرح  
 کے منہ دار کھانے پکوائے لیکن مرغ پھوڑا دیا تھا۔ آخر کار غلام نے تنگ آنا  
 لگا کہا کہ آقا میں آزاد نہیں ہونا چاہتا۔ آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس مرغ کو آزاد  
 کر دیں یعنی کھا کر ختم کر دیں۔ تاکہ آپ کی طرف سے کم از کم اس مرغ کو تو اطمینان  
 حاصل ہو جائے!

#### ۴۔ مخیل کی دولت بھی وہاں جان سے

ابن امامہ ہاہل سے مروی ہے کہ ایک روز ثعلبہ بن حاطب انصاری بنی ہاشم  
 رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! عاقرین پروردگار  
 مجھے دولت مند بنا دے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر خدا ادا  
 کرتے ہو اس زیادہ مال سے کہیں بہتر ہے جس کے حساب و کتاب میں الجھ کر تم  
 شکر پروردگار کا بجالانے سے قاصر ہو۔ یہ سن کر ثعلبہ چلا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے  
 بعد دوبارہ آیا اور اپنے مدعا کی تکرار کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم میرے  
 پیرو اور ماننے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں کہ تمام پہاڑ میرے  
 لئے سونائیں جہاں تو ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر ثعلبہ پھر چلا گیا۔ لیکن تیسری  
 مرتبہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کیجئے، اگر پروردگار مجھے دولت دیکھا  
 تو میں کسی کا حق دینے میں تاخیر نہ کروں گا مگر جس کا حق ہو گا۔ جناب رسول خدا  
 نے دعا فرمائی، پروردگار! ثعلبہ کی مال امداد فرما، ثعلبہ واپس گیا اور چند بھروسے

خریدیں پھر کدک بعد بھڑوں میں اس طرح اضافہ ہوا جیسے چوڑیاں انڈے سے پختی  
 ہیں اور پختے پیدا کرتی ہیں۔ ابتدا میں ثعلبہ پانچوں وقت کی نماز میں حساب  
 رسول خدا کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ جیسے جیسے بھڑوں میں اضافہ ہوتا گیا اس  
 نے نماز جماعت میں شرکت کم کر دی، یہاں تک کہ صرف ظہر اور عصر کی نماز  
 کے لئے مسجد آنے لگا۔ اور باقی نمازیں بھڑوں کے آجا جگا ہی پڑھ لیا کرتا تھا۔  
 آہستہ آہستہ بھڑوں کی زیادتی نے اسے اس منزل تک پہنچایا کہ وہ صرف  
 جمعہ کے دن مدینہ آتا اور نماز میں شرکت کرتا اور باقی دنوں میں بھڑوں کی  
 رہائش گاہ ہی پر نماز پڑھ لیتا۔ اس عمل کو ہم کچھ عرصہ میں چھوڑ دیا۔ لیکن پھر  
 پختے میں ایک بار راہ چلتے افراد سے مدینہ کا حال معلوم کر لیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ پیغمبر نے لوگوں سے ثعلبہ کا حال پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس  
 کے پاس اتنی کثرت سے بھڑیں ہو گئی ہیں کہ قرب و جوار میں ان کے رکھنے کی جگہ  
 نہیں، لہذا وہ مدینے سے دور چلا گیا ہے۔ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا ثعلبہ  
 پر وائے ہو، ثعلبہ پر وائے ثعلبہ پر وائے ہو کچھ عرصے بعد آیتہ زکوٰۃ نازل  
 ہوئی۔ پیغمبر اکرم نے دو افراد کو جن میں سے ایک بنی سلیم اور دوسرا قبیلے جہنیہ  
 سے تھا زکوٰۃ کی دسویانی کے لئے مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ ثعلبہ اور دیگر  
 افراد سے زکوٰۃ لے لیں اور ساتھ ہی ایک نوشتہ بھی ان دونوں کو دیا۔ وہ لوگ  
 ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ ثعلبہ نے کچھ دیر سوچا اور  
 کہا کہ یہ تو مجھے جزیرہ یا شہیرہ جزیرہ معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگ پہلے دوسروں سے  
 وصول کر لو پھر میرے پاس آنا۔ وہ لوگ وہاں سے بنی سلیم کے ایک آدمی کے پاس  
 آئے۔ اس نے جب آیتہ زکوٰۃ کے متعلق سنا تو اپنے اوتھوں میں سے بہترین اوتھ  
 تلاش کر کے بطور زکوٰۃ ان کے حوالے کر دیئے۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ تم

نے مجھے اس وجہ سے منع کر دیا ہو کہ لیکن ہے کہ مجھ سے شستی ہو یا کسی کا حق غضب  
 کروں۔ لیکن میں دو بار ان کی خدمت میں جاؤں گا اور عہد کروں گا کہ مجھ سے  
 ایسا کام سرزد نہیں ہوگا کہ کسی پر ظلم کروں۔ یا کسی کا حق غضب کروں۔ لہذا دوبارہ  
 امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے اس وجہ  
 سے مجھے اس کام سے منع کیا ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہوں کہ لوگوں پر  
 مجھ سے ظلم ہوگا۔ لیکن میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں کسی پر ظلم کروں تو میری بیوی اس  
 وقت مجھ پر حرام ہو جائے گی اور جتنے کینز اور غلام ہیں وہ سب آزاد ہو جائیں  
 گے۔ اور میں خود بھی شہوہ عدل سے خارج ہو جاؤں گا۔ امام نے کہا کیا ہے میں نے  
 پھر اپنی قسم اور عہد کو دہرایا۔ امام نے اس وقت اپنا سر مبارک آسمان کی طرف  
 اٹھایا اور فرمایا: *زنتادون السباد الیس علیک مرتی اللکم یعنی اس*  
*دور میں کسی جگہ کا حاکم ہونے سے زیادہ آسان آسمان کی بلند یوں پر پہنچ جانا ہے*  
*مطلب یہ تھا کہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ تم حاکم بن جاؤ، اور کسی پر ظلم نہ کرو۔ ایسا ہو ہی*  
*نہیں سکتا۔* (فروع کافی، جزء پانچواں ص ۱۸۰)

### ۱۳۔ صاحبانِ قدرت

زیادہ بن ابی سلمہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام مولیٰ کاظم علیہ السلام  
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے مجھ سے پوچھا۔ زیادہ تمہارا سلطنت میں عمل دخل  
 ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! امام نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا لوگوں پر میں احسان  
 کرتا ہوں اور غریبوں کی مدد کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں نے انہیں اس بات کا عادی  
 بنا دیا ہے۔ لہذا اس کو ترک نہیں کر سکتا۔ دوسری جانب میرے بیوی اور بچے  
 ہیں اور ان کے لئے کوئی اور وسیلہ اس کے علاوہ نہیں ہے۔ امام نے فرمایا

اگر مجھے کسی بہانہ کی چوٹی پھر گرا دیا جائے اور میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تو یہ  
 مجھے پسند ہے کہ مجھے ایسے افراد (یعنی ظالم) کے لئے کام کرنا پڑے۔ اور اگر  
 مجھے ان کے گھر پر قدم رکھنا پڑے تو میں بہانے سے گزرا پسند کروں، مگر ایک صورت  
 میں۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ (الانفسر یجکربہ عن مؤمن  
 ادخلک اسرہ او قضاء دینک) وہ یہ کہ یا تو کسی مؤمن کو (ظالموں کے ظلم  
 سے) نجات دلانے کے لئے یا اس کے کام میں مدد اور اس کی آزادی کے لئے  
 یا اس کا قرض ادا کرنے کے لئے۔ زیادہ باطل امور میں حکومت کے عہدیداروں  
 کا روزِ قیامت آسان ترین مرحلہ یہ ہوگا کہ ان کے چاروں طرف آگ کی چاک  
 کھری کر دی جائے گی، اور وہ چاروں طرف سے آگ کی چاک کی چاک  
 ایک شخص کا حساب نہ کرنے کا۔ زیادہ اگر اس مملکت میں عہد سے دار ہو تو اپنے  
 بھائیوں سے سکی کر ڈاؤں کہ ان بادشاہوں کے ساتھ رہتے ہوئے جو اعمال انجام  
 دینے میں اور گناہگار ہو گئے ہوں تو نیکی کرو۔ نیکی کی وجہ سے وہ گناہ دھل جائیں گے۔  
 زیادہ لوگوں میں سے ہر شخص خود کو ہمارے تابع اور ماننے والوں میں شمار کرتا  
 ہو، اور ان لوگوں کے لئے (عباسی خاندان کے لئے) کام کرتا ہو اگر اپنے اور ان  
 کے درمیان لوگوں کی حاجت برآری کا اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے  
 برابری کا قائل ہو، اس سے کہہ دو کہ اگر تم ان امور میں اپنے آپ کو پیراں لگاؤ  
 و آل محمد میں سے سمجھے ہو تو یہ سب مجھوٹ ہے اور ایک دعوئے بے جا ہے  
 زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ زیادہ! جب تم کو عوام الناس پر قدرت اور اختیار  
 حاصل ہو جائے تو یہ بات یاد رکھنا کہ کل روز قیامت پروردگار میں تم پر قدرت  
 رکھتا ہے۔ اور یہ بات بھی تمہارے پیش نظر ہے کہ جو نیکیاں تم نے لوگوں پر  
 کی ہیں ہو سکتی ہیں انہیں تم بھول جاؤ اور وہ لوگ بھی بھول جائیں جن پر تم نے نیکیاں

کی ہیں، لیکن یہ نیکیاں روز قیامت باقی رہ جائیں گی اور تمہارے کام آئیں گی۔  
(فسرہ کا کافی ص ۱۱)

## ۱۴- انہیں امام کی طرف سے اجازت تھی

حضرت علی بن یقظین، امام صادقؑ اور امام موسیٰ بن جعفرؑ کے زمانے میں شیعیان اہلبیت اطہار میں سے تھے۔ وہ ہارون الرشید کے ذریعہ ہونے کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے تھے اور تفتیح کرتے تھے۔ اس کے باوجود اکثر وسیع بہت سے اموال امام صادقؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے رہتے تھے۔ بکبر بن محمد اشعری کہتے ہیں ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظمؑ سے فرمایا میں نے گذشتہ رات پروردگار سے دعا کی کہ پروردگار علی بن یقظین کو ہمیں بخش دے۔ پروردگار نے بخش دیا۔ اسی وقت سے علی بن یقظین نے مال دولت اور حجت کا اظہار ہم سے کیا اور اسی وجہ سے دنیا و آخرت میں سرفراز ہوئے۔

پھر فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا بنو ابی بکر علی بن یقظین نے ایک لاکھ درہم سے تین لاکھ درہم تک امام کی خدمت میں عہدے بھیج دیئے۔ جس کو امام نے فقراء و مؤمنین اور اپنے غریب رشتے داروں میں تقسیم کر دیا۔ علی بن یقظین نہایت غریب تھا جب کہ امام موسیٰ کاظمؑ تیرہ برس تھے انتقال فرما گئے۔

علی بن یقظین نے ایک مرتبہ امامؑ سے پوچھا اگر آپ کہیں تو میں وزارت سے استعفیٰ دے دوں۔ اور اس کام سے کنارہ کشی اختیار کر لوں۔ امام نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا: علی! استعفیٰ نہ دینا۔ ہم تم سے اس وجہت رکھتے ہیں۔

سہ مجالس قاضی نورانی..... ج اول ص ۳۸۸۔

و جب کہیں ہمارا ساتھ تم سے ہوگا اس وقت تمہارے دو سر سے بھائی بھی تمہارے اس ظاہری قیام اور عہدہ کی وجہ سے عورت و آبرور رکھتے ہیں اور محرز ہیں۔ اور شاید پروردگار تمہارے دھبے سے کسی کو کوئی دینی و دنیاوی فائدہ پہنچائے اور اس کی پریشانی کو حل فرمائے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے مخالفین کے کیتے اور بغض و عداوت کی آگ کو ٹنڈا کر ڈالے۔ عمل ایسے اداروں میں کام کرنے کا کفار یہ ہے کہ تم دینی بھائیوں سے نیکی کرو۔ اگر تم ایک کام کو انجام دو تو میں تمہارا تین چیزوں میں متضمن ہوں۔ تم عہد کرو کہ تم جب بھی اپنے کسی دینی بھائی سے ملو تو اس کی عطا کو پورا کرو اور اس کے ساتھ نیکی کرو۔ میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ تم کسی وقت قید میں نہیں رہو گے۔ اور نہ ہی تم پر تلوار اٹھائی جائے گی۔ اور نہ تم کہیں کسی کے محتاج ہو گے۔ اور فقر و تنگدستی کا مسئلہ بھی نہیں دیکھو گے۔ علی! جو کسی مومن کو خوش کرے اس نے سب سے پہلے خدا پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے پھر ہم کو خوش کیا۔

## ۱۵- کیا مومن کے علاوہ کسی کو مسترد دے سکتے ہیں؟

مسل بن یحییٰ کہتے ہیں ایک مرتبہ رات میں جب ہارن بن ہور ہی تھی میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے گھر سے باہر نکلنے اور اللہ تعالیٰ سے سہارہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں امام کی کوئی چیز زمین پر گر گئی۔ امام نے فرمایا (یسلم)..... اللہ تعالیٰ علینا پروردگار میری گمشدہ اشیاء مجھے مل جائیں۔ میں ان کے قریب گیا اور سلام کیا۔ امام علیہ السلام

سے ایسا سا زبان جس میں بے گھر فرد رہتے تھے۔

نے پوچھا: اصل تم ہجو میں نے کہا میری جان آپ پر خدا میں معلی ہوں۔ امام نے  
 قسم لیا، تلاش کرو، یہاں جو کچھ ملے مجھے دے دو، میں نے تلاش کرنا شروع  
 کیا تو دیکھا کہ کافی روٹیاں زمین پر بکھری ہوئی ہیں جتنی روٹیاں مجھے مل سکیں  
 نے جمع کر کے امام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ امام کے پاس وہاں ایک بڑا  
 لوریا تھا جس میں روٹیاں تھیں، اور وہ لوریا اتنا بھاری تھا کہ اس کو اٹھانا میرے  
 لئے بھی بہت دشوار تھا، میں نے امام سے عرض کی مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو  
 اٹھا لوں، امام نے فرمایا نہیں میں خود اس کا ستر دار ہوں کہ اس سامان کو اٹھاؤں،  
 لیکن تم اتنا کرو کہ میرے ساتھ اللہ بنی ساعدہ تک چلو جب ظلمہ بنی ساعدہ پہنچے  
 تو دیکھا کہ کچھ لوگ سو رہے ہیں، اس حالت میں امام جعفر صادق ایک ایک فرد  
 کے پاس جاتے اور ایک ایک یا دو عدد روٹیاں رکھتے، اس طرح ہر شخص تک  
 روٹی پہنچاتے ہوئے ہم لوگ ظلمہ بنی ساعدہ سے باہر نکل آئے، میں نے سوال کیا  
 کیا یہ لوگ آپ کے حق کو پہنانتے ہیں؟ اور شیعہ ہیں؟ امام نے فرمایا اگر یہ لوگ  
 حق کو پہنانتے ہوتے تو ان کو روٹی کے ساتھ تک بھی دیتا، ورنہ شاید منظور  
 یہ ہو کہ ان لوگوں کو اپنے گھر پر ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتا، معلی جان  
 لو کہ پروردگار نے جو چیزیں پیدا کی ہے اس کے لئے ایک خندانہ عین کیا ہے۔  
 مگر صدقہ ایسی چیز ہے کہ پروردگار خود اس کا مالک اور نگہبان ہے۔ میرے والد  
 یعنی امام باقرؑ، جب بھی صدقہ دیتے تھے تو صدقہ سائل کو دے کر واپس لے  
 لیتے تھے، اور اس کو چومتے اور سو گھنٹے تھے اور دوبارہ اس سائل کو دے دیتے  
 تھے، رات میں صدقہ دینے سے خدا کی ناراضگی منتہی ہوتی ہے۔ گناہ ختم ہوتے  
 اور ذوق قیامت حساب میں آسانی کا باعث بنتا ہے۔ اور دن میں صدقہ دینے  
 سے عمر اور مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے

کنارے سے گزرتے تھے اور روٹی توڑ توڑ کر دریا میں ڈالتے جا رہے تھے، ان  
 کے حواریوں میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ روٹی دریا میں کیوں ڈال رہے ہیں  
 حالانکہ یہ روٹی آپ کی غذا ہے؟ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اس لئے دریا میں  
 ڈال رہا ہوں کہ دریائی جانوروں میں سے کسی کی غذا بن جائے، اور خداوند عالم  
 کے حضور اس عمل کا بہت بڑا ثواب ہے۔

## ۱۶ صدقہ اور النفاق مال حلال سے ہونا چاہیے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے سنا کہ اہل  
 سنت و الجماعت ایک شخص کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس کی بہت تعریفیں  
 کرتے ہیں، میں نے سوچا کہ اس سے اس طرح ملوں کہ وہ مجھے سچا مان نہ سکے،  
 اتفاق سے ایک روز اسے دیکھا کہ بہت لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں، لیکن وہ ان  
 سے کنارہ کش ہونا چاہتا تھا، اور ایک کپڑے سے وہ اپنے چہرے کو ناک  
 تک چھپائے ہوئے مستقل اس کو شش میں تھا کہ کسی طرح ان کے درمیان سے  
 اٹھ جائے، بالآخر ایک طرف سے ان کے درمیان سے اٹھ کر نکل گیا، میں اس  
 کے پیچھے پیچھے چلا اور اس کے عمل کو دیکھتا رہا کہ ایک نادانی کی دوکان تک پہنچے  
 نادانی اس کی طرف سے غافل تھا، تو وہ موقع پاتے ہی پیکے سے دو روٹیاں لے  
 کر چل دیا، کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا کہ ایک شخص انار بیچ رہا ہے اس کی نظر پھرتے  
 ہی اس شخص نے دو عدد انار بھی اٹھائے، امام فرماتے ہیں کہ مجھے بہت تعجب  
 ہوا کہ یہ شخص چوری کیوں کر رہا ہے، بالآخر اسے میں وہ ایک مریض کے پاس

لے فسود کا کافی جزو چہارم سو

گیا اور اس کو وہ دونوں روٹیاں اور انار رو سے دیئے۔ میں اس کے پیچھے ہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایک گھر میں داخل ہو، میں اس کے قریب پہنچا اور اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا میں نے تیری بہت شہرت سنی تھی اور چاہتا تھا کہ تجھ سے ملوں مگر میں نے تیرے اندر ایک ایسی چیز دیکھی کہ مجھے اپنا ارادہ بددانا پڑا ہے۔ اس نے پوچھا آپ نے مجھ میں کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ تو نے دو عدد دروٹیاں اور دو انار چرائے اس نے مجھے مزید پوچھنے کا موقع نہ دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں خاندان رسالت سے ہوں میرے وطن کے بارے میں پوچھا میں نے کہا مدینہ۔ تو وہ بولا آپ شاید جعفر بن محمد بن علی بن حسین (علیہم السلام) ہیں میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا آپ کو اس رشتہ اور نسبت سے کیا فائدہ ہے کہ آپ جاہل ہیں۔ اپنے اجداد کے مسلم سے بے بہرہ ہیں (معاذ اللہ) میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا اس نے کہا آپ نے قرآن مجید میں یہ بھی نہیں پڑھا کہ پروردگار فرماتا ہے (من جاء بالحسنة فله عشرہ امثالہا ومن جاء بالسئۃ فلا یجرى الا مثلاً) اگر کوئی نیک کام کرے گا تو ایک نیکل پر دس گنا ثواب ملے گا۔ اور کوئی برا کام کرے گا تو اس کو اس برائی کے برابر ہی گناہ ملے گا اور عذاب میں مبتلا ہوگا۔

میں نے دو روٹیاں اور دو انار چرائے اس صورت میں میں نے چار گناہ کئے لیکن کیوں کریں گے۔ اتنی کیا اور وہ خدا میں مرے کو دے دینے۔ لہذا اس آیت کی رو سے مجھے چالیس نیکیاں ملیں۔ اب چالیس نیکیوں میں سے چار گناہ کم کر دیں تو چھتیس نیکیوں کا پھر بھی میں طلبگار ہوں۔ امام فرماتے ہیں میں نے کہا (شکلتک العسک) تیری ماں تیرے ٹہمے تو قرآن سے بالکل بے بہرہ اور جاہل ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ پروردگار فرماتا ہے (انما یتقبل اللہ من المتقین)

بے شک پروردگار متقیوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو نے دو روٹیاں اور انار چرائے تو چار گناہ ہوئے اور کیوں کہ یہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر وہ مال تو نے دوسرے کو دے دیا لہذا چار گناہ مزید ہو گئے۔ وہ شخص مجھے غور سے دیکھنے لگا۔ میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑا اور وہاں سے چل دیا۔

## ۱۰۰ اصرقتے کر اپنے مال کی حفاظت کرو

امام صادق فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ وہاں سے ایک یہودی گذرا اور اس نے پیغمبر سے کہا السلام علیک۔ حضور اکرم نے فرمایا علیہ۔

اصحاب نے عمل کیا یا رسول اللہ اس نے کہا تھا کہ (فخوذ بالثمن) آیت مرجائیں۔ آج بناجیٹے فرمایا میں نے بھی اس کو یہاں جواب دیا کہ کو مر جائے۔ پھر فرمایا کہ اس شخص کی پیٹھ پر ایک کالا سانپ کاٹے گا۔ اور یہ مرجائے گا یہودی وہاں سے چلا گیا۔ اور جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کیں اور فروزاؤ بس آیا۔ جب جناب رسول خدا کے سامنے سے گذرنے لگا تو آیت نے فرمایا لکڑیوں کو زمین پر رکھ دے۔ اس نے لکڑیاں زمین پر رکھ دیں۔ تو دیکھا کہ اس میں ایک کالا سانپ ہے اور اپنے منہ میں ایک لکڑی دبائے ہوئے ہے۔ پیغمبر اکرم نے یہودی سے پوچھا آج تم نے کیا کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے کچھ نہیں کیا۔ جب لکڑیوں کو جمع کر چکا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک میں نے خود کھالی اور ایک روٹی

لے انوار نعمانیہ ص ۱۰۰

ایک فقیر کو صدقہ کر دی۔ آنجناب نے فرمایا بس اس صدقہ کی وجہ سے تمہاری جان بچ گئی (الصدقہ صدقہ مینت السرموعن الانان)۔

## ۱۸۔ صدقہ آسمانی بلا کو مالتا ہے

ایک مرتبہ ایک تھانہ انتہائی قیامت ساسان لے کر تجارت کے لئے بار بار نکھارا امام صادقؑ میں اس قافلے میں تھے۔ راستے میں اطلاع ملی کہ آگے کچھ ڈاکو ہیں جو قافلے کو لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس خبر کے سننے سے قافلے والے اتنے خوفزدہ ہو گئے کہ ترس و وحشت ان کے چہروں سے عیاں ہونے لگی۔ امام صادقؑ نے فرمایا تم لوگ کیوں گھبرارے ہو اور کیا وجہ ہے کہ اتنے خوف زدہ ہو گئے ہو؟ قافلے والوں نے کہا ہم لوگ بہت قیمتی سامان لئے ہوئے ہیں اور ہمیں خون ہے کہ ڈاکو ہمارا سامان نہ چھین لیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ سامان ہم آپ کے حوالے کر دیں۔ جب ڈاکوؤں کو معلوم ہو گا کہ یہ سامان آپ کا ہے تو شاید روٹیں۔ امام نے فرمایا تم کو یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ میرا مال نہیں لوٹیں گے۔ شاید وہ لوگ میرا ہی مال لوٹنے آ رہے۔ اس صورت میں تم لوگوں کا مال بھی بلا وجہ ضائع ہو جائے گا۔ تانہ والوں نے پوچھا پھر تم کیا کریں؟ کیا یہ بہتر ہے کہ سارا سامان بڑے بڑے گڑھے کھود کر ان میں چھپا دیں۔ امام نے فرمایا اس صورت میں تو زیادہ امکان ہے کہ سامان جلد ہی ضائع ہو جائے۔ یا ممکن ہے کہ کسی کو معلوم ہو جائے اور وہ اس سامان کو نکال لے جائے۔ یا واپسی میں تم لوگ وہ جگہ عبور بنا لے جاؤ جہاں مال چھپایا ہو۔ سب نے کہاں پوچھا یہ کیا کرنا چاہیے

عنه فروع کالی جزء ۳ ص ۵۷

امام نے فرمایا تم اپنا سامان اس کے ذمہ کر دو جو تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے بچانے والا ہے۔ اور ہر چیز میں برکت دینے والا ہے۔ اس طرح سے کہ دنیا میں جو اس کی قیمت ہے اس سے کہیں زیادہ منافع ہو اور ایسے وقت میں تم کو واپس لے جب تم کو اس کی سخت ضرورت ہو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ امام نے فرمایا وہ پروردگار عالم ہے۔ قافلے والے کہنے لگے اس کے حوالے کیسے کریں۔ امام نے فرمایا کہ تمہارا اور فقیروں کو مسرت کر دو۔ قافلے والے بولے یہاں تو کوئی بھی فقیر اور مسکین نہیں ہے کہ اسے دے سکیں۔ فرمایا تم لوگ عہد کریں کہ ایک تمہاری حصہ صدقہ دو گے تاکہ پروردگار اس چیز سے تم لوگوں کو بچائے جس سے تم ڈرتے ہو۔ قافلے والوں نے ایسا ہی کیا۔ امام نے فرمایا اب تمہارا مال خدا کے سپرد ہے۔ اپنے ہاتھ پر چھتے رہو۔ ابھی یہ لوگ کچھ ہانگے بڑھے تھے کہ دیکھا ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں۔ قافلے والے پھر ڈرتے لگے۔ امام نے فرمایا اب کیوں ڈرتے ہو۔ تم لوگوں کا سامان تو پروردگار ہے۔ جیسے ہی ڈاکوؤں نے امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کو دیکھا ہانگے پڑے اور امام کی دست بوسی کے بعد کہنے لگے کہ گذشتہ شب ہم نے حضور سرور کائنات کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ گھوڑوں سے اتر کر تم لوگ امام جعفر صادقؑ کے پاس جاؤ۔ اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں تاکہ آپ دشمنوں اور راہزنوں سے محفوظ رہیں۔ امام نے فرمایا ابھی تمہاری ضرورت نہیں ہے جس نے نہیں تم سے بچایا ہے وہ دوسرے دشمنوں سے بھی بچائے گا۔ قافلے والے سنا سنی سے اپنی اپنی منزلوں تک پہنچ گئے۔ ایک تمہاری حصہ صدقہ کر دیا اور سامان کو فروخت کر کے میں انہیں دس گنا فائدہ بناوا۔ وہ لوگ آپس میں کہتے تھے کہ امام کی ہمدردی سے کتنی برکت پیدا ہوئی۔ امام نے فرمایا اب تم پروردگار سے سوا کرنے کا فائدہ چھو سکتے

ہو اس کے بعد اس روش کو ہمیشہ جاری رکھنا۔

### ۱۹۔ صفت سے تمام خوشیوں دور ہو جاتی ہیں

امام صادق فرماتے ہیں میرے اور ایک شخص کے درمیان کچھ زمین تقسیم ہونا تھی وہ شخص علم نجوم جانتا تھا اس نے تقسیم میں دیکر کہا کہ جب اس کا ستارہ مغرب ہوگا تو تم پر ہونگے تاکہ اسے فائدہ ہو اور زیادہ زمین ملے۔ بالآخر اس نے وہ دن اور وقت طے کیا کہ جس میں اس کے اعتقاد کے مطابق اس کا ستارہ بلند ہی پر جاتا اور اسے فائدہ ملتا۔ اور مجھے نقصان ہوتا۔ وہ وقت وغیرہ طے کر کے آیا۔ اور زمین تقسیم ہوئی لیکن مجھے زیادہ ارفع ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے انسوؤں کی دہستہ اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بولا اے اللہ! اس کا ایسا تقسیم تھا آج کا جیسا تمہیں اس دن میں ملے کبھی میں نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں ستارہ شناس ہوں اور ایک اجلی گھڑی میں میں اپنے گھر سے نکلا تھا اور بڑی گھڑی آپ کے لئے منتخب کی تھی مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ کام الٹا ہو گیا ہے۔ آپ فائدہ میں رہے، اور مجھے خسارہ ہوا۔ امام فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو مجھے میرے والد ماجد نے تعلیم دی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ فرمائیے، تو میں نے کہا جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ پروردگار عالم دن بھر اس سے نعمت اور پریشانیوں کو دور رکھے اسے چاہیے کہ اس دن صبح کے وقت صدقہ دے۔ اور اگر چاہے کہ رات بھر پریشانیوں اور خوشیوں اس سے دور رہیں تو شام کے وقت صدقہ دے۔ میں جب گھر سے نکلا تو میں نے صدقہ دیا تھا صدقہ دینا تمہارا

نے علم نجوم سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ شاکر یا خوب کہتا ہے کہ ع  
تا تو انی کجہاں خدمت محتاجا جان کن  
بدی یا درمی یا تسلیم یا قدمی

یعنی جب تک تم دنیا میں ہو حتی المقدور ہر طرح سے محتاجوں کی مدد کرتے رہو، چاہے مال سے امداد ہو یا تقریر و تحریر کے ذریعے، یا ان کی آواز پر آواز بلند کر کے ان کی مدد ہو سکے۔

### ۲۰۔ صفت اور اتفاق میں جتنا نہیں چاہیے

ایک شخص حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی امام نے پوچھا تم آج کیوں اتنے خوش ہو کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ بہتر دن انسان کے لئے وہ ہے جس دن وہ اپنے برادر مومنین کو صدقہ دے۔ اور اس کے ذریعے کسی بندہ خدا کی مدد ہو اور وہی دن اس کے لئے خوشی کا دن ہے آج دس برادران دینی میرے پاس آئے تھے انہوں نے چار سے غریب اور بیچاروں کو دئے تھے۔ میں نے ان کی خدمت کی، اور ان لوگوں کی کچھ مدد بھی کی اس لئے آج میں بہت خوش ہوں۔ امام نے فرمایا مجھے میری جان کی قسم تمہاری یہ خوشی اس وقت سزاوار ہے جب کہ تم اپنے اس عمل کو ابھی یا اس کے بعد میں ضائع نہ کر بیٹھو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا یہ کیا عمل کیسے ضائع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ میرا آپ کے خاص شیعوں میں سے ہوں۔ امام جو آؤئے فرمایا کہ تم نے ابھی اپنی نیکی اور غریب

ناور بھائیوں کی مدد کا صلہ منافع و برباد کر دیا۔ اس نے پوچھا کیسے؟ تمام  
 نے قسم لیا اس آیت کو پڑھو (ولا تطلوا صدقا حکم بالسن والاذی)۔  
 یعنی اپنے صدقات کو ظاہر کر کے اور لوگوں کو آزار دہ سے کر ضائع اور برباد نہ کرو  
 وہ شخص بولتا میں نے جن کی خدمت اور مدد کی ہے وہ ان پر حرام ہے اور نہ ہی  
 کوئی تکلیف یا ذمیت دی ہے۔ امام نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ پڑھا  
 اس آیت میں یہ نہیں کہہ سکا کہ جن لوگوں کو صدقہ دیا ہے ان پر جتا کر یا آزر دہ خاطر  
 کر کے اپنے نیک اعمال کو ضائع مت کرو۔ بلکہ اس سے ہر قسم کی اذیت اور پریشانی  
 مراد ہے۔ تمہارے نزدیک ان لوگوں کو جنہیں تم نے صدقات وغیرہ دیے ہیں  
 آزر دہ خاطر کرنا بڑا گناہ ہے۔ یہ ان فرشتوں کو جو تم پر مامور ہیں۔ یا ہم لوگوں  
 کو یعنی آئمہ معصومین) اس نے جواب دیا کہ آیت اور فرشتوں کو آزر دہ کرنا بڑا  
 بڑا گناہ ہے۔ امام جوڑ دے فرمایا کہ حقیقتاً تم نے ہمیں آزر دہ ورنجیدہ کیا ہے۔  
 اس نے پوچھا یا رسول اللہ میں نے اپنے کس قول یا فعل سے آپ کو رنجیدہ کیا  
 ہے؟ امام نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنی گفتگو سے میں رنجیدہ کیا ہے  
 کہ میں اپنے اعمال کیے منافع کو سکتا ہوں۔ جب کہ میں آیت کے خالص شیعوں میں  
 ہوں۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے خالص شیعہ کون ہیں؟ اس شخص نے تعجب نہ کرنا  
 میں کہا، نہیں میں نہیں جانتا۔ امام جوڑ دے فرمایا کہ جو سبیل میں آل نسرین اور  
 بیس کو غمزدہ فرماتا ہے (ایما من رجل من اقصی الملائکۃ بسعی)  
 سلمان ابو ذر۔ قتادہ اور عمار تم نے (تم کو ہمارا شیعہ و خالص کہل کر) اپنے کون  
 لوگوں کے برابر سمجھا۔ کیا تمہاری ان باتوں سے ہمیں اور ملا کہ کوفایت نہیں ہوئی؟  
 وہ کہے لگا، استغفر اللہ العوب الیہ، یا ہن رسول اللہ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے  
 امام نے فرمایا کہ تم کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور آپ کے دشمنوں

کا دشمن اور آپ کے دوستوں کا دوست ہوں، اس نے عرض کر میں پوچھو کہوں  
 لگا، اور میں واقعاً ایسا ہی ہوں۔ جو کچھ میں نے کہا، کیوں کہ اسے صمد، ملاک، اور  
 آپ پسند نہیں کرتے لہذا توبہ کرتا ہوں۔ امام جوڑ دے فرمایا اب تمہاری وہ کیا  
 اور سنا تمہیں داپس لگائیں جو تمہارے اس قول کی بنا پر ختم ہو گئی تھیں۔  
 شرح سعدی اپنے تین اشعار میں کہتے ہیں:

۱- رہ نیکم آزر دہ گیر، چو راستہ اسی دست، اتنا دگر

۲- بخشائے کا مال کہ مرد معتقد، خریدار بازار بے رادفند

۳- جو مال مرد اگر راست خواہی ولیست، کرم بیخہ شاہ مردان طلیست (سعدی)  
 ۴- یا امین اگر نیک خواو را چھی صفات، والوں کے راستے پر چلو اور اگر تم حقا  
 ثروت جو تو غریبوں کا سہارا بنو۔

۵- جو دوستی اور کرم و بخشش کو اپنا شعار بنائیں، کیوں کہ مرد حق شناس  
 بے رونق بازار کے خریدار ہیں۔ یعنی ان کے لئے دنیا میں کچھ نہیں وہ نیک کام کر  
 کے اپنے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔

(۳) اگر کوئی جوان مرد راہ راست پر چلے تو واقفانہ صفا کا پسندیدہ  
 ہے اور کرم و بخشش تو شاہ مردان امیر و منان حضرت علی علیہ السلام کا شیوہ  
 اور طرہ امتیاز ہے۔

## ۲۱- کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، اور دسترخوان

لے گا، طیبہ ص ۲۵۴



پر مرغ مسلم بھی تھا۔ کیا چنانک ایک فقیر دروازے پر آیا اور سوال کیا کہ اللہ میری مدد کرو۔ وہ شخص عمدتہ میں تھا اور فقیر کو دھتکار دیا کچھ دنوں بعد وہ شخص خود غریب و فقیر ہو گیا اور غلٹی کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو حلال دے دی اس کی بیوی نے دوسری شادی کرنی۔ اتفاقاً ایک دن وہ عورت اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اور وہاں بھی مرغ مسلم تھا کہ ایک فقیر دروازے پر آیا، شوہر نے کہا بہتر یہ ہے کہ مرغ مسلم اس فقیر کو دے آؤ عورت نے جا کر فقیر کو وہ مرغ دے دیا۔ جب واپس آئی تو دروہی تھی۔ شوہر نے دیکھا کہ سبب پوچھا تو اس عورت نے کہا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر تھا۔ یہاں تک سارا واقعہ جو اس کے ساتھ دسترخوان پر گذرا تھا، سنا دیا، اس کے شوہر نے کہا خدا کی قسم میں دینی فقیر ہوں جو تمہارے دروازے پر گیا تھا اس شخص نے مجھے سنجیدہ وہ ذلیل کیا تھا۔

## ۲۲۔ لوگوں کی گذارشات کیسے مقبول کی جائیں

سبع بن عمر کہتے ہیں کہ امام رضا کی خدمت میں مشرف ہوا۔ ان سے باتیں کر رہا تھا۔ کچھ دوسرے لوگ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے جو ذہنی مسائل اور حلال اور حرام کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔ اس وقت ایک بلند قامت شخص پہنچا جس کا رنگ گندمی تھا۔ امام علیہ السلام کو معلوم کرنے کے بعد اس نے کہا یا بن رسول اللہ! میں آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا شیعہ اور چاہنے والا ہوں۔ مسافر حج سے واپس آ رہا ہوں میرے پاس جو رقم مختار حج سفر کے لئے تھی کم ہو گئی ہے۔ آپ میری کچھ امداد فرمائیے تاکہ اپنے گھر تک پہنچ سکوں

ثمرات الاوراق ابوالحجۃ عموی بر حاشیہ مستطوف ج ۲ ص ۱۴۳

لیکن کیوں کہ خداوند عالم نے تمام ضروریات زندگی سے مجھے نوازا ہے اور گھر کا میں ایک خوشحال انسان ہوں ہوں لہذا صدقہ کا بھی ستم نہیں ہوں (مستحق رقم آپ مجھے یہاں فرمائیں گے) میں اسے گھر لیا کر آپ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ امام نے فرمایا بیٹھو، خدا تمہیں معاف فرمائے، امام پھر لوگوں سے بات کرتے گئے، یہاں تک کہ یہ سب لوگ چلے گئے، صوف میں (سبع بن عمر) سلیمان بن جعفری خثیمہ اور وہ شخص بیٹھے رہ گئے۔ حضرت علی بن موسیٰ الرضا نے فرمایا میں تھوڑی دیر کے لئے اندر جانا چاہتا ہوں سلیمان نے کہا بسم اللہ۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اپنا ہاتھ باہر نکال کر فرمایا تمہارا سانی کہاں ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امام نے فرمایا یہ دو سو دینار اپنے اخراجات کے لئے لے لو میری طرف سے صدقہ بھی نہ دینا۔ البتہ یہاں سے ابھی چلے جاؤ تاکہ نہ میں تمہیں دیکھوں اور نہ تم مجھے خراسانی چلا گیا تو امام علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ سلیمان نے مؤمن کیا میں آپ پر قہر بان ہو جاؤں آپ نے اس شخص پر کرم فرمایا اور اس کو کافی مقدار میں رقم بھی بخشی۔ لیکن آپ دروازے کے پیچھے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس کی حاجت پوری کر کے اس کے چہرہ پر نظام ہونے آثار شرمندگی کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ چونکہ ہر سوال کرنے والا وقت سوال شرم و حیا محسوس کرتا ہے (کیا تم نے پیغمبر اسلام کی حدیث نہیں سنی؟) (المستغربان حسنة.....) لہذا اگر کوئی شخص کا رفقیر پوشیدہ انجام دے گا تو اس کو شرج کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی آشکار اور ظاہری طور پر گناہ کرے تو خدا کے نزدیک ذلیل و خوار ہوگا۔ لیکن اگر کسی سے گناہ سرزد ہو اور وہ چھپا رہے تو اسے خدا بخش دے گا۔ کیا تم نے یہ قول نہیں سنا؟

(مخفی آقا قدس بومشاہ) یعنی جب بھی اس سے سوال کرتا ہوں تو کبھی شرمندہ نہیں ہونا پڑتا بلکہ اپنے اہل و عیال کے پاس سرخرو واپس آتا ہوں۔

## ۲۳۔ امام زین العابدین اور محتاجوں کی پرورش

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میں امام زین العابدین غسل دے رہا تھا تو حاضرین میں سے کسی نے آپ کے زانو اور پائے مبارک پر گٹھے کے نشانات دیکھے۔ اچانک ان کی نظر امام کے شانہ پر پڑی تو دیکھا کہ وہاں بھی نشانات بڑے ہیں۔ ان لوگوں نے امام محمد باقر سے عرض کیا کہ آپ کے والد ماجد کے زانو اور پائے مبارک پر جو نشان ہیں وہ تو یقیناً ملولالی مسجدہ کرنے کی وجہ سے ہیں لیکن یہ شانہ پر کیسے نشان ہیں، امام نے فرمایا کہ اگر ان کی زندگی میں یہ سوال کرتے تو ہرگز بدبختا کوئی روترا ایسا نہیں گذرنا تھا کہ میرے بابا حتی المقدور مجبور اور بے نوا لوگوں کو سیرہ کرتے ہوں رات کو جب سب کھانا کھا لیتے تو باقی کھانا ایک کبیرہ میں الٹ رکھ لیتے تھے اور سب کے سو جاننے کے بعد گھر سے نکلتے۔ جو لوگ اپنی عورت و خرافت کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے اور سنگدست ہوتے انہیں وہ کھانا تقسیم کر دیتے تھے ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہمارے لئے کھانا اللہ والا کون ہے یہاں تک کہ خود امام کے گھر والوں کو میں اس بات کا علم نہ تھا، صرف میں جانتا تھا۔ امام یہ چاہتے تھے کہ انہیں راز میں صدقہ دینے والوں کی جسرا طے آیت اکشر فرماتے تھے کہ (ان صدقۃ السر تطفی جہنم) صدقہ دوسے کرکس پر ظاہر کرنے سے خدا کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے جس طرح آگ کو پانی بجھا دیتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی داہنے ہاتھ سے صدقہ دے تو اس طرح دوسے کو

بائیں ہاتھ کو اٹھلا دے بھی نہ پتو، یعنی صدقہ اس طرح چھپ کر دے کرکس کو خبر نہ ہو۔

## ۲۴۔ صدقہ دینے سے زرق زیادہ ہوتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد سے فرمایا کہ مینا گھر کے اثراجات سے کتنی رقم بچی ہے۔ بیٹے نے جواب دیا چالیس دینار، امام نے فرمایا اسے جا کر صدقہ کر دو۔ محمد نے کہا پھر ہمارے پاس کچھ نہ بچے گا صرف یہی چالیس دینار ہیں۔ امام نے فرمایا تم اسے صدقہ کر دو۔ محمد نے کہیں اس کا ضرور جسر دے گا۔ پھر فرمایا (امسا علیک ان کلک شئی مفتاح مفتاح الزرق الصدقۃ) یعنی ہر چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور زرق کی کنجی صدقہ ہے۔ پس ان چالیس دیناروں کو صدقہ کر دو۔ محمد نے حکم امام پر عمل کیا۔ اس واقعہ کو دس دن میں گذرے تھے کہ چار ہزار دینار امام کو ملے۔ امام نے فرمایا کہ بڑا نعمت ہے راہ خدا میں چالیس دینار دینے سے آٹھ سو نئے ان کے بدلے میں چار ہزار دینار عطا کئے ہیں۔

## ۲۵۔ شرط جنت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انصار کے کچھ لوگ پیغمبر صلوات اللہ علیہ میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بعد عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہماری ایک حاجت

۱۔ سفینۃ البحار ج ۲ ص ۲۴

۲۔ کافی جلد ۱ ص ۱۱۱

ہے۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا ایک بڑی درخواست ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو کچھ ہو بیان کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے جنت میں جلتے کہ نہانت کر دیں۔ یہ سنی کر رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا اور کسی چیز سے زمین پر خط کھینچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ میں تمہاری جنت کا تمام مہربوں بشر علیک تم کسی سے کوئی سوال نہ کرو۔ انصاف نے اس کے بعد طے کر لیا کہ کسی سے سوال نہ کریں گے۔ اور اس طرح عمل کیا کہ اگر سفر کے تھے گھوڑے سے سنان کا تازیانہ گر جاتا تو سوال کے خوف سے کسی سے نہ مانگتے۔ بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر دستہ خوان پر کھانا کھاتے ہوتے پانی کی بوتل ہوتی اور کسی دوسرے شخص کے پاس پانی ہوتا اس سے طلب نہ کرتے۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی پیتے تھے۔

## ۲۶۔ اس دُعائیں تعجب خیز اثر تھا

جناب یونس نے تین سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی، لیکن سوائے دو آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایک عابد تھا اس کا نام یلیخا یا حنوف تھا۔ دوسرا عالم تھا۔ اس کا نام رودیہل تھا۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ خداوند عالم نے وعدہ عذاب کرنے کے بعد کسی قوم سے اپنا عذاب دو نہیں کیا۔ مگر قوم یونس وہ قوم تھی جس کے لئے عذاب کا وعدہ ہو چکا تھا لیکن نازل نہیں ہوا۔ جناب یونس نے انہیں ہر چند دعوت اسلام دی مگر انہوں نے ایک نہ سنی جناب یونس نے سوچا کہ ان کے لئے بد دعا کریں۔ عابد نے بھی اس بارے میں آپ کو مشورہ دیا۔ لیکن رودیہل عالم نے منع کیا اور کہا خداوند عالم آپ کی دعا قبول تو کرے گا۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتا کہ اپنے بندوں کو ہلاک کر دے۔ آخر جناب یونس

نے عابد کے مشورے پر عمل کیا اور اپنی قوم کے لئے بد دعا کی۔ وہی ہوئی کہ فلا دن فلاں وقت عذاب نازل ہوگا۔ جب عذاب نازل ہونے کی تاریخ آتی تو جناب یونس عابد کو ساتھ لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ لیکن روہیل شہر سے باہر نہ نکلا۔ عذاب کے نازل ہونے کا وقت آ گیا۔ آثار ظاہر ہونے لگے۔ قوم یونس پر نشان ہوئی کہ یونس کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ روہیل نے ان سے کہا کہ اگر یونس نہیں تو تم خدا سے پناہ مانگو۔ گریہ و زاری کرو۔ شاید خدا تم پر رحم کرے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا ہم کیسے پناہ مانگیں۔ رودیہل نے کچھ دیر غور و فکر کے بعد کہا دو دو پیئے والوں ہوں گوان کی ماؤں سے جدا کرو یہاں تک کہ اونٹ۔ بھینٹ۔ بکری اور گائے سب کو ایک دوسرے سے جدا کر دو۔ اور شہر چھوڑ کر سب لوگ صحرا میں چلے جائیں اور روز کر یونس کے خدا سے جو زمین و آسمان اور بڑے بڑے دریا، غرض ہر شے کا مالک ہے طلب عقود بخشش کرو۔ لوگوں نے رودیہل کے کہنے کے مطابق عمل کیا تو م کے من رسیدہ افراد اپنے جہوں کو زمین پر رکھ کر رو رہے تھے۔ قوم کے ساتھ حیوانات کی بھی آواز بلند ہو رہی تھی۔ اور معلوم ہو رہا تھا کہ جنگل کے درخت بھی ان کے ساتھ رو رہے ہیں۔ رحمت پروردگار عالم ان کی طرف مائل ہوئی۔ عذاب ہونے ہوتے ہو کر گیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ عذاب کی تاریخ گذرنے کے بعد جناب یونس پھر شہر کی طرف آئے تاکہ دیکھیں کہ قوم کس طرح ہلاک ہوئی ہے۔ شہر کے قریب پہنچے تو دیکھا لوگ حسب معمول زندگی بسر کر رہے ہیں کچھ لوگ گھنٹی میں مشغول ہیں۔ ایک شخص جناب یونس کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا کہ قوم یونس کس عالم میں ہے۔ اس نے جواب دیا یونس نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی۔ خداوند ظالم نے ان کی دعا قبول کر لی اور عذاب نازل کیا۔ لیکن

وہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر رہے اور گڑگڑانے لگے۔ خدا سے سوالی انگلی اس نے جس  
ان پر رحم کیا اور اپنا عقلم ان سے دور کر دیا۔ اب وہ لوگ یونس کی تلاش  
میں ہیں۔ تاکہ ان پر ایمان لائیں، یہ سنکر جناب یونس کو غصہ آیا۔ وہاں سے ایک  
دیر تک ٹھہر چل دیئے۔ چنانچہ خداوند عالم نے بھی جناب یونس کو اپنی قوم پر رحم  
ہونے کی داستان اس آیت میں بیان کی ہے: *وَدَعَا النُّونَ اذْ هَبْ ...*  
*فَدَعَا رَبَّهُ* جناب یونس جب دریا کے پاس پہنچے تو ایک کشتی چلتی ہوئی  
دیکھی لوگوں کے کشتی میں سوار ہونے کی خواہش کی لوگوں نے کشتی روک لی اور سوار  
سوار ہو گئے کشتی پھر چلنے لگی۔ جب دریا کے بیچ میں پہنچی تو خداوند عالم نے ایک ٹھہر چل  
کشتی کی طرف جانے کا حکم دیا۔ یونس پہلے کشتی میں آگے بیٹھے ہوتے تھے۔ لیکن جب  
ٹھہر چلنے لگا تو خوف کی وجہ سے چھپے چھپے گئے۔ ٹھہر چل پھر ان کی طرف آئی۔ لوگوں  
نے کہا ہم سے کوئی نافرمان ہے۔ قرعہ انداز کی جائے جس کے نام قرعہ  
ہوگا اسے اس ٹھہر چل کا قرعہ قرار دیں۔ قرعہ انداز ہی ہوئی تو قرعہ جناب یونس کے نام  
نکلا۔ لوگوں نے انہیں دریا میں ڈال دیا۔ *وَدَعَا نُوْنًا* وهو ملیناً  
ٹھہر چل جناب یونس کو ٹھہر چل گئی اور وہ اپنے نفس پر نفرین کر رہے تھے۔ روایت ابی  
البحار و دین ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یونس تین روز تک  
ٹھہر چل کے بیٹھ میں رہے۔ دریاؤں کی تاریکی میں خدا کو پکارا تو اس نے یونس  
کی دعا قبول کی *وَدَعَا نُوْنًا* فی الظلمات ... *الْمَسْتَجِيبُ* (مشافہ)

یونس نے تاریکیوں میں دعا کی اور جناب یونس تین تاریکیوں کے درمیان تھے۔  
(تاریکی کی شکم مابین ۱۶۰ تاریکی کی شب رسا تاریکی دریا کہ پروردگار!  
تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ تیری ذات پاک و پاکیزہ ہے۔ میں ظالموں میں  
سے ہوں۔ ہم نے یونس کی دعا قبول کی اور انہیں اس پریشانی سے نجات دی

اور ہم اس طرح مومنین کو نجات دیتے ہیں ٹھہر چل نے جناب یونس کو دریا کے کنارے  
ساحل پر ڈال دیا۔ چونکہ جناب یونس کے جسم کے تمام بال گر گئے تھے اور کھال  
نازک ہو گئی تھی لہذا خدا نے ان کے لئے ایک درخت کھدو پیدا کر دیا۔ تاکہ وہ اس  
درخت کے سائے میں رہیں اور حرارت آفتاب سے محفوظ رہیں اس وقت  
یونس برابر تسبیح و تہجد میں خدا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی کھال اپنے  
اصل حالت پر آگئی۔ خدا نے ایک کیر سے (دیکھ) کو حکم دیا کہ وہ درخت  
کے وہی جڑ کھائے۔ ان نے جڑ کھا لیا اور درخت خشک ہو گیا۔ درخت کے  
خشک ہونے کا یونس کو بہت افسوس ہوا۔ خدا نے فرمایا یونس! کیوں اتنے  
رنجیدہ ہو۔ آخر کیا ہوا؟ یونس نے عرض کیا مجھے اس درخت سے بہت آرام  
تھا تو نے اسے بھی کھا کر کھانے کی غذا بنا دیا۔ اور یہ خشک ہو گیا۔ خدا نے فرمایا  
یونس! تم اس درخت کے خشک ہونے پر اتنے زیادہ رنجیدہ ہو رہے  
ہو حالانکہ تم نے خود اسے کھا لیا تھا اور نہ ہی پانی دیا تھا اور تم کو اس کے  
سائے کی ضرورت نہ رہی تو تمہارا دعا نکلے اس درخت کی کوئی اہمیت نہیں نہ  
رہتی۔ لیکن تم کو ہزاروں بے بس لوگوں پر رحم نہ آیا۔ تم چاہتے تھے کہ ان پر خدا  
نازل ہو۔ اب انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ یونس اپنی قوم میں  
واپس آئے۔ سب لوگ یونس کے پاس آئے اور ان پر ایمان لے آئے۔

## ۲۷- دُعَا كِيُولٍ دِيرِيں قَبُولِ ہوتی ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز حضرت  
ابراہیمؑ کو وہ بیت المقدس کے اطراف میں کسی چراگاہ کی تلاش میں پھر  
رہے تھے۔ تاکہ وہاں اپنی بیٹیوں چلائیں۔ اچانک ایک آواز سنائی دی۔ دیکھا تو

ایک بلند قامت انسان نماز پڑھتا ہوا نظر آیا۔ جناب ابراہیم نے اس سے پوچھا۔

ابراہیم: تم کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو؟

مرد: پروردگار آسمان کے لئے پڑھ رہا ہوں۔

ابراہیم: تمہارے اعزہ واقب یا وہیں سے کوئی موجود ہے؟

مرد: نہیں۔

ابراہیم: تم اپنے کھانے کا بندوبست کہاں سے کرتے ہو؟

مرد: ایک درخت کی طر اشارہ کرتے ہوئے اس درخت کے پھل کھاتا ہوں اور سردی کے لئے زخیر بھی کر لیتا ہوں۔

ابراہیم: تمہارا گھر کہاں ہے؟

مرد: ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہاں اس پہاڑ کے پاس۔

ابراہیم: تم مجھے ایک شب اپنا ہمان بنا سکتے ہو؟

مرد: میرے گھر کے راستے میں پانی ہے اور اس سے گدڑنا بہت مشکل ہے۔

ابراہیم: تم خود کیسے گدڑتے ہو؟

مرد: میں پانی کے اوپر سے گدڑتا ہوں۔

ابراہیم: برا ہاتھ میں بکریوں، شاید خداوند عالم مجھے بھی اس پرستے گزار دے۔

یہ سن کر اس نے ابراہیم کا ہاتھ بکڑا اور دونوں پانی پر سے گدڑ گئے۔

جب گھر پہنچے تو ابراہیم نے سوال کیا۔

ابراہیم: سب سے بڑا دن کون سا ہے؟

مرد: روز قیامت۔ کہ خداوند عالم اس دن لوگوں کو ان کے اعمال

کی جسٹس سنا دے گا۔

ابراہیم: کتنا اچھا ہوگا کہ ہم دونوں مل کر دعا کریں کہ خداوند عالم ہمیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے۔

مرد: دعا کیوں کرتے ہو؟ خدا کی قسم تین ماں ہو گئے ایک دعا کرتا ہوں مگر اب تک قبول نہیں ہوئی۔

ابراہیم: میں بتاؤں تمہاری دعا کے مستجاب ہونے میں کیوں تاخیر ہوئی؟

اس لئے کہ خداوند عالم کسی بندے کو دوست مانتا ہے تو اس کی دعا قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔ تاکہ اس کا بندہ مناجات

کرتا رہے۔ اور اس سے اکتارتا ہے کیوں کہ وہ اس کی مناجات

کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن اگر خدا کسی بندے سے نا ارض ہو اور

وہ کوئی چیز طلب کرتا ہے تو خدا اس کی دعا ملد قبول کرتا ہے۔ یا

اس کے دل کو اس حاجت سے روگردان کر کے مایوس کر دیتا

ہے تاکہ وہ دوبارہ اس چیز کی درخواست نہ کرے۔ پھر پوچھا تمہاری

حاجت کیا تھی؟

مرد: تین سال قبل بکریوں کا ایک گلدہ تھیاں سے گذرا۔ اس کا نگہبان

ایک خوبصورت جوان تھا۔ اس کے دونوں شانوں پر اس کی زلفیں

بڑی ہوئی تھیں۔ میر نے اس سے پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ تو

اس نے جواب دیا کہ ابراہیم خلیل الرحمن کی ہیں۔ اس وقت میں نے

دعا کی کہ خدایا اگر روئے زمین پر تیرا کوئی خلیل اور دوست ہے تو

اس سے میری بھی ملاقات کرا دے۔

یہ روایت کا لیجئے انور علیؒ پر روایت ہے کہ حضرت محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جناب ابراہیمؑ کے لئے گھنٹا بادی کے لئے دعا کریں، وہی دعا آج تک ہمارے غصیلوں کے لئے اثر رکھتی ہے۔

ابراہیم . محمد اے تیری دعا قبول کی . میں ہی ابراہیم علیہ السلام ہوں .

وہ مرد اپنی جگہ سے اٹھا اور جناب ابراہیم کو اپنے سینے سے لگایا . امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا . جناب پیغمبر اسلام رسالت و نبوت پر بصورت ہوئے تو آپ نے لوگوں کو مصافحہ کرنے کا حکم دیا .

### ۲۸۔ دعا قبول کیوں نہیں ہوتی ؟

ایک روز ابراہیم اور اسم اللہ کے ہاں اس سے گذر رہے تھے . لوگ ان کے گرد و پیش جمع ہو گئے اور کہا . اللہ تعالیٰ نے تم کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ دعا دعویٰ استجب لکم . مجھ سے طلب کرو تو میں تم کو دوں گا . ہم اس سے طلب کرتے ہیں . لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی . ابراہیم نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو گئے ہیں . تمہاری دعاؤں میں صدق و صفا نہیں . تمہارے دل پاک و پاکیزہ نہیں ہیں . لوگوں نے پوچھا وہ دس چیزیں کیا ہیں ؟ آپ نے کہا :-

- (۱) تم لوگوں نے خدا کو سچا مانگا اس کا حق ادا نہیں کیا .
- (۲) قرآن مجید کی تلاوت کی لیکن اس پر عمل نہ کیا .
- (۳) پیغمبر سے محبت کا دعویٰ کیا لیکن ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی کی
- (۴) شیطان سے دشمنی کا دعویٰ کیا لیکن اعمال بن تم شیطان کے پیروار اور شریک ہو .
- (۵) تم جنت میں جانے کی خواہش رکھتے ہو . لیکن کوئی عمل بھی ایسا انجام نہیں

دیتے جو تمہیں جنت میں لے جا سکے .

(۶) تم نے کہا کہ آتش جنہم سے تم ڈرتے ہیں . لیکن تم نے اپنے دل کو اسی میں ڈال دیا .

(۷) دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہو گئے اور اپنے عیوب کی طرف نظر نہیں کیا

(۸) تم نے کہا کہ دنیا کو دست نہیں رکھنے . دنیا سے بغض و عناد کا دعویٰ کیا جس میں اور لالچ کی بنا پر مال دنیا کو جمع بھی کرتے ہو

(۹) موت کا افسار کرتے ہو لیکن مرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے .

(۱۰) تم نے مردوں کو دیکھا کہ دیا لیکن ان سے عبرت و نصیحت حاصل نہ کی . یہی دس اسباب ہیں جو تمہاری دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا باعث ہیں .

### ۲۹۔ بلند مرتبہ

دوسری حیوۃ الحیوان میں لکتا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام نے سفر کے دوران ایک شخص سے ملاقات کی اور اس کے مہمان ہوئے . اس نے آپ کی پوری پوری ضیافت کی . وہاں سے چلنے وقت آپ نے اس سے فرمایا . اگر تم ہم سے کچھ چاہتے ہو تو ہم دعا کریں . تاکہ تمہاری مراد پوری ہو . اس نے کہا خدا سے دعا کیجئے کہ مجھے ایک اونٹ عطا کرے . جس پر میں اپنے ضروریات زندگی رکھ کر سفر کر سکوں اور چرند گوشت جن کے دودھ سے میرا استفادہ کر سکوں . پیغمبر اسلام نے اس کے لئے دعا کی . پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا . کاش اس شخص کی ہمت بھی مجوزہ بنی اسرائیل کی طرح بلند ہوتی . یہ ہم سے کہتا کہ اس کے لئے دنیا آخرت

۱۔ روضات الجنات لفظ ابراہیم  
۲۔ مجبورہ کے لغوی معنی پورے طور پر ہے .

ان جیکیاں خدا سے طلب کریں۔ اصحاب نے عرض کیا، ہاں اسرائیل کی ضعیفہ کا کیا قصد ہے؟ پیغمبر نے فرمایا کہ جب جناب موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے شام کی طرف جانا چاہا تو راستہ بھول گئے، بہت جستجو کی مگر کچھ نہ چلا، تو حضرت موسیٰ ڈر سے کہہ گئے پہلے کی طرف پھر کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اپنے اصحاب کو جمع کر کے پوچھا کہ تم لوگوں نے مصر کے لوگوں سے کوئی وعدہ تو نہیں کیا ہے، مگر ہم اس شہر سے چلے جائیں تو وعدہ خلافی ہو، لوگوں نے جواب دیا ہاں، ہم نے اپنے آباء اجداد سے سنا کہ جب جناب یوسف کا انتقال ہوا تو انہوں نے مصر والوں سے خواہش کی کہ جب تم لوگ شام جانا تو میرا جنازہ ساتھ لیتے جانا اور میرے باپ یعقوب کے پاس دفن کر دینا۔ ہمارے اجداد نے قبول کر لیا تھا، جناب موسیٰ نے فرمایا کہ مصر واپس چلو اور اپنا وعدہ پورا کر دو، ورنہ اس پریشانی سے کبھی نجات نہیں پاسکتے۔ تمام لوگ مصر واپس آئے۔

جناب موسیٰ نے جس سے بھی قبر جناب یوسف کے متعلق پوچھا اس نے اطلاع نہ ہونے کا اظہار کیا۔ کسی نے بتایا کہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں جانتی ہوں یوسف کی قبر کہاں ہے، جناب موسیٰ نے اس عورت کو بلوایا، جب جناب موسیٰ کا آدمی اس عورت کے پاس پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا کہ موسیٰ سے کہنا اگر میرے علم کی ضرورت ہے تو میرے پاس آؤ کیوں کہ تقاضائے علم یہی ہے۔ یہ پیغام جب جناب موسیٰ کے پاس پہنچا تو اس کی تصدیق کی اور اس کی ہند بستی پر تعجب کیا، پھر خود اس عورت کے پاس آئے اور جناب یوسف کی قبر کے بارے میں پوچھا، عورت نے جواب دیا، موسیٰ علم ایک قیمتی چیز ہے، کئی سال سے میں تم سے اپنے سینے میں چھپا رکھا ہے، میں اس وقت تمہیں بتاؤں گی جب تم میری تین باتیں مان لو گے۔ جناب موسیٰ نے فرمایا اپنی حاجتیں بیان کرو

اس عورت نے کہا اول تو یہ کہ میری جوانی پلٹ آئے۔ دوسرے یہ کہ تم مجھ سے عقد کرو۔ تیسرے آخرت میں بھی مجھے تمہاری ہمسری کا شرف ملے حضرت موسیٰ اس عورت کی بلند سمتی پر چونکہ اپنی ان خواہشات سے دنیا و آخرت کی سعادت چاہتی تھی، تعجب کرنے لگے اور خدا سے دعا کی۔ تو اس عورت کی تمنوں دعائیں پوری ہی ہوئیں۔ اس وقت اس عورت نے جناب یوسف کی قبر کے بارے میں یہ بتایا کہ جب یوسف کا انتقال ہو گیا تو مصر لوگوں نے ان کی قبر کے بارے میں اختلاف کیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یوسف کی قبر ان کے محلہ میں بنے۔ اختلاف اتنا بڑھا کہ قریب تھا تلواریں چلنے لگیں۔ اختلاف دور کر کے لٹے پائے یا کہ یوسف کا جسم ایک تابوت بلوری میں رکھ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے جائیں اور وریائے مصر میں دفن کر دیا جائے تاکہ شہر مصر کا پانی قبر یوسف کے اوپر سے گزرے اور ہر جگہ پہنچے تاکہ سب لوگ ان کی قبر کے فیض سے استفادہ کریں، پھر جناب موسیٰ کو ان کے قبر دکھائی، جناب موسیٰ نے وہاں سے تابلوت جناب یوسف کو نکال کر بیت المقدس سے چھ فرسخ دور جو جگہ خلیل مقدس کے نام سے مشہور ہے قبر جناب یعقوب کے سامنے، جناب ابراہیم کے پاس دفن کر دیا۔

### ۳۰۔ سلمان فارسی کس چیز سے ڈرتے تھے

صلام بن ابی نفوس لکھتے ہیں کہ سلمان فارسی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو سعدان کی عبادت کے لئے گئے، سلمان رونے لگے، سعد نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ سلمان نے جواب دیا کہ میں دنیا کی لالچ اور اس کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لئے رونے ہوں کہ پیغمبر اسلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم لوگ اس دنیا سے صرف اتنا گوشہ سفر اختیار کریں، جس طرح کسی سوا کو ایک جگہ سے

دوسری جگہ جانتے ہیں کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب میں اس لئے رو رہا ہوں کہ  
کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس انداز سے زیادہ میں نے تعریف نہ کیا ہو۔ سعد نے کہا  
اس وقت میں نے مسلمان کے کمرے میں چاروں طرف دیکھا تو صرف ایک نوا ایک  
بیالہ اور ایک طشت نظر آیا، اور کچھ نہ تھا۔

جب جناب سلمان کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو اپنے گدھے پر سوار ہو کر  
تہا جل دیتے۔ مدائن کے لوگوں کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ مدائن کا حاکم جس کا نام سلمان  
فارسی ہے یہاں آ رہا ہے۔ ہر نیکے کے لوگ استقبال کے لئے سہراہ آ کر کھڑے  
ہو گئے۔ کچھ دیر گزر گئی مگر کوئی نہ آیا۔ یہاں تک کہ دیکھا ایک شخص گدھے پر سوار ہے  
اور شہر کی طرف آ رہا ہے۔ اس سے پوچھا تم سے امیر مدائن کی ملاقات کہاں ہوتی  
تھی؟ تو مسلمان فارسی نے پوچھا امیر مدائن کون ہے؟ تو جو امیر مسلمان فارسی جو کہ پیغمبر  
اسلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ سلمان فارسی نے جواب دیا کہ امیر کو تو نہیں جانتا  
البتہ مسلمان فارسی میں ہی ہوں۔ یہ سن کر سب نیچے اتر آئے اور اپنے اپنے  
گھوڑے جناب سلمان کی خدمت پیش کرنے لگے۔ جناب سلمان نے کہا۔ میرے لئے  
یہ گدھا ہی بہتر ہے۔ پھر شہر پہنچے تو لوگوں نے دارالامارہ میں لے جانا چاہا۔ جناب  
سلمان نے منع کر دیا اور کہا کہ میں امیر نہیں ہوں کہ دارالامارہ میں جا کر رہوں۔ ایک  
دوکان کرایہ پر لے کر اس کو اپنا مسکن بنا یا اور لوگوں کے درمیان حکومت کرنے لگے  
ان کے ضروریات زندگی میں ایک کھال تھی جس پر وہ بیٹھتے تھے ایک لونا لہارت  
کے لئے رکھی جاتی۔ اور ایک عصائی ساتھ لائے تھے۔ اس پر راستے میں ٹکیہ  
کرتے تھے

اتفاق سے ایک روز شہر میں زبردست سیلاب آیا۔ تمام لوگ اپنے  
مال و دولت۔ بیوی بچوں اور اپنی جان کے خوف سے آشفتہ و پریشان تھے اور

اور فریاد کر رہے تھے جب سلمان بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ کھال کو اپنے دوش پر  
پر ڈالا ایک ہاتھ میں لونا اور دوسرے ہاتھ میں عصائی کر بیٹھ خوف و ہراس کے  
راہ نجات اختیار کی۔ اس وقت کہتے بناتے تھے کہ ایسے پرہیزگار اور کم مایہ لوگ  
جو دنیا سے محبت نہیں رکھتے روز قیامت نجات پائیں گے۔

### ۳۱۔ امام حسن مجتبیٰ کیوں رو رہے تھے؟

حضرت علی ابن موسیٰ رضی اللہ عنہما نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے  
کہ امام حسن مجتبیٰ کی وفات کے وقت جو لوگ موجود تھے انہوں نے آپ کو روئے  
دیکھا تو عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو پیغمبر سے  
نسبت حاصل ہے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی پیغمبر نے تعریف کی ہے۔ اور  
آپ نے بیس تاج پہن رکھے۔ اور اپنا تمام مال نین مرتد راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔  
اور اس طرح تقسیم کیا کہ نعلین میں سے ایک اپنے لئے رکھی اور دوسری راہ خدا میں  
تقسیم کر دی۔ تو امام نے فرمایا (ابھی لحوں المطلق و خرافان الاحبیاء) کہ میں  
مطلع کے خوف سے اور دوستوں کی جدائی پر رو رہا ہوں۔ علامہ مجلسی نے ہمارے  
الانوار میں لکھا ہے کہ مطلع سے حضرت کی مراد روز قیامت عدل الہی کے سامنے  
مختلف قسم کی گرفتاریوں میں مبتلا ہو کر جو انسان برسرے کے بعد دار و درہوتی ہیں  
کھرا ہونا ہے۔

### ۳۲۔ حقیقی خوف گناہوں سے روکتا ہے

جناب ابو حمزہ ثمال نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین نے فرمایا  
کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کشتی پر سوار ہوا۔ طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ



گئی تمام مسافر ہی دریا میں ڈوب گئے اور صرف وہی ایک عورت زندہ بچی رہی۔ وہ ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ اس جزیرہ ایک رہبرن تھا جو کسی گناہ کے کرنے سے نہ ڈرتا تھا۔ اتفاقاً رہبرن کی ملاقات اس عورت سے ہو گئی۔ رہبرن کو احتمال بھی نہیں تھا کہ جزیرہ میں کسی تنہا عورت کو دیکھ سکتا ہے لیکن جب اس عورت کو دیکھا تو تعجب سے پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے ہے؟ عورت نے جواب دیا میں انسانوں میں سے ہوں۔ رہبرن نے وقت کو غنیمت سمجھا اور اس سے کسی بات کے بغیر فعل حرام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اسی دوران رہبرن کی نگاہ عورت پر پڑی تو دیکھا کہ اس کا تمام جسم درخت کی شاخوں کا مانند لرز رہا ہے۔ یہ دیکھ کر رہبرن نے عورت سے سوال کیا کہ کیوں کانپ رہی ہو؟ عورت نے سر نہ لٹکے کہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں۔ رہبرن نے پھر پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی تم نے کوئی فعل حرام انجام دیا ہے؟ عورت نے کہا پروردگار عالم کی عزت و جلال کی قسم اب تک کوئی ایسا کام انجام نہیں دیا ہے۔ جب یہ سنا تو عورت کی حالت دیکھ کر رہبرن بہت متاثر ہوا اور کہا کہ تو نے کبھی ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا اور اب تو میرے محبوب کرنے کے باوجود راضی نہیں ہے پھر بھی اس قدر ڈرتی ہے خدا کی قسم مجھے تجھ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ یہ کہہ کر اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے گزشتہ گناہ سے توبہ کی (رہبرن جب جزیرے سے گھر کی طرف جاتا تھا) راستے میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دور تک دونوں ساتھ چلتے رہے جب دھوپ میں تیزی پیدا ہوئی تو راہب نے کہا کہ جو ان راہب سے کہے تو دعا کر کہ خداوند عالم ہمارے سر پر سایہ کرنے کے لئے کوئی ابرسیاہ بھیج دے۔ تاکہ کچھ آرام مل سکے

جو ان نے شرمندگی سے کہا میں نے قریباً الی اللہ کوئی نیک کام نہیں کیا ہے کہ دعا کر سکوں۔ راہب نے کہا تو میں دعا کرتا ہوں تم امین کہنا جو ان نے قبول کر لیا۔ راہب نے دست دعا بلند کئے کہ خداوند ہمارے سکون کے لئے کوئی بادل بھیج دے۔ راہبرن نے امین کہی۔ کچھ دیر میں نہ لگتی تھی کہ آسمان کے کچھ حصے پر بادل چھا گئے اور یہ دونوں سایہ ابر میں راستہ چلتے رہے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک دو لہرے پر پہنچے۔ ایک راستے کی طرف راہب دوسرے کی طرف جو ان چلا اور دونوں ایک دور سے جدا ہو گئے۔ اچانک راہب نے دیکھا کہ ابرسیاہ جو ان کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے تو اس نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تم مجھ سے بہتر ہو تمہاری دعا قبول ہوئی ہے میری نہیں تم مجھے میری دانیاں سناؤ جو اوستے عورت کا تمام قصہ سناؤ (الذوالا ذوال غفر لہ.....)۔

جوان ابائیں سنا کر راہب نے کہا کہ صرف اس وقت تمہارے دل میں خوف پیدا ہونے کی وجہ سے خدا نے تمہارے گزشتہ گناہ بخش دیئے۔ اس کا خیال رکھنا کہ آئندہ کبھی معصیت نہ ہونے پائے

### ۳۳. کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟

اسحق بن عمار کہتا ہے کہ میزان دولت بہت زیادہ ہوگئی تو میں نے اپنے غلام کو دروازے پر بٹھا دیا اور کہا کہ اگر کوئی ماہیت منہ شیعہ یہاں آئے تو اسے داپس کر دینا۔ اسی سال میں مکہ گیا وہاں حضرت امام حسنہ صادق کی خدمت میں پہنچا اور انہیں سلام کیا۔ آپ نے بردست اراشکی کے ساتھ جواب سلام دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟ کس وجہ سے آپ نے کے لطف سے محروم ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میری ناراضگی کا سبب وہی

چیز ہے جس نے تمہارے عقیدے کو مینہ کی بارش سے متغیر کر دیا ہے میں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں ان کے متوقف اور ان کے اعتقاد کی حقیقت کو سمجھتا ہوں۔ لیکن میں رزق ہوں کہ ہمیں انھار میں مشہور ہو جاؤں اور لوگ مجھ پر مجرم نہ کریں۔ امام نے جواب میں فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تیب و ذمومین ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ان کی دو انگلیوں کے درمیان نعل کی ملاقات سے ستور میتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے ننانوے رشتیں اس کو ملتی ہیں جو اپنے برادر ذمومین کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اور اگر فرط محبت سے وہ ایک دوسرے کو لوسہ دیں تو آسمان سے آواز آتی ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے، اور جب آپس میں راز کی باتیں کرتے ہیں تو ملائکہ مٹکل اور کاتبان کلام آپس میں کہتے ہیں کہ ہم کو ان سے دور ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ لوگ کوئی ایسی راز کی بات کریں جو نہ تم پر ہی، آشکار نہ کرنا چاہتا ہو۔

حضرت کی گفتگو سب بہانہ کہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ وہ فرشتے جو لوگوں کی باتیں سننے میں پھر اگر وہ دور ہو جائیں تو ممکن ہے کہ باتیں زمین پاٹیں اور پھر مکمل میں نہ سیکس گئے حالانکہ خدا فرماتا ہے (وہ یہ فظ من قول..... عقیدان) بعد کوئی فظ میں زبان پر بار بار نہیں ہوتا مگر یہ کہ دونوں رقیب و عقیدہ اس کے لکھنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں میری بات سنکر حضرت نے تصویر دیر کے لئے سر جھکا لیا، پھر سر اٹھایا تو آپس کی انگلیوں سے اشک جاری تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اسحق! اگر ملائکہ لکھیں تو خداوند عالم تو تمام رموز و اسرار کو جانتا ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، اسحق خدا سے اس طرح ڈر کر گیا تو اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر اس میں شک کرو کہ وہ جی نہیں دیکھ رہا ہے تم کا فریب ہو جاؤ گے۔ اور اگر تمہیں یقین ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی گناہ کرو تو تم

نے خدا کو تمام ناظرین سے حیرت و استعجاب کیا کیوں کہ خدا دیکھ رہا ہے، تم اس کے معصیت کر رہے ہو اور تمہیں شکر نہیں آتی، قدامی اللہ عنک والذی علو کبریا

## ۳۴ حضرت عیسیٰ کی راتیں کیسی گزرتی تھیں

حسد عرفی کہتے ہیں کہ ایک رات میں اور لوف اپنے گھر کے سامنے سو رہے تھے رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد ہم نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ حیران و پریشان لوگوں کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے ہیں ان فی خلق السموات والارضین (پڑھتے پڑھتے آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ جیسے بے ہوش ہو جائیں، پھر مجھ سے فرمایا، حسب! تم سو رہے ہو جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا آقا میں جاگ رہا ہوں۔ آپ اس طرح (گریہ و زاری) کر رہے تھے۔ اب ہم کیا کریں؟ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور مجھ سے فرمایا ان اللہ موقفا..... (مشقی اور منقہ) اسے حسب! خدا ایک روز حساب لے گا، اور ہم سب اس روز پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہونا پڑے گا، ہمارا چھوٹے چھوٹا عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حسب! خدا ہماری اور تمہاری اگر گردن سے بھی زیادہ قریب ہے کوئی چیز بھی خدا سے نہیں چھپائی جاسکتی رو وہ ہم کو دیکھتا رہتا ہے) پھر لوف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ تو لوف نے کہا جاگ رہا ہوں اسے امیر المؤمنین! آج میں آپ کی حالت دیکھ کر کچھ زیادہ ہی گریہ زاری پر مجبور ہو گیا ہوں (مقالہ یا لوف..... فی اللہ) (مشقی)

امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اتنا سمجھ لو کہ جو قطرہ اشک خدا کے خوف کی بنا پر آنکھ سے نکلتا ہے وہ آتش جہنم کے بہت سے دریا خشک کر دیتا ہے جو موت خدا میں آسیر بہا ہے۔ وہ کسی سے دوستی یا دشمنی اللہ کے لئے کرتا ہے تو اس سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی عزیز نہیں۔

نوٹ! اگر کوئی کسی سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت پر کسی کو مقدم نہ کرے گا۔ اگر کوئی خدا کی ناراضگی کا باعث ہو تو اس کا انجام اللہ والا کبھی نہ دیکھے گا۔ اب جب کہ تم یہ مصوصت رکھتے ہو کہ تم نے حقائق ایمانی کو مکمل کر دیا وہ لوگوں کو کچھ نصیحت کر کے اس خدمت کو طوف متوجہ کیا۔ امیر المؤمنین نے آخر کلام میں فرمایا کہ تمہیں ہمیشہ عمل سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ پھر آپ وہاں سے چلے گئے اور جاتے وقت کہہ دیا (بیت شہری فی غفلاخی... ماحالی ملت) اسے کا ش! مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری اس غفلت میں تم میری طرف متوجہ ہو یا مجھ سے غافل ہو۔ خدا یا اکاش مجھے معلوم ہوا کہ طولانی حوالوں اور تیرنا عطا کردہ محتول پر میری معنوں شکر گفاری کا تیرے نزدیک کیا مرتبہ ہے؟ حسب نے کہا خدا کی قسم امیر المؤمنین تمام ہات اسی راز و نیاز میں سوز و گلاز کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

## ۱۵-۳۔ ہمیں اس دن کیلئے آمادہ رہنا چاہئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت علی کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ نے جب کہ آثار

نعم دانندہ آپ کے چہرہ پر نمایاں تھے) خدمت رسول میں آئے۔ رسول اسلام نے پوچھا کیا ہوا؟ علیؑ نے جواب دیا میری مادر گرامی کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر اسلام نے بھی کہا میری ماں کا انتقال ہوا ہے اور رونا شروع کر دیا۔ اور ہائے مادر گرامی کہہ کہہ کر پٹ روتے جاتے تھے۔ پھر اپنی ردا اور پیرا من حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا اس سے انہیں کفن دو اور کفنیں کے بعد مجھے بھی اطلاع دینا جب جنازہ قبرستان پہنچا تو پیغمبر اسلام نے نماز پڑھا لیکن اس روز ایسی نماز پڑھا لی کہ کسی کی نماز جنازہ نہ اس سے پہلے اس طرح پڑھا لی تھی اور نہ بعد میں پڑھا لی پھر آپ قبر میں اتر کر بیٹھے، اور باہر نکل کر فرمایا، اب دفن کر دو دفن کے بعد بناب فاطمہ سے خطاب فرمایا تو انہوں نے جواب دیا بے شک یا رسول اللہ تو آج نے فرمایا کہ جو تمہارے پروردگار۔ وعدہ کیا تھا، پورا ہوا یا نہیں، فاطمہ بنت اسد نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! آپ کو بہترین جزا دے پیغمبر نے جو فاطمہ پر طولانی دعائیں پڑھیں، جب آپ وہاں سے آئے تو لوگوں نے پوچھا بر عمل آپ نے فاطمہ کے جنازہ میں انجام دیا یعنی قبر میں اتنا، اپنے لباس سے کفن دینا طولانی نماز پڑھنا اور راز و نیاز کی گفتگو کرنا، وہ کسی کے جنازہ سے کے ساتھ انجام نہیں دیا؟ پیغمبر نے فرمایا۔ ہاں میں نے اپنے لباس سے انہیں اس لئے کفن دیا کہ میں ایک روز لوگوں کے قیامت کے محسوس ہونے کی کیفیت بیان کر رہا تھا تو فاطمہ نے کہا ہائے فسوس۔ اس لئے میں نے اپنے لباس سے انہیں کفن دیا، اور نماز میں خدا سے درخواست کی کہ یہ لباس پرانا نہ ہوتا کہ اس فاطمہ علیہا آیتا میں محسوسوں اور جنت میں داخل ہوں۔ خدا نے قبول فرمایا ہے اور میں فاطمہ کی قبر میں اس لئے بیٹھا کہ ایک روز میں نے فاطمہ سے کہا کہ جب میت کو قبر میں آکر دیں گے تو دو نلک (منکر و نکیر) ان سے سوال

کریں گے۔ یہ سن کر فاطمہ نے کہا تھا آہ! میں اس روز سے خدا کی بہادار بنتی ہوں  
میں نے ان کی قبر میں بیٹھ کر خدا سے درخواست کی کہ جنت کا ایک دروازہ ان  
کی قبر کے طرف کھول دے اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا  
دے۔

ابو بکرؓ نے کہا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے اذوق سے عطا فرماتا ہے۔  
جب حضرت پیغمبرؐ رقیہ کا انتقال ہوا تو رسول کریمؐ ان کی قبر کے پاس کھڑے  
ہوئے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا  
یا رسول اللہ! آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کیوں گریہ فرمایا؟

### ۳۶۔ رحمت خدا دیکھو

ایک مرتبہ جب مشرکوں نے نبیؐ کے بغیریت سے مذہب اسلام کے بارے  
میں استعجاب کیا تو اس ضمن میں ابو جہل نے کہا یہاں ایک بات اور ہے کہ آپؐ یہ  
کہتے ہیں کہ جب قوم موسیٰ نے خداوند عالم کو دیکھنے کی خواہش کی تو ان پر ایک جبل  
بھرا اور وہ لوٹ ہو گئے۔ اگر آپؐ پیغمبر میں تو میں جس میں جانا چاہئے کیوں کہ  
تماری قوم میں تو قوم موسیٰ کی خواہش سے میں زیادہ بے رحم ہوں۔ اس لئے کہ وہ سوئیا  
پر ایمان رکھتے تھے اور خدا کے دیکھنے کی خواہش کر رہے تھے لیکن ہم یہ کہتے ہیں  
کہ جب تک آپؐ خدا کو اس پر لاکھ کے ساتھ ہمارے سامنے نہ لادیں  
تو ہم ایمان نہ لادیں گے۔ پیغمبر اسلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔ ابو جہل! کیا تو  
بڑا شہتمان نہیں؟ وہستان نہیں جانتا یہ خداوند عالم نے تمہیں آسمانوں کی

لے۔ حصار اللہ رجب ۱۴۱۰ھ

سیر کرانی تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے اور کذا لک  
نورھا ابراہیم۔ . . . . . (المؤمنین) (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی قوت بصارت  
میں اضافہ کر دیا جب وہ آسمان آخر کی بلندی پر پہنچے تو روئے زمین کے ہر ظاہر و  
باطن کو دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران میں ایک مرد اور ایک عورت کو ایک عمل ناشائستہ  
انجام دیتے دیکھا۔ ان کے لئے بد دعا کی، وہ اسی وقت مر گئے۔ دوسری مرتبہ پھر یہی  
منظر دیکھا، ان کے لئے بھی بد دعا کی وہیں ہلاک ہو گئے۔ تیسری مرتبہ پھر دونوں کو  
اسی حالت میں دیکھا تو ان کے لئے بھی بد دعا کی وہ بھی مر گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر یہی عمل  
انجام دیتے ہوئے دو شخص نظر آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے بد دعا کرنا چاہی تو وہی  
ہوئی۔ ابراہیمؑ میرے بندوں کے لئے بد دعا نہ کرو، (قاف انا العفو والرحیم  
الجببما المصلح) میں بخشنے والا مہربان، جبار اور حلیم ہوں۔ اگر میں اپنے بندوں  
کو گناہ کرتا دیکھتا ہوں تو کبھی ان پر تمہاری طرح غصہ نہیں کرتا۔ پس اب میرے  
بندوں کے لئے بد دعا نہ کرو۔ تم کو تو میں نے اپنے بندوں کو ڈرانے کے سعوت کیا  
ہے۔ تم میرے ملک میں مشرک مہو اور نہ ہی مجھ پر حکومت کرتے ہو۔

میرے نزدیک بندوں کی تین قسمیں ہیں۔

- (۱) جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اگر وہ توبہ کر  
لیں تو ان کے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پردہ پوشی کرتا ہوں۔
- (۲) بعض گناہگاروں کو اس لئے مہلت دیتا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ ان  
کو صلب سے فسر نہ مومن پیدا ہوگا تو کافر مال باپ کے ساتھ صحبت  
نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ بچہ پیدا ہو جائے۔ پھر جب مقصد حاصل  
ہو جاتا ہے تو انہیں منزل جاتی ہے اور وہ بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔  
اگر یہ دو چیزیں (توبہ اور سزا) نہ ہوں تو جو سزا میرے لئے

معدن کی ہے وہ تمہاری تجویز کردہ سزا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے زیادہ سخت ہے کیوں کہ میرا عذاب بھی میری عظمت و بلائت کے مناسب ہے۔ پس اسے ابراہیم! مجھے میرے بندوں کے لئے چھوڑ دو۔ میں ان تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ میرے بندوں کے اور میرے درمیان فاصلہ نہ بنو۔ میں جبار و حلیم ہوں۔ دانا اور حکیم ہوں اپنی قضا و قدر کے ساتھ ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں۔

پنجم: اگر تم نے ابو جہل سے فرمایا۔ خدا نے تجھے بھی مہلت دی ہے۔ تاکہ تیرے صلب سے فرزند صالح عکرمہ پیدا ہو۔ وہ مسلمانوں کے بعض امور کا عہد دار ہو گا۔ اگر یہ مصالحت نہ ہوتی تو تجھ پر عذاب نازل ہو جاتا اور اسی طرح تمام قریش بھی ہیں۔ وہ انہیں اسی لئے مہلت دیتا ہے کہ جانتا ہے کہ بعد میں ایمان لائیں گے۔ موجودہ کفر کی بنا پر سعادت اخروی سے انہیں محروم نہیں کرتے۔ یا اس وجہ سے ان پر عذاب نازل نہیں کرتا کہ ان کے صلب سے فرزند صالح پیدا ہو گا اسی لئے باپ کے عذاب میں تاخیر کرتا ہے۔ تاکہ بیٹا اپنی سعادت حاصل کر سکے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہو جاتا۔

## ۳۷۔ رحمت خدا گناہگار مومن کے شامل حال ہے

سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ خدمت حضرت صدیق میں حاضر ہوا اور اس آیت کی تلاوت کی (الاصحٰب تابوا و آمنوا..... حسنات) (ص ۵۲) آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور عمل صالح انجام دے صلا سے کے گناہوں کو اعمال حسنہ سے بدل دیتا ہے۔ امام تم نے فرمایا کہ یہ آیت تمہارے

بارے میں ہے۔ وہ ترقی یافتہ گناہگار بندہ مومن کو جب توبہ کے حسن و برکت کی بات چاہتے گا تو خدا تمہارا اس کے اعمال کا حساب کرے گا۔ اور اس کے ایک ایک گناہ کی طرف اسے متوجہ کرے گا۔ کہ فلاں روز اس روز تم نے یہ کام کیا تھا۔ بندہ کہے گا ہاں پروردگار! یہ حقیقت ہے۔ وہ اپنے تمام گناہوں کو دیکھے گا۔ اور ان کا اقرار کرے گا۔ اس وقت کہے گا میرے بندے! میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کو پوشیدہ رکھا اور اب بخش ہوں۔ پھر ملائکہ کو حکم ہو گا کہ گناہ کے بے سے اسے ثواب دو۔ جب اس کی رائیساں اچھائی سے بدل دی جائیں گی تو اس کا نامزہ اعمال لوگوں کے سامنے لیا جائے گا۔ اسے دیکھ کر اہل محشر تعجب کریں گے اور کہیں گے کیا اس بندہ نے کوئی گناہ نہیں کیا جا اور یہی اس آیت شریفہ (اولئذک ببذل اللہ سیئاتہم حسنات.....) کا مطلب ہے!

## ۳۸۔ بشر حانی کی توبہ

صاحب منہاج الکریم لکھتے ہیں کہ بشر حانی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن جعفر صادق کے سامنے توبہ کی۔ ایک روز امام موسیٰ کاظم بعد اذ میں بشر کے گھر کے پاس سے گذر رہے تھے تو گائے بجانے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور کہا وقت بشر کی توبہ کا گواہی دینے کے لئے باہر نکلے۔ امام نے فرمایا۔ کینزہ! اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام؟ کینزہ نے جواب دیا آزاد ہے۔ امام موسیٰ بن جعفر نے فرمایا۔ توبہ کی کہتی ہے۔ اگر وہ کسی کا بندہ یا غلام ہوتا تو اپنے آقا و مولائے

ڈرتا کینز یہ سن کر گھر میں جا گئی۔ بشر شراب پینے کے لئے آمادہ بیٹھا ہوا تھا۔

(چونکہ کینز کو واپس آنے میں تاخیر ہوئی لہذا) بشر کے تاخیر کا سبب پوچھا تو کینز نے کہا ہمارے گھر کے پاس سے ایک شخص گزر رہا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کس کھر کا مالک آزاد ہے یا غلام تو میں نے کہا آزاد ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ اگر غلام ہوتا تو اپنے آقا سے ڈرتا۔ اس بات کا بشر پر اتنا اثر ہوا کہ ہوش اٹک گئے۔ ننگے پیر گھر سے نکلا۔ امام کی خدمت میں پہنچا پھر آپ کے سامنے تو یہ کہی۔ اور گذشتہ غلیبوں کی معافی چلائی۔ اور رقتا ہوا واپس آیا۔

اس کے بعد تمام برائیاں ترک کر دیں۔ اور زائد لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ کہا جاتا ہے کہ چونکہ بشر برہنہ پاؤں کر امام کی خدمت میں پہنچے اور تو یہ کہی۔ اس لئے لوگوں نے انہیں حافی (برہنہ پا) کا لقب دیا۔

## ۳۹۔ مشہور احسن

فضیل بن عیاض اپنی ابتدائی زندگی میں سرخس اور ایبورد کے اطراف میں جوانی میں مشہور راہزنوں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک مدت تک وہ یہ کام کرتا رہا۔ اور راہزنی میں بڑا مشہور ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اس کے دل میں ایک لڑکی کی محبت پیدا ہو گئی۔ ایک رات اس نے لڑکی سے ملنے کا ارادہ کیا دیکھا میں ایک دیوار پر اٹھ بیٹھی وہ جب دیوار پر چڑھ کر لڑکی کے پاس جانا چاہتا تھا تو ایک شخص اس کو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا (الحدیان للذین۔۔۔۔۔ اللہ (ص) کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مومنین خشوع و منسوع افتقار کریں اور خوف خدا ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے فضیل ابھی دیوار کے اوپر سے کب پہنچا تھا، وہیں سے واپس آ گیا۔ اس آیت نے اس کے دل

پر ایسا اثر کیا کہ اس نے اپنی روش زندگی ہی بدل دی۔ بڑے ہی مخلص سے کہا

ایسا اب! اللہ! پروردگار ہاں! وقت خشوع اور خضوع آ گیا ہے۔ فضیل نے صدق دل سے توبہ کی اور وہ رات ایک خرابہ میں بسر کی۔ اس خرابہ میں کچھ مسافریں موجود تھیں اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ چونکہ مسافریں کے چلنے کا وقت ہو رہا تھا لہذا وہ کہہ رہے تھے کہ فضیل سے کیسے نہیں۔ وہ یقیناً کہیں راستہ میں بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔ قافلہ والوں کی یہ گفتگو سن کر فضیل اور بھی زیادہ متاثر ہوا۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں کتنا بدبخت ہوں بہت سے آسودہ خاطر انسان میری وجہ سے تشویش میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور قافلہ والوں سے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ تم لوگ مطمئن رہو اب کسی قافلہ کو مجھ سے اذیت نہ پہنچے گی۔

## ۴۰۔ حقیقی توبہ

جب جنگ تبوک کا وقت قریب آیا تو پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دی۔ تمام سپاہیان اسلام جنگ کے لئے چلے گئے۔ مگر کچھ منافق اور تین ایسے مومن جن کے دلوں میں پہلے نفاق نہ تھا جنگ کے لئے نہ گئے اور لشکر کی مخالفت کی مخالفت کرنے والے مومنین میں سے ایک کعب ابن مالک شاعر تھا۔ کعب نے کہا اس روز جنگ تبوک کے موقع پر میری قدرت و طاقت پہلے سے زیادہ تھی اور اس موقع کے علاوہ جب جنگ تبوک واقع ہوئی میرے پاس سمجھی دو سواریاں نہ رہیں۔ ہر روز میں سوچتا تھا کہ آج جنگ کے لئے جاؤں

لہ رو ضات الجنات، لفظ فضیل

گا مگر پورا دن گذر جاتا تھا۔ اور میں نہ جاپاتا۔ اسی طرح دوسرے دن بھی رہتا۔ آخر کار میں نے سستی کی۔ اور جنگ کے لئے جانے اور مسلمانوں کے ساتھ دینے سے گریز کیا۔ دن میں بازر پلا جاتا تھا لیکن میرا کام بھی نہ بنتا اور نہ مقصد حاصل ہوتا۔ میں نے صلال ابن امیہ اور مرارہ بن ریح سے ملاقات کی۔ میری طرح وہ بھی جنگ کے لئے نہیں گئے تھے۔ ان کا بھی یہی بیان تھا۔ کہ کار و بار درست نہیں ہے۔

جب تک مسلمان جنگ تبوک میں مصروف رہے ہم اسی پریشانی میں مبتلا رہے۔ جب ہم نے یہ سنا کہ سپاہیان اسلام پیغمبر کے ساتھ واپس آ رہے ہیں تو ہم اپنی حرکت پر تادم ہوئے اور ان کے استقبال کے لئے گئے جب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے تو سلام کر کے انہیں فتح کی تہنیت دی۔ آنحضرت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور ہماری طرف سے مخرج مٹوڑیا ہم نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو سلام کیا تو انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ جب یہ خبر ہمارے گھر والوں تک پہنچی تو انہوں نے بھی ہم سے گفتگو نہ کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالت ہو گئی کہ جب ہم مسجد میں جا کر کس سے بات کرتے تو کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔

ہماری عورتوں نے پیغمبر اسلام سے بنا کر کہا کہ آپ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر آپ حکم دیں تو ہم بھی ان سے جدا ہو جائیں۔ پیغمبر اگر تم نے فرمایا ان سے جدا نہ ہوتا لیکن انہیں اپنے نفسوں پر اختیار بھی نہ دینا یہ حالت دیکھ کر کعب اور ان کے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اب مدینہ میں رہنے سے کیا فائدہ۔ پیغمبر اسلام سے لے کر ہمارے دوست ساتھی اور گھر والوں تک نے ہم سے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔ ہمیں اب مدینہ سے نکل کر پہاڑوں میں

بیٹھ کر توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔ تب خدا ہماری توبہ قبول کرے گا۔ اور ناسی طرح اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ یہ سوچ کر تمہنیوں پہاڑوں میں چلے گئے۔ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو مناجات کیا کرتے تھے ان کے گھروا نے انہیں کھانا پہنچا دیتے مگر ان سے بات چیت نہ کرتے تھے۔ ایک مدت تک وہ لوگ گریہ و زاری کرتے رہے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی طرح پچاس دن گزار دیئے ایک روز کعب نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب ہم سے خدا و رسول ہمارے دوست اور گھر والے سب ہی ناراض ہیں (اگر کوئی بات بھی نہیں کرتے) تو ہم لوگوں کو آپس میں زلونا چاہیے۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہو جانا چاہیے ہم میں سے ہر ایک الگ الگ بیٹھ کر توبہ و استغفار کرے اور ہم مرتے دم تک آپس میں گفتگو نہ کریں گے۔ شاید اس وقت خدا ہماری توبہ قبول کرے۔ تین روزہ تک بالکل الگ رہ کر ہر ایک نے مناجات کی اور آپس میں ملاقات بھی نہ کی تیسری رات جب پیغمبر اکرم جناب سام سلمہ کے گھر تھے اس وقت قبولیت توبہ کے سلسلے میں آیت نازل ہوئی **لقد تاب اللہ علی اللہ سبحی**۔ ہوا تو ہوا اللہ رحیم خدا نے انصار و مہاجرین کی توبہ پیغمبر کے واسطے سے قبول کر لی جن لوگوں نے دشواریوں میں نبی کو پیروی کی اور قریب تھا کہ ان میں سے بعض کے ولی اراد سے بدل جائیں (دشواری کی بنا و جنگ کے لئے نہ جائیں) پھر جب وہ راہ راست پر آگے تو خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ اور خدا مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔ اور ان آدمیوں کی توبہ بھی قبول کر لی جنہوں نے مخالفت کی تھی اور جنگ کے لئے نہیں گئے تھے۔ انہیں اس قدر دشواریاں پیش آئیں کہ زمین آبی وسیع ہو

۱۳ تفسیر برہان ج ۲ ص ۱۳۲

کے باوجود ان کے لئے تنگ ہو گئی اور ان کے دل ٹمگین اور پریشان ہو گئے۔ انہوں نے جان لیا کہ خدا کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

## ۴۱۔ ایک اور نمونہ

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی ایک ظالم بادشاہ کے ملازموں میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اسے بہت سی دولت ملی۔ ان میں چند کا لئے بچانے والی کینز بھی تھیں۔ اکثر اس کے یہاں معش و طرب کی تھیلیں گرم رہتیں۔ اور اپنا وقت لہو واجب میں گزارتا کینز میں شراب پی پی کر نفعے گاتیں۔ پڑوس میں رہنے کی وجہ سے میں ہمیشہ اس سے ناراض رہتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ اسے متوجہ کیا، لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ میں نے اس سے اتنا اصرار کیا کہ وہ ایک روز بولا میں تو شیطان کا ایسے بولا لیکن تو شیطان کا تابع نہیں ہے۔ اگر تو میری حالت اپنے آقا امام جعفر صادق سے بیان کرے تو شاید تیری بدولت خدا مجھے پڑوس نفس سے نجات دے۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ اس شخص کی بات سے میں بہت متاثر ہوا۔ جب میں صبر صادق کی خدمت میں پہنچا تو اپنے پڑوسی واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب تم کو فوجانا اور دو تم سے ملنے کے لئے آئے تو تم کہنا کہ جعفر بن محمد نے کہا ہے کہ تم اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ جب میں کو فوجنا پہنچا تو لوگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ میرا پڑوسی ہی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو میں نے اسے روکا اور لوگوں کے جانے کے بعد اس سے کہا کہ میں نے تیرا واقعہ امام جعفر صادق سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری طرف سے بعد سلام کہنا کہ تم اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت

لیتا ہوں۔ یہ سنکر وہ رونے لگا۔ اور بولا خدا کی قسم کیا جعفر بن محمد نے تجھ سے یہ کہا ہے؟ میں نے کہا ہاں، خدا کی قسم کہا ہے۔ تو وہ بولا میرے لئے یہی کافی ہے پھر میرے گھر سے چلا گیا۔

کچھ روز گزرنے کے بعد اس نے مجھے بلایا۔ میں گیا تو دیکھا دروازہ کے پیچھے برہنہ کھڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہا کہ میں نے اپنا تمام مال اس کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اب کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ اسی لئے میں دروازہ کے پیچھے برہنہ کھڑا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کے پاس گیا اور اس کے لئے کچھ لباس وغیرہ بھیجا گیا۔ پھر کچھ دن بعد اس نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں بیمار ہوں تو تم سے ملنا چاہتا ہوں، تو میں اکثر اس کی عیادت کے لئے جاتا تھا۔ اور اس کے علاج وغیرہ کا خیال رکھتا تھا۔ آخر کار جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو میں اس کے بستے کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ اچانک بے ہوش ہو گیا۔ پھر ہوش میں آنے کے بعد اسکرا لے ہوئے بولا۔ ابو بصیر! تمہارا آقا نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اسی سال جب میں حج کے لئے گیا تو امام کی خدمت میں پہنچا۔ دروازہ پر دستک دے کر داخلہ کی اجازت چاہی۔ جب میں داخل ہو رہا تھا تو میرا ایک پیر دروازہ کے باہر اور دوسرا گھر سے اندر تھا امام نے فرمایا ابو بصیر! ہم نے تمہارے پڑوس کے بارے میں کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے

## ۴۲۔ مایوس نہ ہو

سلام بن مستیر کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ ایک وقت عمران بن امین بھی آیا اور کچھ سوالات کئے، اور جاتے وقت بولا یا بن رسول اللہ

لے بخار الانوار ج ۱۱ ص ۱۴۶



خدا آپ کو طول عمر عطا فرمائے اور ہمیں اس سے زیادہ استفادہ کی توقع دے  
میں اپنے حالات آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جب ہم آپ کی خدمت میں فرمایا ہوتے ہیں تو باہر نکلنے سے پہلے ہمارا  
دل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور دنیا کو ہم قبول جاتے ہیں پھر لوگوں کی دولت و  
ثروت کی ہماری نظر میں کوئی قیمت نہیں رہ جاتی۔ لیکن جب آپ سے دور ہو جاتے  
ہیں اور تاجروں اور لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتے ہیں تو ہمارے دل  
میں جب دنیا پیدا ہو جاتی ہے۔ انا تم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دل ہی وہ نہیں ہے  
جو کبھی سخت اور کبھی نرم ہو جاتا ہے۔ اسی لغزش و تمدل کی بنا پر اسے قلب کہا جاتا  
ہے پھر فرمایا اصحاب حضرت رسول خدا آیت سے کہا کرتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں  
کہ کہیں منافق نہ ہو جائیں۔ تو غیر اکرم کہتے تھے کہ تم کس طرح منافق ہو سکتے ہو؟  
تو وہ کہتے تھے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں تو آپ ہمارے دلوں کو پیدل  
کرتے اور آخرت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر نوحوت طاری ہو  
جاتی ہے اور دنیا سے ہم غافل ہو جاتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم  
آخرت و جنت اور جہنم کو اپنی نظر دل سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ حالت اسی وقت  
نکلتی ہے جب تک ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ مگر ہم جب  
یہاں سے چلے جاتے ہیں اور اپنے چہرے کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس  
کیفیت کا دامن ہمارے ہاتھ سے اس طرح چھوٹ جائے گا کہ گویا کبھی اس سے  
سابقہ ہی نہ رہا ہو۔ کیا اس صورت میں ہم منافق نہ ہوں گے؟ پیغمبر نے فرمایا  
ہرگز نہیں۔ یہ تئیرات تو شیطان دشمن کی بنا پر ہوتے ہیں کیوں کہ وہ تمہیں دنیا  
کی طرف مائل کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم نے جو حالت بیان کی ہے اگر اس پر باقی رہے  
تو لاگتہ تم سے مصافحہ کرتے ہیں اور قریانی کی سطح پر چل سکتے ہو اور لو لانا کھ...

..... ان السو من نوابہ) اگر تم لٹاؤ کہینے کے بعد تو یہ نہ کہرتے تو خدا  
دوسری مخلوق پیدا کرتا۔ یہاں تک کہ وہ گناہ کرتے اور طلب آمرزش کرتے تو  
خدا انہیں بخشتا۔ یہ تحقیق مومن کی ہر ہر آزمائش ہوتی ہے۔ اور اس کا استحسان یا باہتانا  
ہے۔ وہ گناہ کیسے تو بہ کرتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ اور پھر فوراً توبہ کر لیتا ہے۔  
کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے (ان اللہ یحب..... المظہرین)  
اور اس آیت میں فرماتا ہے (ایستغفرو..... الیہ)

### ۴۳۔ ہر گناہ کے لئے مخصوص توبے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص  
یہ کوشش کرتا تھا کہ حلال طریقے سے مال دنیا حاصل کرے۔ مگر وہ اپنے ارادے  
میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تو شیطان انسانی صورت میں اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو  
نے مال دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کر سکا۔ پھر حرام  
طریقے سے حاصل کرنا چاہا تو وہ بھی تجھ سے نہ ہوا۔ اب اگر توبہ ہے تو میں تجھے ایسا  
راستہ بتاؤں جس سے تیرا مقصد حاصل ہو جائے اور تجھے بہت سی دولت ملے۔  
لوگ بھی تیری پیروی کریں۔ یہ شکر اس نے جواب دیا، ہاں میں اس بات پر  
آمادہ ہوں۔ شیطان نے کہا تو اپنی طرف سے ایک دین ایجاد کر اور لوگوں کو اس  
کی طرف دعوت دے۔ اس نے ایسا ہی کیا لوگ اس کی پیروی کرنے لگے۔ پھر اسے  
خدا اس کے مطابق دولت دنیا بھی مل گئی۔

ایک روز اسے خیال آیا کہ میں نے کتنا غلط کام کیا ہے، کہ ایک نیا دین ایجاد

کر دیا۔ اب میری تو یہی قبول نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر میں لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کروں کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا وہ میرا خود ساختہ مذہب اور باطل مسلک تھا تو شاید میری تو یہ قبول ہو جائے۔ اپنے تابعین میں سے ہر ایک کے پاس جا کر کہا کہ میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا وہ غلط اور بے بنیاد تھا۔ اس کی بات سن کر لوگ بے تہمت تھے کہ تم اب جھوٹ بول رہے ہو، تم نے تم سے جو کچھ بیان کیا وہی درست اور حق تھا۔ اب تمہیں اپنے دین میں شک ہو رہا ہے اور تم گمراہ ہو رہے ہو۔ ان کی یہ باتیں سن کر اس نے خود اپنے ہاتھوں ملوک و زنجیر پہن لی۔ اور کہا کہ یہ اس وقت تک پیشہ ہوں گا جب تک خدا میری تو یہ قبول نہ کرے۔

خداوند علام نے اس زمانہ کے نبی پر وہی حکم دیا کہ اس شخص سے کہہ دو کہ میری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے پکارتے پکارتے تیرے جسم کا ایک ایک عضو جدا ہو جائے تب بھی تیری تو یہ اس وقت قبول نہ کروں گا جب تک کہ جو لوگ تیرے دین پر مرے ہیں اور جنہیں تو نے گمراہ کیا ہے انہیں حقیقت حال سے آگاہ نہ کر دے اور وہ تیرے دین کو نہ جھوٹ دین۔ (اس کے لئے یہ کام بھی ممکن نہ تھا)

## ۲۴۔ قرآن مجید سے ایک واقعہ

(و لقد علمتم ..... و موعظة للمتقين) امام زین العابدین

لے بیار الانوار ۲۴ ص ۷۴

کہ جزو دوم بیار الانوار ص ۷۴ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے روزِ نشیہ تہا زہ تمدی کی تمہیں ان کا وہ تو معلوم ہو چکا۔ تمہیں ان سے کہا کہ تم ہانڈہ درگاہ ہو اور بند رہ جاؤ (یعنی تمہیں نہیں سبج کرنا) اس سزا کو تم نے متفقین کے لئے نصیحت اور آئندہ نسلوں کے لئے سنتِ حجت قرار دیا۔

اس آیت مشریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے وہ دریا کے پاس زندگی بسر کرتے تھے۔ خدا نے روزِ نشیہ شکار کرنے سے انہیں منع فرمایا تھا۔ انبیاء نے بھی ان کو منع کیا تھا۔ لیکن مکر و فریب کے ذریعے انہوں نے روزِ نشیہ پھیل کا شکار اپنے لئے حلال کرنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے حوض بنا کر دریا سے چھوٹی چھوٹی نالیاں وہاں تک اس طرح بنائیں کہ پھلیاں دریا سے نالیوں کے ذریعے حوض میں آجائی تھیں۔ انہوں نے نالیوں میں جال لگا دیئے تھے تاکہ پھلیاں دریا میں واپس نہ جا سکیں

پھلیاں فطرت کے مطابق روزِ نشیہ شکار سے محفوظ رہتیں۔ نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتی اور شام تک وہیں رہتیں۔ لیکن جب واپس جانا چاہتیں تو آسانی سے جال میں پھنس جاتی تھیں۔ شکاری روزِ یکشنبہ بغیر کسی زحمت کے جال میں پھنس گئی پھلیوں کا شکار کر لیتے تھے۔ وہ لوگ گناہ سے بچنے کا تہجد کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن شکار نہیں کیا بلکہ آج یکشنبہ کو شکار کر رہے ہیں۔ شنبہ کے دن پھیل کا شکار رہا ہے۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے کیوں کہ وہ شنبہ کو نالیوں بنا کر جال لگا دیتے تھے اور (دوسرے دن) انتظار کر لیتے تھے۔ اس طرح روزِ امان جملہ کر کے بہت سی پھلیاں حاصل کر لیتے اور بہت سی دولت حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس شہر میں تقریباً اسی ہزار آدمی رہتے تھے جن میں سے ستر ہزار آدمی یہی طریقہ کار اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور باقی دس ہزار ان کو صدق نافرمانی اور ان کی بدکرداری سے روکتے تھے۔ چنانچہ اس آیت میں خداوند عالم نے انہیں کی داستان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(و اسے ص ۷۴ ..... السیت الخ)

اس مشہور کے بعض لوگ برابر جیل در لوگوں کو ڈراتے۔ اور انہیں سخت ترین تہدید کرتے تھے۔ فقیر برہان کی روایت کے مطابق بعض دوسرے لوگ خاموش رہتے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے کہ (لعل تغطون.....)۔ عذابا بشدیدا (تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں خدا صلاک کرے گا۔ یا ان پر سخت عذاب نازل کرے گا) وہ جواب دیتے کہ ہمسما اس لئے منع کرتے ہیں کہ ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ ہم نہ ان کے ہم خیال ہیں اور نہ ہی ان کے اس عمل سے راضی ہیں۔ اور شاید ہماری نصیحت کا ان پر کچھ اثر ہوں تو وہ یہ برا کام چھوڑ دیں۔ لیکن ان کی باتوں کا جسد گردن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ اپنا کام انجام دیتے رہے۔

جب نصیحت کرنے والوں نے دیکھا کہ لوگوں پر ہماری بات کا کوئی اثر نہیں ہے تو انہوں نے وہ مشہور چھوڑ کر دوسرے مشہور میں رہنے لگے کہ کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ آدھی رات میں عذاب نازل ہو اور ہم بھی ان کے درمیان ہوں۔ ان کے جانے کے بعد خدائے رات میں جیل گروں کو مسخ کر کے بندر بنا دیا۔ صبح ہوئی تو تہ تلوع کا دروازہ کھلا اور نہ کوئی اس میں سے نکلا اور نہ کوئی داخل ہو سکا۔ جب دروازہ نہ کھلنے کی اطلاع قریب وجوار میں پہنچی تو اطراف سے لوگ آئے اور دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو فساد کے تمام افراد بندروں کی شکل میں نظر آئے۔ بعض لوگ کچھ خلاصت اور نشانی دیکھ کر اپنے دوستوں کو پہچان دیتے اور ان سے پوچھتے کہ تم مسلمان شخص ہو تو سر سے اشارہ کیتے ہوئے افسار کرتے رہیں روز تک یہی صورت حال رہی۔ پھر زبردست بارش ہوئی اور آندھ جلی اسی طوفان میں خدائے انہیں بہا دیا

جن لوگوں کو خدائے مسخ کیا تھا ان میں سے کوئی بھی تین روز سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ اس زمانے میں جو بند رہیں وہ ان کی نسل سے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان کا ایک مخلوق ہیں۔ جن کو خدائے بندہ ہی پیدا کیا تھا۔

آخر روایت محمد بن یعقوب نے تفسیر برہان ج ۲ ص ۲۴ پر روایت نقل کی ہے (عن ابی سعید اللہ.....)۔ و امر یا ہدوا فہا کوا)۔  
توجہ: جب ان لوگوں نے احکام الہی کو فراموش کر دیا تو ہم نے صرف نہی عن المنکر کرنے والوں کو خدائے وحی امام جعفر صادق نے آئینہ شریف کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ تین طرح کے تھے۔

- (۱) جو لوگ خود بھی احکام الہی پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی امر بالمعروف کرتے تھے انہیں خجرات ملی۔
- (۲) جو لوگ عمل کرتے تھے لیکن امر بالمعروف نہیں کرتے تھے وہ مسخ ہو گئے۔
- (۳) جو لوگ نہ عمل کرتے تھے اور نہ ہی امر بالمعروف کرتے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

## ۴۵۔ بیس حضرت درویش

حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص صمدیہ لایا تو امام نے اس سے فرمایا کہ تمہیں ان دو چیزوں میں سے کیا پسند ہے؟ میں تیرے صدمے کا ہمیں گناہ کیسے تجھے بیس ہزار درہم دوں یا تیرے لئے ایک دروازہ علم کھول دوں جس سے تو فلاں شخص پر کہ جو ہمارا دشمن اور نامی ہے علیہ مسائل کرے۔ اور اس

سے اپنے قریب کے ضعیف الاعتقاد و شیعوں کو نجات دے۔ اگر تو نے ان میں سے بہتر کو پسند کیا تو میں تجھے دونوں دے دوں گا۔ لیکن اگر بہتر انتخاب نہ کیا تو پھر ایک ہی چیز دوں گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مولا کیا دونوں چیزوں کا تو اب برابر ہے؟ امام نے فرمایا کہ اس کا ثواب تمام دنیا کی ہنرا سے بیس گنا بہتر ہے۔ تو اس نے کہا پھر میں کم قیمت کا کیوں انتخاب کروں؟ میں باب علم کو اختیار کرتا ہوں (یعنی میرے لئے ایک دروازہ علم کا کھول دیں) یہ سنا کہ امام نے فرمایا تم نے اچھی چیز کا انتخاب کیا، پھر اس کو وہ علم سکھایا اور سینٹ ہزار درہم بھی دیئے۔ وہ امام سے رخصت ہو کر اپنے قہر پہنچا اور اس ناصبی سے بحث کی اور اسے مغلوب کر دیا۔ یہ خبر امام حسن مجتبیٰ کو بھی ملی۔ ایک روز اتفاقاً پھر وہ شخص خدمت امام میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے برابر نہ کسی نے فائدہ اٹھایا اور نہ ہمارے دوستوں میں سے کسی کو اتنی دولت ملی کیونکہ تم نے کئی چیزیں حاصل کر لیں :-

(۱) دوستی خدا۔

(۲) دوستی پیغمبر و وصی۔

(۳) ان دونوں کی عزت و طاہرہ یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کی صحبت

(۴) دوستی ملائکہ۔

(۵) موتیوں کی محبت اور دنیا کے ہر مومن اور کافر سے ہنرا گنا بہتر قبولی جڑے گا۔ مبارک ہو تمہیں مبارک ہو

## ۲۶۔ تحصیل علم بھی اور توسل بھی

آقا میر تقی میر نے کہا ہے جو علمائے عصر حاضر میں سے ہیں دو واسطوں سے

لے اجتناب فرمیں و مستحق حدیث نقل از اخبار لاہور۔ ۱۴

نقل کرتے ہیں کہ شیخ مرتضیٰ انصاری کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ جب میرا ابتدائی تعلیم حاصل کر چکا تو تفصیل علم کی غرض سے نجف اشرف گیا اور وہاں شیخ مرتضیٰ انصاری کے درس میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن میں ان کی تقریر یا سکل نہ سمجھ سکا۔ مجھے اس بات کا بہت احساس ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور درس نہ سمجھ سکا۔ آخر کار حضرت امیر سے متوسل ہوا۔

میں ایک روز خواب میں حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے کان میں پڑھ دی۔ صبح جب درس پڑھنے کے لئے گیا تو درس باقاعدہ سمجھا۔ آہستہ آہستہ پیش رفت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ درس میں اشکال کرنے لگا۔ ایک روز منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور درس سے استاد پر بہت سے اشکال کئے پھر درس ختم ہونے کے بعد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے آہستہ سے میرے کان میں فرمایا کہ جس نے تمہارے کان میں صرف بسم اللہ پڑھی ہے اس نے میرے کان میں پہلے ہی پوری سورہ حمد پڑھ دی ہے۔

## ۲۷۔ عالم منصرف کا نقصان

(عالم اہلسنت و الجماعت امام ابن الحدید راجع البلاغہ جلد چہارم میں لکھتے ہیں کہ معاویہ اپنے تابعین و اصحاب کو لایح و سے امیر المؤمنین علی کے خلاف روایت گڑھنے اور لوگوں کے سامنے بیان کرنے پر آمادہ کرتا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ ایسی روایتیں گڑھی جلتی ہیں جن میں علی کے خلاف نفرت اور بیزاری کا منہوم پایا جائے۔ وہ اس کام کے لئے کافی قسم صرف کرتا تھا۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ حدیثیں گڑھ سکیں اور لوگوں کے دل میں اس بات کا رجحان پیدا ہو۔ چنانچہ

لوگ بھی معاویہ کی خواہش پوری کرتے تھے خود ساختہ روایت بیان کرنے والے لوگوں میں سے ابوہریرہ، عمر بن عاص اور میخرفہ بن شعبہ بھی ہیں۔ ایش کتاب ہے کہ ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ عراق گیا تو پہلے مسجد کوفہ تک پہنچ گیا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے استقبال کے لئے اور اس کی تقریر سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ابوہریرہ لوگوں کے ساتھ دوزانو جو گر بیٹھا۔ پھر خیر مرتبہ اپنا ہاتھ پیشانی پر مار کر داتا کہ لوگ اس کی بات کا یقین نہ کریں (اللہ لایا اہل العراق..... نفس بالتار) اسے اہل عراق! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ میں خدا اور رسول پر تہمت لگا کر اپنا ٹھکانہ جہنم بناؤں گا۔

خدا کی قسم میں نے چیمبر سے سنا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک جسم ہوتا ہے  
 ۵۶ ..... عیر الی شوس) میرا مرم مدینہ میں کوہ عیر سے  
 نے کر کوہ ثور تک ہے، جو شخص علاقہ میں فتنہ برپا کرے خدا ملائکہ اور لوگوں  
 کی اس پر لعنت ہو (و د مشہد..... احداث فیہا) اور  
 خدا گواہ ہے کہ عمل نے مدینہ میں فتنہ برپا کیا۔ جب یہ خبر معاویہ کو ملی تو ابوہریرہ  
 کا بہت احتسار کیا۔ اور اس کو بہت کچھ دیا حکومت مدینہ میں اس کو دے  
 دی۔ زرخشتری نے ریح الابرار میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ کو مغیرہ لکھا بہت  
 پسند تھا یہ ایک قسم کا کھانا ہے جو دو دھن میں ترش می ڈال کر بنایا جاتا ہے  
 ابوہریرہ معاویہ کے دسترخوان پر بیٹھ کر مغیرہ کھاتا تھا۔ اور جب وقت  
 ناز ہوتا تو عملی کے پیچھے نماز پڑھنے چلا جاتا۔ جب کوئی اس پر اعتراض  
 کرتا تو وہ کہتا تھا کہ (مغیرہ معاویہ..... علی افضل) معاویہ  
 کے دسترخوان کا مغیرہ اچھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ لیکن نماز عملی کی  
 اقتدا میں افضل ہے

# ۱۰۲۸ اس نے امام کی نقل کی

ایک بادشاہ کے دربار میں ایک مسخرہ رہتا تھا وہ لوگوں کی نقل کر کے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا۔ بادشاہ مذہب اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کا وزیر ناصبی اور دشمن اہل بیت نبوت تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے سفر کیا اور وزیر کو اپنی جگہ بٹھا دیا وزیر یہ جانتا تھا کہ مسخرہ دوستانہ عملی میں سے ہے۔ اور شیخہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک دن اس نے مسخرے کو بلا کر کہا تم میرے سامنے بھی نقل کرو اس نے بہت انکار کیا اور معذرت چاہی۔ لیکن وزیر نے قبول نہ کیا۔ تو مسخرہ نے ایک روز کی مہلت مانگی دوسرے دن باس اس عراب پہننے ہوئے، اگر میں تیرے تلوار حمالی کر کے آیا اور وزیر سے حکاماتہ انداز میں سخت بھجے میں کہا خدا ونبی اور میری خلافت بلا فصل پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا۔ وزیر نے اس کام کو شرمی سمجھا اور بہت ہنسنا مسخرہ اور قریب آیا پھر سخت انداز سے اپنی بات کی تکرار کی اور تھوڑی سی تلوار نیام سے باہر نکالی آخند کار میری مرتبہ میں اپنی پوری طاقت کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھا اور تلوار نیام سے باہر نکالی پھر آخر مرتبہ اس نے اپنی بات کہی۔ وزیر نہیں کی وجہ سے بے حال تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ چمکتی ہوئی تیز تلوار اس کے سر پر لگی اور ایک وار میں اس کی زندگی تمام ہو گئی۔ (روایہ کے بعد) جب بادشاہ کو یہ خبر ملی تو مسخرہ فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے تلاش کیا جائے جب مسخرہ کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا گیا تو اس نے تمام واقعہ بادشاہ کو بتا دیا۔ واقعتاً بادشاہ بہت ہنسنا اور اسے معاف کروایا۔

## ۴۹۔ دوستی اہل بیت

مخبر بن مسلم کہتے ہیں کہ میں کوفہ سے مدینہ کا قصد کر کے چلا۔ چونکہ بیمار تھا، تو میری بیماری کی اطلاع حضرت محمد باقر کو دی گئی، آپ نے خوان پوشش سے ڈھاک کر ایک غلام کے ذریعہ کچھ شربت بھیجا جب غلام شربت لے کر آیا تو کہا کہ امام نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک تم شربت نہ پل لو میں تمہارے پاس سے نہ جاؤں گا۔ جب میں نے شربت پینا چاہا تو اس سے شک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پینے میں بہت ہی عمدہ اور ٹھنڈا محسوس ہوا۔ میں شربت پی چکا تو غلام نے کہا امام نے فرمایا ہے کہ شربت پی کر میرے پاس آ جانا۔ میں آنحضرت کی فرمائش کے بارے میں سوچنے لگا۔ حالانکہ شربت پینے سے قبل مجھ میں کھڑے ہونے کی ہی طاقت نہ تھی۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ میں فولادی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اب آزاد ہو گیا ہوں۔ امام کے کے دولت سرا پر پہنچ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی (فصوص ص ۱۰۰)۔

..... ادخلتہ امام علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا ٹھیک ہو گئے۔ آؤ، آؤ، میں گھر میں داخل ہوا تو رونے لگا اور سلام کر کے امام کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ امام نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آپ سے بہت دور ہوں کوفہ اور مدینہ میں کافی فاصلہ ہے اور اب میں حاضر بھی ہوا ہوں تو زیادہ نہیں رہ سکتا۔

امام نے فرمایا تم جو ہمارے پاس زیادہ نہیں رہ سکتے تو خدا نے ہمارے دوستوں کو اسی طرح رحیم سے دور رکھا ہے۔ لیکن کوفہ اور مدینہ کی مسافت کے لئے جو تم نے کہا ہے تو اس میں تم حضرت ابی عبد اللہ امام حسین علیہ السلام

کی تائید کرو۔ وہ ہم سے دور عراق میں قرأت کے پاس دفن ہیں، ان پر اللہ کی طرف سے درود و سلام ہو، تم جو یہ کہتے ہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فاصلہ زیادہ ہے تو مومن اس دنیا اور دنیا پرست لوگوں میں ایک مسافر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر جب حملے جاملے تو ہم نے جو یہ کہا کہ ہم سے محبت رکھتے ہو، اور مستقل ہمارے پاس رہنا چاہتے ہو تو خداوند تمہارے دل ارادوں سے واقف ہے وہ تمہیں اس کی سزا فرود دے گا۔

## ۵۰۔ شیعہ کون ہے

جب مامون نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو اپنا ولی اللہ مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے آکر امام سے ملاقات کرنا چاہی۔ اور کہلایا کہ ہم شیعہ جانے علی کا ایک گروہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ امام نے جواب میں فرمایا۔ ان سے کہہ دو واپس جائیں مجھے فرصت نہیں ہے۔ وہ لوگ دو سہرے روز بھر آئے اور اسی طرح کہلایا۔ امام نے پھر فرمایا کہ انہیں واپس کر دو، دو مہینے تک یہی سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ لوگ امام کی ملاقات سے مایوس ہو گئے اور آخر میں ایک روز انہوں نے دربان سے کہا کہ ہمارے آقا علی بن موسیٰ الرضا سے عرض کرو کہ ہم آپ کے بدلے علی کے شیعہ ہیں۔ آپ نے جو ہمیں ملاقات کی اجازت نہیں دی تو دشمن نہیں طعنہ دے رہے ہیں۔ اب اگر ہم اس طرح واپس جائیں تو اپنے وطن نہ جائیں گے۔ کیوں کہ اب طعنہ سننے کی تاب نہ رہی۔ امام نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی ان لوگوں نے سلام کیا۔ مگر امام نے جواب سلام میں نہیں دیا۔

اور نہ ہی ان سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ سب لوگ اسی طرح سے کھڑے رہے۔ اور کہنے لگے یا بن رسول اللہ! آجرت دی جی تو اسلام کا جواب نہیں دیتے) اس ذلت کے بعد ہمارے لئے کچھ اور باقی ہے؟ امام نے فرمایا (ما اصابکم... عن کتبہم) اگر تم کسی معیبت میں مبتلا ہوتے ہو تو وہ تمہارے افعال کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ تمہاری بہت سی باتیں مستحکم کر دی جاتی ہیں۔ ہم نے اس عمل (گھر میں داخل ہونے سے روکنے) میں خدایا رسول، علی اور اپنے آبائے طاہرین کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے بھی جنتیں مورد عقاب قرار دیا ہے چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ عذاب ہم لوگوں پر کیوں نازل ہوا؟ امام نے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعیان علی ہیں۔ تم سزا دے ہو۔ ان کے شیعوں تو امام حسن، امام حسین، ابوذر سلمان، مقداد، عمار اور محمد بن ابی بکر ہیں۔ وہ ایسے تھے جنہوں نے کسی چھوٹے سے چھوٹے کام میں علی کی مخالفت نہیں کی اور جس کام سے امیر المؤمنین نے منع کیا اسے کبھی انجام نہ دیا۔ لیکن تم کہتے ہو کہ ہم شیعیان علی ہیں اور بہت سے واجباً میں کوتاہی کرتے ہو۔ برا در زمین کے حقوق کو سبک سمجھتے ہو۔ جہاں تقیہ نہ کرنا چاہیے وہاں تقیہ کرتے ہو۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم امیر المؤمنین اور ان کے دوستوں کے دوست اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں تو میں اس بات کو رد نہ کروں گا لیکن تم نے تو بہت بڑی بات کا دعویٰ کر دیا۔ اگر تم نے اپنے قول کو اپنے عمل سے ثابت نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ مگر یہ کہ خدا تمہیں نجات دے دے ان لوگوں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ! ہم اپنے قول پر توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اور جو بات آپ نے تعلیم فرمائی ہے اب وہ ہی کہیں گے۔ ہم آپ سے

حجت رکھتے ہیں آپ کے دوستوں کے دوست اور آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اس وقت امام علی بن موسیٰ الرضا نے فرمایا (مصدقاً... اهل ودی) اگر جہاں سے میرے بھائیوں اور میرے دوستوں! قریب آؤ۔ آپ اپنے قریب بلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے پہلو میں بلا کر بٹھایا پھر دربان سے پوچھا کہ یہ لوگ کتنے بار آئے تھے۔ اس نے کہا ساٹھ مرتبہ۔ امام نے فرمایا تم ساٹھ مرتبہ ان کے پاس جاؤ۔ سلام کرو اور میرا سلام بھی انہیں کہو۔ انہوں نے چونکہ توبہ کرنی لہذا ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور چونکہ ہم سے محبت رکھتے ہیں، لہذا ان احترام میں، ان کی ضروریات پوری کرو اور انہیں آخر اجابا کے لئے اور بطور تحفہ کافی مقدار میں دولت و ثروت دو۔

## ۵۱. ایک اور نمونہ

ایک شخص نے امام حسین سے عرض کیا میں آپ کا شیعہ ہوں۔ امام حسین نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ ایسی چیز کا دعویٰ نہ کرو کہ خدا کہے کہ تم چھوٹے ہو اور وہ غلط دعویٰ کرتے ہو۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کا دل ہر ملیدگی اور کثافت سے پاک و پاکیزہ ہو۔ تم یہ کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں۔ ایک دوسرے شخص نے امام زین العابدین سے عرض کیا میں آپ کے شیعیان خاص میں سے ہوں۔ تو امام نے فرمایا کہ تم تو ابراہیم خلیل کے مانند ہو۔ کہ خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ (ادان شیعۃ... بقلب سلیم) بے شک ابراہیم ان کے شیعوں میں سے ہیں جو اپنے پروردگار کی بارگاہ

میں پاک و سالم قلب کے ساتھ حاضر ہوئے اگر تمہارا دل ابراہیم کی طرح ہے تو ہمارے شیعوں میں سے ہو۔ لیکن اگر ان کے دل کی مانند تمہارا دل ہے اور کفایت و پلیدی سے صاف ہے تو ہمارے دوستوں میں سے ہو اور اگر ایسا بھی نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جھوٹ کہا تھا تم اس جھوٹ کے کفارہ میں تو عرض جہنم میں مبتلا ہو گے اور مغلوب ہو جاؤ گے اور آخر عمر تک تمہیں اس بیماری سے نجات نہ ملے گی۔

ایک شخص نے امام محمد باقر کے سامنے ایک آدمی سے فخر کیا کہ تم میرے سامنے فخر کرتے ہو حالانکہ میں شیخان آل محمد میں سے ہوں۔ یہ سنکر امام نے فرمایا بڑا بڑا کلمہ کی قسم! تجھے اس کے مقابل میں کوئی فخر نہیں اور تو نے اس میں اشتباہ بھی کیا ہے۔ تم اپنا مال اپنے اخراجات پر صرف کر سکتے ہو یا اپنے مومن بھائیوں کے اخراجات پر؟ اس نے عرض کیا اپنے اخراجات پر زیادہ صرف کر سکتا ہوں۔ تو امام نے فرمایا تو ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے جو لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے احوال خبیث ہیں کہنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے حتیٰ کہ خود ہمارے لئے (کجا وہ لوگ جو صرف نام کے شیعہ ہوں) (و لکن.....)

..... الحجاة بحسب کھد! بلکہ تم یہ کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور ان لوگوں میں سے ہوں جو آپ کی محبت کے ذریعہ اپنی نجات کی امید رکھتے ہیں۔

## ۵۲۔ نعمت واقعی کیا ہے؟

ابراہیم بن عباس کا تب کہتے ہیں ہم حضرت رضا کی خدمت میں حاضر تھے

یہ چند روایات جلال اللہ عز و اول علیہ السلام ۱۴۳ھ، ۱۴۴ھ سے لگی ہیں۔

ایک فقیہ نے کہا اس آیت مبارکہ (التسلیان.....) (التعجیب) اس روز تم سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ میں "نعیم" کے معنی اب سرد ہیں۔ امام نے بلند آواز میں فرمایا تم آیت کی اس طرح تفسیر کرتے ہو، اور ہر شخص الگ الگ طریقے سے حنی میان کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اب سرد مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں خواب راحت مراد ہے۔ بعض قائل ہیں کہ زیادہ تر لہ کھانے مراد ہیں۔ تحقیق میرے والد نے اپنے والد امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ جب یہ بات ان کی خدمت میں بیان کی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا۔ اور فرمایا کہ خدا نے جو چیزیں اپنی مخلوق کو بخش دی ہیں ان کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرے گا۔ اور نہ اس پر منت کرے گا۔ یہ کام تو مخلوق کو بھی نرسب نہیں تیار کہ اگر کسی کو کھانا کھلا دے یا پانی پلا دے تو اسے احسان سمجھے۔ جو چیزیں لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہیں انہیں خداوند بزرگ و برتر کی طرف کیسے منسوب کیا سکتا ہے؟ (و لکن التعجیب.....) (و نبوة رسول) (نعیم تو ہم اعلیٰ بیت کی محبت اور دوستی ہے۔ توحید خدا و نبوت کے بعد اس کے بارے میں سوال کرے گا کیوں کہ اگر بندے نے لوازمات ولایت کو پورا کیا تو جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں اسے ملیں گی۔ امام رضا نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے امام صادق سے اور انہوں نے امام محمد باقر سے اور اسکا طرح حضرت علی سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا (مخلی.....) (لا ذوال لہ)

اسے اعلیٰ امر نے کے بعد انسان سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا وہ توحید خدا، میری نبوت اور تمہاری ولایت کا اقرار ہے جس طرح خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا اور میں نے ان تک پہنچایا، جس نے ان میں چیزوں کا اقرار کر لیا اور اس کا اعتقاد بھی ہی ہوا تو وہ ایسی نعمتوں کی طرف چلا جائے گا جو کبھی



## ۵۳۔ انہوں نے کس طرح قیام کیا؟

اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے خباب اللات بھی ہیں۔ کفار نے انہیں کافی اذیت دی تاکہ وہ اسلام سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئے کفار آگ بجلا کر ان کا کمر پر رکھ دیتے۔ جس سے ان کی کمر کا گوشت جل جاتا مگر وہ استقامت سے کام لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اسلام سے کھنڈ اور مشرکین کی شکایت کی، اس وقت آنحضرتؐ نے ان کے کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ میں نے جا کر عرض کیا کیا آپ ہمیں اس گرفتاری سے نجات دلا سکتے ہیں۔ اور خداوند عالم سے دعا نہ فرمائیں گے کہ وہ ہمیں نجات دے۔ اس وقت پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ آپ اٹھے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں نے تو ہر مصیبت پر صبر کیا ہے۔ انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ ان کے سروں پر آگ سے رکھ دیتے ان کے گوشت دپوسٹ میں لوہے کی کنگھیاں داخل کر دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا مذہب نہیں بدلا۔ خداوند عالم اسلام کو ایسی طاقت دے گا کہ حضور اسے حاضر موت تک جانے میں سوائے خدا کے لوگ کسی سے نہ ڈریں گے۔ لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔ جب کہ صبر زیادہ بہتر ہے۔

خباب ایک لوہا رکھے۔ پیغمبر اکرمؐ انہیں بہت چاہتے تھے۔ آپ ایک مرتبہ ان کے پاس گئے لوگوں نے اس بات کی اطلاع خباب کی مالک کو دی تو وہ لوہا پگھلا کر ان کے سر پر رکھتی تھی۔ ایک دن خباب نے اپنی مالک کی شکایت پیغمبر سے کی تو پیغمبر نے اس کے لئے بددعا کی۔ اتفاق سے اس عورت کے سر میں شدید درد ہوا یہاں تک کہ شدت درد کی بنا پر کئی طرح چلائے اور

بھونکنے لگی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر تو اپنی صحت چاہتی ہے تو گرم لوہا اپنے سر پر رکھ خباب پگھلا ہو الوہا علاج کی غرض سے اس کے سر پر رکھتے تھے تاکہ مرض سے نجات لے۔

ایک دن عمر بن خطاب نے خباب سے پوچھا کہ مشرکین تمہیں کس طرح شکنجہ دیتے تھے۔ خباب نے اپنی پیٹھ سے پیرا بن اور پراٹھا دیا۔ اور کہا یہ دیکھو! مرنے جب خباب کی پیٹھ دیکھی تو ظالموں نے کہا اور کہا خدا کی قسم! میں نے اب تک کسی کی کمر لسی نہیں دیکھی۔ خباب نے کہا مشرکین میری پشت پر آگ جلاتے تھے اور جب تک میری کمر کا گوشت جدا نہ ہو جاتا اس وقت تک کفار آگ بجھتے نہ دیتے تھے۔

خباب اللات کا لڑکا عبد اللہ، حضرت امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک روز خوارج نہروان نہر کے کنارے ایک نجات خان سے گزر رہے تھے تو انہوں نے عبد اللہ بن خباب اللات کو دیکھا کہ گلے میں تسمان لٹکاٹے ہوئے گدھے پر سوار ہیں۔ عبد اللہ کے ساتھ اس کی حاملہ بیوی بھی ہے۔ خوارج نے ان سے پوچھا کہ عثمان کے دور حکومت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عبد اللہ نے جواب دیا (ان علی اعلم.....) (انفلد بصیرۃ) علی دنیا کو بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں اور دین کی حفاظت میں سب سے زیادہ انہوں نے کوشش کی۔ اور انہیں امور میں بصیرت کامل حاصل تھی۔

خوارج نے کہا یہی قبائلی جو تمہارے گلے میں لٹکا ہوا ہے یہیں تمہارے قتل کا حکم دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اس بیچارے کو نہر کے کنارے لاکر شہید کر دیا۔

عبد اللہ کا خون پانی میں مل کر بیٹھنے لگا۔ پھر عبد اللہ کی حاملہ بیوی کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکالا اور اس کا سر میں تن سے جدا کیا۔ کچھ دوسرے آدمیوں کو بھی قتل کیا۔ اس نکلستان میں خرمہ پڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اٹھا کر منہ میں رکھا تو سب نے اس سے اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے نوراً خسروہ منہ سے باہر نکال دیا۔ پھر راستے میں ایک سو رطل کا ایک شخص نے اسے قتل کر دیا۔ تو سب نے اس سے کہا تم نے اس عمل سے زمین پر فساد برپا کیا۔

### ۵۲۔ اس نے قرآن کی تعلیم میں کیا کیا دیکھا؟

پیغمبر اسلام نے جنگ حمرہ (۱) اسد کے بعد دس آدمیوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے مشرکہ رجم بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو احکام الہی اور قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ ان میں خبیب بن عدی بن مالک بھی تھے۔ مگر لوگوں نے خیانت کی۔ دس آدمیوں میں سے آٹھ کو قتل کر دیا اور دو آدمیوں (خبیب بن عدی اور زید بن وثنہ) کو گرفتار کر کے مکہ میں فروخت کر دیا۔ کچھ مدت تک خبیب قید میں رہے آخر کار قریش نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا اور خبیب کو قتل کرنے کے لئے حرم کعبہ سے باہر لائے۔ قتل کے وقت خبیب نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ قریش نے اجازت دے دی۔ تو نماز پڑھ کر کہا خدا کی قسم اگر اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ کہو گے کہ موت کے خون سے ملوانی نماز پڑھ رہا ہے۔ تو اس سے زیادہ نسا

پڑھتا، پھر ان لوگوں کے لئے بد دعا کرتے ہوئے کہا اللہم احصہم... ہنہ صراحداً لوگوں نے انہیں سوئے پر لٹکا دیا۔ خبیب نے تختہ دار پر چڑھ کر کہا خدا یا تو جانتا ہے کہ یہاں کوئی ایسا نہیں جو یہاں اسلام پیغمبر تک پہنچا سکے۔

ابو عقبہ بن حرث نے آگے بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب خبیب کے جسم پر لگائی اور قتل کر دیا۔ جب واقعہ کی اطلاع پیغمبر کو ملی تو آیتا نے فرمایا تم میں سے خبیب کی لاشیں تختہ دار سے اتار کر لانے کے لئے کون آمادہ ہے؟ زبیر و مقداد نے اس کام کی ذمہ داری لی۔ وہ چلے تو راتوں میں سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے وقت تیغ جم (جہاں خبیب کا لاشہ دار پر لٹکا ہوا تھا) اٹھنے اور دیکھا کہ چالیس آدمی جو بڈدار کے اطراف میں مست سو رہے ہیں۔ انہوں نے خبیب کی لاش دار سے اتاری۔ خبیب کا جسم اس وقت تک گرم کر رکھا۔ وہ اپنا ایک ہاتھ اپنے جسم پر رکھے ہوئے تھے۔ زبیر نے خبیب کا لاشہ اپنے گھوڑے پر رکھا اور دونوں دایس چل دیئے۔ پانچواں جب آٹھ اور خبیب کی لاش نہ پائی تو واقعہ کی اطلاع قریش کو دی۔ فوراً ستر آدمی ان کی تلاش میں چل دیئے جب وہ مقداد زبیر کے پاس پہنچے تو زبیر نے خبیب کی لاش زمزم پر رکھ دی۔ زمزم سے ان کے جسم کو اپنے سینے میں پیس لیا۔ اسی لئے انہیں بیٹا الارض کہا جاتا تھا۔ پھر زبیر نے اپنے ستر غلام اتار کر کہا تم بہت زیادہ جرات کر رہے ہو میں زبیر بن عوام ہوں میری ماں صفیہ دختر عبد المطلب ہے۔ اور میرے ساتھ مقداد بن اسود گندہ ہے۔ ہم لوگ شیر تریان میں جو اپنے ہمیشہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اگر تم جنگ کرنا چاہتے ہو تو گھوڑوں سے اتر جاؤ ورنہ چاہتے اپنے گھر دل کو اپنے چلے جاؤ۔ قریش نے جنگ نہ کرنا ہی بہتر سمجھا اور وہیں آگے چلے زبیر و مقداد نے پیغمبر اکرم کی خدمت میں پہنچ کر تمام واقعہ کی اطلاع دی۔

۱۸۱۔ حضرت زبیر نے اپنے سینے میں خبیب کی لاش پیس لی۔ اس کی اطلاع قریش کو دی۔ فوراً ستر آدمی ان کی تلاش میں چل دیئے جب وہ مقداد زبیر کے پاس پہنچے تو زبیر نے خبیب کی لاش زمزم پر رکھ دی۔ زمزم سے ان کے جسم کو اپنے سینے میں پیس لیا۔ اسی لئے انہیں بیٹا الارض کہا جاتا تھا۔ پھر زبیر نے اپنے ستر غلام اتار کر کہا تم بہت زیادہ جرات کر رہے ہو میں زبیر بن عوام ہوں میری ماں صفیہ دختر عبد المطلب ہے۔ اور میرے ساتھ مقداد بن اسود گندہ ہے۔ ہم لوگ شیر تریان میں جو اپنے ہمیشہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اگر تم جنگ کرنا چاہتے ہو تو گھوڑوں سے اتر جاؤ ورنہ چاہتے اپنے گھر دل کو اپنے چلے جاؤ۔ قریش نے جنگ نہ کرنا ہی بہتر سمجھا اور وہیں آگے چلے زبیر و مقداد نے پیغمبر اکرم کی خدمت میں پہنچ کر تمام واقعہ کی اطلاع دی۔

۱۸۱۔ حضرت زبیر نے اپنے سینے میں خبیب کی لاش پیس لی۔ اس کی اطلاع قریش کو دی۔ فوراً ستر آدمی ان کی تلاش میں چل دیئے جب وہ مقداد زبیر کے پاس پہنچے تو زبیر نے خبیب کی لاش زمزم پر رکھ دی۔ زمزم سے ان کے جسم کو اپنے سینے میں پیس لیا۔ اسی لئے انہیں بیٹا الارض کہا جاتا تھا۔ پھر زبیر نے اپنے ستر غلام اتار کر کہا تم بہت زیادہ جرات کر رہے ہو میں زبیر بن عوام ہوں میری ماں صفیہ دختر عبد المطلب ہے۔ اور میرے ساتھ مقداد بن اسود گندہ ہے۔ ہم لوگ شیر تریان میں جو اپنے ہمیشہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اگر تم جنگ کرنا چاہتے ہو تو گھوڑوں سے اتر جاؤ ورنہ چاہتے اپنے گھر دل کو اپنے چلے جاؤ۔ قریش نے جنگ نہ کرنا ہی بہتر سمجھا اور وہیں آگے چلے زبیر و مقداد نے پیغمبر اکرم کی خدمت میں پہنچ کر تمام واقعہ کی اطلاع دی۔

## ۵۵ مسلمان استقامت رکھتے ہیں

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مکہ سے ہجرت کرنے والے مسلمان بھی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو بھی ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایک بڑی انجمن بنائی اور یہ طے کیا کہ پیغمبر کو قتل کر دیا جائے۔ جب یہ خبر ابو طالب کو ملی تو ابو لہب کے علاوہ تمام بنی ہاشم مسلمان اور غیر مسلمان کو اپنے ہمراہ ایک درہ کوہ رجبے شعب ابی طالب کہا جاتا تھا، میں لے کر چلے گئے ابو طالب نے درہ کے دونوں طرف نگہبان مین کر دیئے اور اکثر رات میں پیغمبر کی جگہ اپنے بیٹے علی کو سلا دیتے تھے۔ حضورؐ ہمیشہ تنوار لے کر پیغمبر کے پاس ٹہلتے رہتے تھے۔ جب قریش نے مسلمانوں کی یہ حرالت دیکھی تو اپنے ارادہ میں ناکام ہو گئے اور دوسری تدبیر سوچنے لگے۔ چالیس آدمیوں نے دراندوہ میں بیٹھ کر ہمدردی بیان کیا کہ بنی ہاشم سے تعلقات منقطع کر دیں۔ ان کی لڑکیوں کی شادی قریش میں ہونے دیں۔ لڑکوں کی شادی ہونے دیں۔ ان سے خرید و فروخت بند کر دیں۔ اور جب تک بنی ہاشم پیغمبر کو قریش کے حوالہ نہ کر دیں ان سے ہرگز صلح نہ کی جائے۔ تاکہ پیغمبر کو قتل کر سکیں۔ یہ عہد نامہ لکھ کر ہر لگادی اور ابو جہل کی خالام جہاں کو دیا۔

بنی ہاشم نوبھو ہو گئے اور کوئی شخص ان سے معاملہ نہیں کرتا تھا البتہ حج کے زمانے میں چونکہ عرب جنگ کو حرام سمجھتے تھے تو بعض لوگ اس وقت معاملہ کرتے تھے۔ دوسرے شہروں سے بھی لوگ مکہ آتے تھے اور مسلمان بھی شعب سے باہر آجاتے تھے اور اعراب سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر شعب میں جمع کر لیتے تھے مسلمانوں کے معاملہ کرنے وقت اگر قریش میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جاتا، تو وہ اس جہنم کو فرو

نہ زیادہ قیمت پر خرید لیتا تھا یا فروخت کرنے والے کا سارا مال لوٹ لیا کرتا تھا جب کوئی مسلمان شعب سے باہر آتا اور قریش سے دیکھ لیتے تو اس کو قدر شکنجے اور سزائیں دیتے کہ وہ مرجا تھا۔ مسلمان اتنے زیادہ پریشان ہو چکے تھے کہ ان کے بچے بھوک کی وجہ سے روتے اور چلاتے تو اہل مکہ تک آوازیں جاتی تھیں۔ بچوں کی لہرز آوازیں سن کر اکثر مشرکین افسوس کرتے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے مخالفت شروع کر دی۔ ابو طالب اس خوف کی بناء پر کہ کہیں قریش رات میں آکر پیغمبر کو قتل نہ کر دیں ان کے ایک طرف اپنا بستر اور دوسری طرف اپنے کسی لڑکے کا بستر بچھا دیتے تھے اور حضورؐ کو درمیان میں لٹاتے تھے۔

رات کو جب قریش بچوں کی آوازیں سننے تو صبح آپس میں کہتے تھے رات کیسی گزری؟ تو جواب دیتے تھے بہت اچھی گزری۔ سوال کرنے والا کہتا تھا گھر میں معلوم ہے تمہارے بھائیوں کے بچے بھوک کی وجہ سے صبح تک جھلاتے رہے؟ یہ سن کر بعض قریش خوش ہوتے تھے اور بعض بہت رنجیدہ ہوتے تھے اس چیز نے بعض لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ پوشیدہ طور پر کچھ کھانے پینے کی چیزیں شعب ابی طالب میں پہنچائیں

دیگر لوگوں کے علاوہ حکیم بن حرام بن خویلد نے بھی ایک روز اپنی چھوٹی خدیجہ زوجہ پیغمبر کو کچھ کھانا ایک اونٹ پر رکھ کر ایک غلام کے ساتھ بھیجا رات میں اسے ابو جہل مل گیا۔ ابو جہل نے اونٹ کی مہار پکڑ کر کہا تو نے عہد و پیمانہ کی خلافت و زری کی ہے۔ میں تجھے انجمن کے درمیان لے چلوں گا اور ذلیل و خوار کروں گا۔ ابو جہل کا بھائی ابوالبختری بھی وہاں پہنچ گیا تو اس نے کہا اس غلام کو چھوڑ دے اس کی چھوٹی کی کچھ کھانے پینے کی چیزیں اس کے پاس تھیں وہ انھیں پہنچانا چاہتا ہے۔ ابو جہل نے اپنے بھائی کی بات نہ مانی۔ آخر کار دونوں لڑنے لگے۔

ابو بختری کو کسی اونٹ کی ہڈی مل گئی، اس نے ابو جہل کے سر پر مار کر زخمی کر دیا۔ ابو جہل کو بہت افسوس ہوا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس شکست کی اطلاع پیغمبر کو ملے۔

دوسرے شخص جو شعب ابی طالب میں کھانا پینچانا تھا۔ پیغمبر کا داماد و ابوالعاص ربیع تھا۔ درہ تک گیبوں اور خرما اونٹ پر لاد کر لانا اور درہ میں اونٹ کو چھوڑ دینا تھا اس لئے پیغمبر نے فرمایا کہ ابو العاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔

ان پریشانیوں کے باوجود پیغمبر اور ان کے اصحاب نے تین سال تک شعب ابی طالب میں زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ بعض قریش نے شدت ناراحتی کی بنا پر اپنے عہد کو توڑ دیا اور قریش سے اظہارِ ناراضگی کیا۔ پیغمبر نے کچھ باتیں ابو طالب کو بتائیں، انہیں کے ضمن میں کہا کہ عہد نامہ کو تو ایک نے کھا لیا ہے اور صورتِ اسماء التیم باقی ہے۔ ابو طالب نے یہ بات قریش سے بتائی تو مطابق واقعہ تھی، آخر کار بنی النہین شرمندہ ہوئے اور ان کی تعداد بھی کم ہو گئی تو سلطان شعب ابو طالب سے باہر آگئے۔

سنہ دو ہجریاں جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ساتھ لاقی تھیں اور ان کی تربیت کی۔ ان میں سے ایک کی شادی پڑوسرے ابو العاص کے ساتھ کی اور اسی مناسبت سے آیت نے انہیں اپنا داماد کہا۔

شہ قاشق انوار فی جزء اول ص ۵۵۔ چھاپہ مطبوعات دہلی۔

## ۵۶۔ ابو جہانہ کی استقامت

جب مشرکین نے پیغمبر اور علیؑ کو محاصرہ میں لے لیا تھا اور فراری مسلمانوں کی کوئی تشریح نہیں تھی اچھا تک پیغمبر نے ابو جہانہ کو دیکھا اور فرمایا، ابو جہانہ! میں نے تم سے اپنی بیعت اٹھائی تم سلامتی کے ساتھ محاصرہ سے باہر نکل جاؤ۔ اور جہانہ دل چاہے چلے جاؤ لیکن علیؑ، تو وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں۔ میں کہہ رہی ہوں نے زار و قطار دونوں شہرے کر دیا اور کہا خدا کی قسم! میں ہرگز آپ کی بیعت نہیں توڑ سکتا، میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاسکتا ہوں۔ اگر میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں تو وہ بھی ایک روز مر جائے گی۔ اگر اپنے گھر جاؤں تو وہ بھی ایک روز ہر باد ہو جائے گا اگر ماں کی طرف بڑھوں تو وہ بھی ایک روز فنا ہو جائے گا اور اگر موت کی طرف بڑھوں تو وہ جلد آئے گی۔

پیغمبر اسلام کے سامنے جب ابو جہانہ نے سو کر یہ بیان کیا تو آنحضرت بھی گریہ فرمانے لگے اور ابو جہانہ کو جنگ کی اجازت دی، ایک طرف علیؑ اور دوسری طرف ابو جہانہ کفار و مشرکین سے مقابلہ کرتے رہے جب ابو جہانہ دشمنوں سے نہ حال ہو کر زمین پر گر پڑے تو علیؑ انہیں اٹھا کر خدمت رسالت میں لے آئے، ابو جہانہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے حق بیعت ادا کر دیا، پیغمبر نے فرمایا ہاں، پھر ان کے لئے دعائے خیر کی۔ اس کے بعد علیؑ تنہا جنگ کرتے رہے، جب جنگ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ نوسہ زخم علیؑ کے جسم مبارک پر لگے اور دشمن پر حملہ کرنے میں سولہ مرتبہ زمین پر گرے اور چار مرتبہ جہنم نے صورتِ انسانی میں آکر زمین سے اٹھایا۔ ناگاہ پیغمبر نے دیکھا کہ شدت جنگ کی بنا پر علیؑ کے پیر لڑ رہے ہیں، اگر یہ فرمانے لگے اور عرض کیا ہرورد گار! تو نے مجھے اپنے دین کو قربان دینے

کا وعدہ کیا ہے، اگر تو چاہے تو دشوار نہیں ہے۔

## ۵۷۔ ایک مسلمان خاندان کی استقامت

مرو بن جوح ایک پیر سے معذور تھے ان کے چار فرزند تھے جو نہایت بہادر تھے جنگ احمد میں پیغمبر اسلام کے ہمراہ رہے۔ عمرو نے بھی جنگ کے ارادے سے چلنا چاہا تو ان سے کہا گیا کہ تمہارے چار بیٹے جنگ میں شریک ہیں اب مناسب نہیں ہے کہ ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود تم بھی جنگ کے لئے جاؤ تو عمرو نے جواب دیا کیا یہ مناسب ہے کہ میرے چار بیٹے جنت میں چلے جائیں اور میں عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں؟ یہ کہہ کر جنگ احمد کی طرف چل دیئے۔ گھر سے نکلنے وقت دعا کی۔ پروردگار مجھے اب گھر واپس نہ بھیجا۔

خدمت رسول میں پہنچے تو اپنے نے فرمایا کہ خدا نے تم سے احکام جنگ ساقط کر دیئے ہیں عمرو نے عرض کیا مگر میں اب ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود جنت میں جانا چاہتا ہوں، جنگ کے لئے گئے اور جنگ وصال میں اپنی جہان دے دی عمرو کے بعد ان کے بیٹے شہادت پائی پیران کے برابر نسبت عبد اللہ بن مرو بن حزام ہسفیانی بن عبد الشمس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

یہی عبد اللہ جناب جابر انصاری کے والد تھے۔ مرو بن جوح کی زویہ عند جنگ ختم ہونے کے بعد میدان احد میں آئی اور اپنے بھائی عبد اللہ بن عمرو بن حوام اور اپنے شوہر عمرو بن جوح اور بیٹے خدا کی لائش کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ لے گئیں۔

سنے یہ روایت ہمارا الانوار جلد ششم اور سوم حضرت مسیحی، تاریخ التواریخ

۹۳ء سے نقل کی گئی ہے۔

عائشہ کچھ عورتوں کے ساتھ پیغمبر کی خبر گیری کے لئے آ رہی تھیں، راستے میں حند سے ملاقات ہوئی تو نبی اکرم کے متعلق پوچھا۔ حند نے کہا خدا کا شکر کہ اس کا رسول سلامت ہے، اس کے علاوہ شہادت ہمارے لئے آسان ہے۔ عائشہ نے پھر پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے؟ تو حند نے کہا میرے شوہر، بھائی اور بیٹے کے لاشے ہیں حند حیدرگستان کے آخر میں پہنچی تو اونٹ بیٹھ گیا حند نے اسے لکڑی اور پتھر سے بھی مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھا لیکن جب حند سے احد کی طرف ہانکتی تو وہ ہوا کی مانند تیز رفتاری سے قدم آگے بڑھاتا، حند نے پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا تو اپنے نے فرمایا کہ اونٹ کی بی ماسوریت ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر عمرو نے گھر سے نکلتے وقت کیا کہا تھا حند نے جواب دیا کہ جب وہ گھر سے نکل رہا تھا تو قہد کی طرف رخ کس کے کہا اللہم لاترؤق..... فی الشہادۃ) خدا یا اب مجھے گھر واپس نہ کرنا۔ مجھے شہادت عطا فرما، تو پیغمبر نے فرمایا کہ اسے انصاف اتم میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا سے کسی چیز کی خواہش کریں تو وہ روز کرے گا۔ اور عمر و اپنی لوگوں میں سے تھا۔ پھر فرمایا اسے حند! تیرے بھائی عبد اللہ کے سر پر فرشتہ اپنے پرروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ عبد اللہ کو کہاں دفن کیا جاتا ہے۔ تیرا شوہر، بیٹا اور بھائی جنت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں حند نے کہا یا رسول اللہ! خدا سے دعا کریں کہ میں بھی جنت میں ان لوگوں کے ساتھ رہوں۔

احمد میں جہاں عبد اللہ اور عمرو کی قبر بنائی گئی تھی وہاں سیلاب آجاتا تھا ایک مرتبہ سیلاب آیا تو دونوں کی قبریں بہر گئیں، لوگوں نے دیکھا کہ عبد اللہ کا ایک ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا ہے۔ جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو فوراً خون جاری ہو گیا۔ مجبور ہو کر پھر ہاتھ وہیں رکھ دیا گیا۔

جہاں بکھتے ہیں کہ میں نے چھ ماہیں سال بعد اپنے والد کا جسم قبر میں دیکھا مگر  
اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سورج ہے۔ گیاہ  
تھریں جو ان کی پتلیوں پر ڈال دی گئی تھی وہ بھی تازہ تھی۔ میں نے ان کے جسم  
میں خوشبو لگانا چاہی تو اصحاب نے منع کیا۔  
اس موقع پر دو اشعار ملاحظہ ہوں۔

(۱) مینج کی استقامت اور ثبات قدمی سراوا رہتی ہے اگر لوگوں کے لئے  
بامقصد عہد بنے۔

(۲) اس کے سر پر جتنی ٹھہریں لگائی جاتی ہیں اس میں اتنی ہی زیادہ استقامت  
پیدا ہوتی ہے۔

## ۵۸۔ استاد ابو الحجاج کون تھے؟

ابو الحجاج اقصیٰ ایک عارف و زاہد استاد تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ  
تم نے کس استاد کی شاگردی کی ہے تو ابو الحجاج نے کہا میرا استاد جلال نقاشہ لوگوں  
نے خیال کیا کہ ابو الحجاج سے یہ بات بعنوان مزاح کہی ہے لیکن ابو الحجاج نے کہا کہ  
میں نے مزاح نہیں کیا ہے تو لوگوں نے کہا تم نے جلال سے کیسے درس حاصل کیا۔  
ابو الحجاج نے جواب دیا کہ سروی کے زمانے میں ایک شہر میں بیدار تھا تو ایک جلال  
کو دیکھا وہ پائے چرانے پر چڑھنا چاہتا تھا لیکن بار بار گر جاتا۔ میں بیٹھا ہوا شمار

شعہ قافہ التواضع، جزو اول، جہاں مطبوعات دینی ۲۲۲ و ۲۱۳

شعہ ایک مہماہ رنگ کا پر دار کیرا ہوتا ہے، ماہ الفود کے فاصلہ پر بیٹھا ہے۔

فارسی میں اسے سرگین خالطان کہتے ہیں۔

کہتا رہا تو تمام رات میں وہ سانس نہ سوتا، سو فرسوز چڑھا اور گرتا رہا مگر اس نے اپنا  
ارادہ نہ بدلا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا میں نماز صبح پڑھنے کے لئے کمرہ سے  
باہر گیا پھر جب واپس آیا تو دیکھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اور  
چرانے کے قندیل کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر اس سے جو مجھے درس لینا چاہیے تھا میں نے  
وہ حاصل کر لیا۔ اور میں سمجھ گیا کہ جو کام کرنے کے لئے کوشش اور استقامت  
ضروری ہے،

اس موقع پر چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ایک چشمہ پھار سے نکلا تو اچانک اس کے راستے میں ایک پتھر آ گیا۔

۲۔ اس نے اس سخت پتھر سے نرم لپٹے میں کہا کہ مہربانی کر کے مجھے تھوڑا سا  
راستہ دے دینا۔

۳۔ چونکہ خدا اس پتھر کے سر پر منڈلا رہی تھی اس نے چشمہ کو طمانچہ لگا کر کہا  
کہ یہاں سے دور ہو جا۔

۴۔ مجھے خبر سے خبر سے دریاؤں کے سیلاب اپنا جگہ سے نہ جمانے کے تو کون ہے کہ  
تیری وجہ سے میں اپنی ملک چھوڑ دوں۔

۵۔ پتھر کی بات سن کر چشمہ نہ سرد چلا اور مایوس نہ ہوا بلکہ اپنی کوشش مزید جاری  
رکھی پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹا لیا۔

۶۔ وہ نہایت کوشش و انہوشانی کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اور  
راستہ بنا لیا۔

۷۔ تم بھی اگر کوشش کرو تو ہر چیز حاصل کر سکتے ہو۔ اگرچہ اس کا حاصل ہونا  
مشکل ہی کیوں نہ ہو۔

شعہ الکلی، ج ۱، صفحہ ۵۵۔

- ۸۔ جہاں خدا سے امید کے ساتھ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں، کیونکہ مایوسی کا نتیجہ صرف موت ہی ہے۔
- ۴۔ اگر تم اپنے کاموں میں استقلال و استقامت سے کام لو تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

## ۵۹۔ مسلمان کو مستقل مزاج ہونا چاہیے

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں بہتقت کی ان میں سے عبد اللہ بن حذافہ بھی ہیں وہ ہمیشہ ہجرت کر گئے، رومیوں نے انہیں اور کچھ دیگر مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور مذہب نصرانیت قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا، رومیوں نے ایک دینار روغن زیتون گرم کر کے ایک مسلمان سے کہا کہ تم مذہب نصرانیت قبول کر لو ورنہ اسی تیل میں ڈال دیئے جاؤ گے مگر اس نے قبول نہ کیا تو رومیوں نے انہیں دینار میں ڈال دیا، تصویر دی ویر میں اس کا جسم جل گیا اور صرف ہڈیاں دکھائی دینے لگیں پھر عبد اللہ سے بھی دین نصرانیت قبول کرنے کو کہا، انہوں نے انکار کر دیا لوگوں نے کہا انہیں بھی دینار میں ڈال دیا جائے یہ سن کر عبد اللہ نے رونا شروع کر دیا، رومیوں میں سے ایک ضعیف نے کہا یہ خوف کی وجہ سے رو رہا ہے لہذا اسے نہ ڈالو، عبد اللہ نے جواب دیا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس گرم روغن زیتون سے ڈر رہا ہوں تو ایسا ہرگز نہیں، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی جسم دروغ ہے اور تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو، کاش! میرے جسم کے بالوں کی برابر میرے جسم دروغ سے بیوسے لٹینی میں بار بار زندہ کیا جاتا اور راہ خدا میں اسی طرح اپنی جان دیتا، اس وقت تم لوگ مجھے اذیتیں دیتے اور میں خوش ہو کر راہ خدا میں جان دیتا۔

عبد اللہ کی گفتگو سن کر رومیوں کو تعجب ہوا اور وہ عبد اللہ کو آزاد کرنے کی طرف مائل ہو گئے، رومیوں کے سردار نے عبد اللہ سے کہا کہ تم میرا سر جو دم لو تو میں آزاد کروں گا، عبد اللہ نے انکار کر دیا، پھر اس نے کہا تم دین نصرانیت قبول کر لو تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کروں گا اور اپنی سلطنت کا کچھ حصہ بھی تمہیں دوں گا مگر عبد اللہ نے پھر انکار کر دیا تو رومیوں کے سردار نے عبد اللہ سے کہا کہ تم میرا سر جو دم لو تو میں تمہارے ساتھ اتنی مسلمان قیدیوں کو آزاد کروں گا۔ عبد اللہ نے کہا کہ اگر تم اتنی مسلمانوں کو آزاد کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو میں تمہارا سر چومنے کے لئے تیار ہوں یہ کہہ کر رومیوں کے سردار کا سر جو دم لیا تو اس نے عبد اللہ کے ساتھ اتنی مسلمانوں کو آزاد کر دیا جب تمہارے رہا ہو کر مسلمان دینے پہنچے اور عربی خطاب سے ملے تو عمر نے عبد اللہ کا سر جو دم لیا، اصحاب پیغمبر کبھی بھی بطور مزاج عبد اللہ سے کہتے تھے کہ تم نے کافر کا سر جو ما ہے تو وہ جواب میں کہتے کہ خدا نے اسی کے سبب اتنی مسلمانوں کو آزاد کر دیا ہے۔

## ۶۰۔ اس میں اتنی طاقت نہ تھی

شیخ نجباء علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشکول جلد اول ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں کوہ لبنان پر ایک عابد رہتا تھا وہ دن میں روزے رکھتا اور شب و روز عبادت کیا کرتا تھا، شام کے وقت ایک رونی اسے ملتی وہ آدھی رونی انظار میں کھالتا اور آدھی رونی سوکے لئے رکھ دیتا تھا ایک مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا اور عابد پہاڑ پر ہی زندگی بسر کرتا رہا۔

اتفاقاً ایک رات اس کے لئے روئی نائی تو صبح کا پہا اور صبح کے کی وجہ سے اسے نیند میں نہ آئی۔ نماز کے بعد مسلسل انتظار کرتا رہا کہ معمول کے مطابق اس کے لئے روئی آئے مگر اسے کوئی دوسری چیز بھی نہیں آئی تاکہ وہ اسے کھا کر اپنا پیشہ بھر لیتا پہاڑ کے نزدیک ایک توہیر آباد تھا وہاں کے لوگ نصرانی تھے عاید صبح ہوئے ہی پہاڑ سے اتر کر وہاں پہنچا اور ایک نصرانی سے کھانا طلب کیا اس نے عاید کو جو کی دو روٹیاں دے دیں۔ نصرانی کے گھر کے دروازے پر ایک بھوکا کتا بیٹھا تھا وہ عاید کے پیچھے چل دیا اور بھوکنا شروع کر دیا کچھ دور چل کر کہتے نے عاید کا دامن پکڑ لیا عاید نے ایک روئی کتے کے آگے ڈال دی اور خیال کیا کہ وہ اسے کھا کر واپس چلا جائے گا کتے نے وہ روئی کھالی اور دوبارہ عاید کا دامن پکڑ لیا تو عاید نے دوسری روئی بھی کتے کو کھلا دی مگر وہ پھر بھی واپس نہ گیا اور تیسری مرتبہ عاید کا دامن پکڑ کر پھاڑ دیا عاید نے کہا سبحان اللہ! میں نے اتنا بے شرم کتا نہیں دیکھا۔ تیسرے مالک نے مجھے دو روٹیاں دی تھیں جو میں نے تجھے کھلا دیں اسبہ تو کیا چاہتا ہے۔ خدا نے کتے کو موت گویائی دی اور وہ بولا میں بے حیا نہیں ہوں میں اس شخص کے گھر پر ایک مدت سے رہتا ہوں اس کی بکریوں کی حفاظت کرتا ہوں جو کچھ وہ مجھے دیتا ہے میں اسی پر قناعت کر لیتا ہوں کبھی ایسا نہیں ہوتا ہے کہ اسے اپنے لئے بھی کوئی چیز میسر نہیں ہو پاتی تو وہ مجھے بھی کچھ نہیں دینا۔ اس کے باوجود جب سے میں اس کے گھر پر آیا ہوں وہ ایسا نہیں گیا اور اس کے ملاوہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی میری حادث ہے کہ اگر کوئی چیز ملتی ہے تو شکر کرتا ہوں اور اگر کچھ نہیں ملتا تو صبر کر لیتا ہوں لیکن تجھے اگر ایک شب روئی نہ مل سکی تو برداشت نہ کر سکا اور مذاق عالم کا درجہ چھوڑ کر ایک نصرانی کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔ تو نے دوست کو چھوڑ دیا دشمن سے مل گیا

اسبتا کہ بے حیا تو ہے یا میں۔ یہ سن کر عاید اتنا متاثر ہوا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی بلکہ

## ۶۱۔ سخن چین تو بہ کرتا ہے

حضرت صادق نے فرمایا کہ خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ تمہارے اصحاب میں سے ایک صحابی تم پر سخن چینی کرتا ہے تم اس سے پرہیز کرنا۔ موسیٰ نے عرض کیا پرہیز کیا کر میں اسے نہیں پہچانتا، تو اسے پہچانوادے خدا نے فرمایا۔ موسیٰ! میں اس کے لئے تمہیں گویا پتھر نہیں سمجھتا تو کیسے پہچانواؤں، کیا تم چاہتے ہو کہ میں خود اس پر سخن چینی کروں۔ موسیٰ نے عرض کیا پھر میں اسے کیسے پہچانوں؟

وحی ہوئی تم اپنے اصحاب کو دس، دس کے جہا کر دو پھر ان میں قرعہ اندازی کرو، جن لوگوں میں سے وہ شخص ہو گا تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ جناب موسیٰ نے یہ کام انجام دیا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ قرعہ درست نکلا ہے اور اس کے رسوا ہونے کا وقت قریب ہے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا موسیٰ! جس شخص کی تمہیں تلاش ہے وہ میں ہوں۔ لیکن خدا کی قسم! اسے ایسا کام ہرگز نہ کروں گا۔

جہاں السادات جلد دوم ص ۳۳ پر یہ روایت اس طرح نقل کی گئی ہے کہ کہ ایک مال بنی اسرائیل میں قویلا پڑا حضرت موسیٰ نے چند مرتبہ نماز استسقاء پڑھی کہ خدا سے ہارش کی دعا کی مگر بارش نہ ہوئی اور موسیٰ کو وحی ہوئی کہ تمہارے اصحاب میں ایک شخص غیبت کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے لہذا تمہاری دعا

۱۔ مشکوٰۃ۔ شیخ مبارک اول۔ ص ۳۳

۲۔ بارالانوار۔ منبع اخوندی جلد ۱۲ ص ۳۵



قبول نہیں کروں گا۔ موسیٰ نے عرض کیا وہ کون شخص ہے؟ خدا نے ارشاد فرمایا۔  
موسیٰ! میں غیبت سے لوگوں کو منع کرتا ہوں تو خود کیسے غیبت کروں تم  
اپنے اصحاب سے کہو کہ سب توبہ کریں تاکہ ان کی دعا قبول ہو سکے۔ لوگوں  
نے توبہ کی تو خدا نے پانی برسایا۔

## ۶۲۔ قیامت میں غیبت کی سزا

شیخ بجا علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کشکول جلد اول صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ ایک  
روز ایک جگہ میرا ذکر ہوا تو حاضرین میں سے ایک شخص جو مجھ سے دوستی و  
محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھا میری غیبت کرنے لگا اور غیر مناسب باتیں میری  
طرف منسوب کرنے لگا۔ اس کے پیش نظر خداوند عالم کا یہ قول نہ تھا راہب...  
افیدہ مینا، یعنی کیا تم لوگ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتے ہو؟ اگر پسند  
نہیں کرتے تو غیبت بھی نہ کرو۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھے تمام واقعوں کی لگائے  
میں چکی ہے تو اس نے بہت طوعانی خط مجھے لکھا اس میں میری رضایت اور اپنے  
لئے معافی چاہی۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے میرے پاس جو ہدیہ بھیجا  
ہے۔ خدا تمہیں اس کا بدلہ دے کیونکہ تمہارے ہدیہ سے قیامت میں میری نیکیوں کا  
بد بھاری رہے گا۔ زعفران دینا..... انت مندہ بری، حضرت رسول اکرم  
سے روایت ہے آپ نے فرمایا روز قیامت ایک شخص کو تمام حساب میں لایا جائے  
گا تو اس کے نیک اعمال میزان کے ایک طرف اور برے اعمال دوسری طرف  
رکھ دیئے جائیں گے اس کے گناہوں کا پل وزن فی ہوگا اس وقت ایک دروازہ کاندہ  
اس کی نیکیوں کی طرف رکھ دیا جائے گا فوراً اس کے اچھے اعمال برے اعمال  
سے زیادہ ہو جائیں گے تو وہ عرض کرے گا پروردگار! میرے تمام نیک اعمال

تو میزان میں موجود تھے یہ دروازہ کیسا؟ میں نے تو ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا  
ہے۔ جواب آئے گا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی۔

یہ حدیث مجھے زبانی شیخ بہا کو، تبارا شکر یہ ادا کرنے کی طرف متوجہ  
کرتی ہے۔ کیونکہ تم نے مجھے ایک چیز دی ہے حالانکہ اگر تم میرے سامنے ایسا  
کوئی کام یا اس سے بھی بدتر کرتے تو میں نہیں کوئی جواب دیتا بلکہ معاف  
کر دیتا۔ اور اس چند روزہ زندگی میں بھی تیرے ساتھ وفا کرتا۔ اس کے بعد  
انہوں نے اپنے یہ اشعار لکھے۔

ترجمہ :- ۱۔ ہماری تو عادت کسی کو ستانے کی نہیں ہے لیکن اگر ہمیں کوئی ستانے  
جب بھی ہم کسی سے نہیں کہتے ہیں۔

۲۔ اور اگر ہماری بنیاد صبر سے دھواں نکلنے لگے تو ہماری فریاد سے آگ نہ  
برسے گی۔

۳۔ روزِ بزمِ سعید یہ خاطر ایک ہی سجدہ میں ظالم کی بنیادیں منہدم کر سکتے ہیں۔

۴۔ اگر بادِ سحر کو ہم اہوازت دے دیں تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو  
زیر و زبر کر دیں۔ (شیخ بہا علیہ الرحمۃ)

## ۶۳۔ ہم اپنے بھائیوں کا گوشت نہ کھائیں

پیغمبر اکرم نے ایک روز حکم دیا کہ سب مسلمان روزہ رکھیں اور جب تک  
اہوازت نہیں دی جائے انظار نہ کریں۔ شام کو ایک شخص نے آکر عرض کیا  
یا رسول اللہ! ہم اب تک روزہ سے تھے کیا اب انظار کر سکتے ہیں؟ جو پوچھتا  
آنحضرت انظار کی اہوازت دے دیتے تھے۔

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میرے خاندان کی دو لڑکیوں نے روزہ

رکھا جائے لیکن انہیں آپ کے پاس آتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے آپ انہیں  
اظہار کی اجازت دیتے ہیں؟ یہ سن کر رسول اسلام نے اس کی طرف سے رخ موڑ  
لیا اس نے دوسری مرتبہ عرض کیا مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی جب اس شخص  
کے تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے اجازت مانگ رہے ہو؟ وہ روزہ  
سے ہی نہیں تھیں جو صبح سے برابر لوگوں کا گوشت کھا رہا ہو وہ کیسے روزہ سے رہ  
سکتا ہے؟ ہاں ان سے کہہ دو کہ اگر روزہ سے تھیں تو فارغ ہوں۔

اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلام کا حکم پہنچا دیا لڑکیوں نے جب تمہاری  
تو دونوں کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلام  
سے واقعہ بیان کیا حضور نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری  
جان ہے اگر وہ ٹکڑے ان کے منہ میں رہ جاتے تو آتش جہنم انہیں گھیر لیتی۔

## ۶۴۔ اس نے غیبت کرنے والے کو سزا دی

حضرت صادق نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام  
سے عرض کیا کہ فلاں شخص کچھ ناجائز باتیں آپ کی طرف منسوب کرتا ہے کہہ رہا تھا  
کہ آپ دین میں برکت قائم کرنے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں امام نے  
فرمایا تم نے اس کی ہنشین کا حق ادا نہ کیا کیونکہ اس کی باتیں مجھ سے بیان کر دین  
اور میرا بھی حق ادا نہ کیا کیونکہ میں جو باتیں اپنے ایک صحابی سے متعلق نہیں جانتا تھا  
وہ تم نے مجھ سے بیان کر دیں یہ دونوں ایک روز مر جانیں گے اور مجھ میں ایک  
دوسرے سے ملاقات کریں گے تو خدا سوال کرے گا کہ تم نے کیوں غیبت کی؟ تم

غیبت سے بچتے رہو۔ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے رضنا تمہیں اس بات کی  
طرف بھی متوجہ رہنا چاہیے کہ جو لوگوں کے عیوب زیادہ بیان کرتا ہے وہ اپنے  
عیوب لوگوں میں بہت زیادہ تلاش کرتا ہے۔

علقہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کس شخص  
کی گواہی قبول ہو سکتی ہے اور کس کی قبول نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو فطرت اسلام  
رکھتا ہو اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ جو لوگ گناہوں سے  
نزدیک ہوں ان کی گواہی قبول ہو سکتی ہے؟  
امام نے فرمایا۔

علقہ، اگر ان لوگوں کی شہادت قبول نہ ہو تو انبیاء و اولیاء کے علاوہ  
کسی کی شہادت قبول نہ ہونی چاہیے کیونکہ وہ فقط معصوم ہیں جس شخص کو تم  
اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہوئے دیکھو یا اس کے گناہ کی دو عادل گواہی  
دیں وہ صاحب عدالت ہے اور اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ اس کے رموز و  
اسرار کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اگرچہ وہ خدا کا معصیت کار ہو۔ جو شخص ایسے  
شخص کی غیبت کرے تو جو چیز اس میں پائی جاتی ہے اس کے سبب رخصت  
..... الشیطان، وہ خدا کی دوستی سے خارق ہو جاتا ہے اور شیطان کی دوستی  
میں داخل ہو جاتا ہے۔

میرے والد ماجد نے اپنے آباء اجداد سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام سے  
نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی غیبت کرتا ہے  
تو خدا راقطعت..... العصیرا عصمت ایمان کو جو کہ مومنین کے  
حقوق کی محافظ ہے ان دونوں کے درمیان سے ختم کر دیتا ہے اور غیبت کرنے

## ۶۵۔ خدا کے علاوہ کسی پر سبھروسہ نہ کرو

حضرت صادقؑ آل محمد نے فرمایا کہ جب جناب یوسفؑ کو قید کر دیا گیا تو خدا نے ان پر تعبیر خواب نازل فرمائی۔ وہاں فرمادی تھی۔ جناب یوسفؑ لوگوں کو خواب کی تعبیر بتاتے تھے۔ ہر روز جناب یوسفؑ گرفتار ہوئے تھے اسی روز دو جوان بھی گرفتار کئے گئے تھے دوسرے روز صبح کو انہوں نے یوسفؑ کے پاس آکر عرض کیا ہم نے رات خواب دیکھا ہے ہمیں تعبیر بتائیے۔ جناب یوسفؑ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟

ایک نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ تھوڑی روٹی میں اپنے سر پر رکھ کر لے جا رہا ہوں اور اسے پرندے کھا رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ انگوٹھ چھڑ رہا ہوں۔ جناب یوسفؑ نے ان دونوں کے جواب میں فرمایا میں ایسی تعبیر بیان کروں گا کہ کھانا کھانے سے پہلے اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی تم میں سے ایک تو بادشاہ کا ساقی بنے گا اور اسے شراب پلانے کا لیکن دوسرا توشہ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔ پرندے اس کے سر پر بیٹھ کر اس کا مغز کھانے لگے جس سے جناب یوسفؑ نے کہا تھا کہ تجھے دار پر لٹکایا جائے گا اس نے کہا میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ آپ سے یوں چھوٹ کہہ دیا تھا۔ جناب یوسفؑ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ پوچھا یا وہ گنہگار اب چھوٹ اور سچ اس میں فائدہ نہیں رکھتا۔ تم نے جو کچھ بیان کر دیا وہی ہوگا رشم قال۔

پھر جس شخص کے آزاد ہونے کی امید تھی جناب یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ سے میرا بھی تذکرہ کرنا لیکن وہ دوسرا شیطانی کے سبب بھول گیا اور یوسفؑ کا تذکرہ بادشاہ سے نہ کیا۔ سات سال مزید قید میں رہے کیونکہ اس وقت وہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور دوسرے پر اعتماد کیا۔ خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ تمہیں وہ خواب کس نے دکھایا تھا؟ اور کس نے تمہاری صحبت یہ یعقوب کے دل میں جاگزیں کر دی تھی۔ جناب یوسفؑ نے عرض کیا سپرد و کارا! وہ تیری ہی ذات ہے۔ خدا نے پھر فرمایا کہ اس قافلہ کو کنوئیں کے پاس کس نے بھیجا؟ اور تمہیں وہ دعا کس نے بتائی جس کے سبب تم کنوئیں سے باہر نکلے؟ یوسفؑ نے جواب دیا خدا یا تیری ذات ہے۔ خدا نے پوچھا یوسفؑ! جب لوگوں نے تمہیں زینجا کے بندے میں تہمت لگائی تو کس نے بچے کو زبان عطا کر کے تمہیں نجات دلائی؟ یوسفؑ نے کہا معبود تو نے ہی یہ کام بھی انجام دیا۔ خدا نے پھر پوچھا کہ تمہیں وزیر مصر کی جوی اور دوسری تمام عورتوں کے مکر و میندے کس نے بچایا؟ یوسفؑ نے کہا تو نے رقال تکلیف..... المسجن، خدا نے فرمایا کہ اس وقت تم نے دوسروں سے کیوں ہناہ مانگی۔ مجھ سے کیوں درخواست نہ کی تاکہ میں تمہیں زندان سے رہا کر دیتا۔ تم نے میرے ایک بندے سے خواہش کی کہ وہ ایک ایسے شخص سے ہمویرے اختیار میں ہے تمہارے سفارش کرے۔ تم نے چونکہ ایک بندے کو دوسرے بندے کے پاس بھیجا ہے لہذا اب مزید سات سال تک قید میں رہو۔

جناب یوسفؑ نے اپنے بھائی بنیامین کو قید کر دیا تو جناب یعقوب نے خدا کھا اور خواہش کی کہ وہ بنیامین کو آزاد کر دیں اس خط میں فراق یوسفؑ میں

ریخ و غم میں مبتلا ہونے کی شکایت لکھی جب پسران یعقوب وہ خط لے کر مصر کی طرف چلے گئے تو خبر نہیں تھی کہ یعقوب سے فرمایا کہ تمہارا پروردگار کہتا ہے جن مصیبتوں کی شکایت تم نے عزیز مصر کو لکھی ہے تمہیں کس نے ان مصائب میں مبتلا کیا؟ یعقوب نے کہا کہ خدا یا تو نے ہی تنبیہا مجھے اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا میرے علاوہ کسی کوئی تمہاری پریشانیوں کو دور کر سکتا ہے یعقوب نے کہا نہیں۔ تو خدا نے کہا پھر تم نے اپنی مصیبتوں کی شکایت دوسرے سے کیوں کی۔ تمہیں ایک بندے سے شکایت کرتے ہوئے شرم نہ محسوس ہوئی۔ یعقوب نے کہا خدا یا میں استغفار کرتا ہوں۔ وحی ہوئی کہ جو مصیبتیں تمہیں اٹھانا تھیں وہ اٹھا چکے لیکن اگر ابتدائے مصائب میں ہی تم میری طرف متوجہ رہتے اور استغفار کرتے تو حالانکہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے لئے معین کر دیا تھا۔ تو معاف کر دیتا لیکن شیطان نے تمہیں میری یاد سے غافل رکھا۔ یعقوب نے کہا میں یوسف اور اس کے بھائی کو تم سے ملاؤں گا تمہاری دولت اور طاقت جسمانی جو کم ہو گئی ہے پھر واپس دے دوں گا۔ تمہیں موت بھارت بھی عطا کروں گا یہ سب کچھ نوحیوں ایک تشبیہ تھی بلکہ

## ۶۶۔ ہمیں مصیبت کے وقت کس پناہ مانگنا چاہیے

محمد بن مہران کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بہت زیادہ تنگ دستی میں مبتلا ہو گیا ایسے وقت میں دوست ہی گریز کرنے گئے ہیں کافی رقم کا مفروضہ بھی تھا اور لوگ برابر اپنا پیسہ مانگتے تھے دینے کا حکم اس وقت حسن بن زید تھا

ایک روز میں اس سے مالی امداد حاصل کرنے کی عرض سے گھر سے نکلا۔ راستے میں میری ملاقات محمد بن عبد اللہ بن علی بن الحسین سے ہو گئی۔ انہیں میری تنگ دستی کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں جاننا ہوں کہ تم کس قصہ سے گھر سے نکلے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کس کے پاس اپنی مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا حسن بن زید، حاکم مدینہ کے پاس جا رہا ہوں محمد بن عبد اللہ نے کہا اگر تم وہاں جا رہے ہو تو تمہاری حاجت اچھی نہیں ہو گی تم اس ذات سے اپنی حاجت طلب کرو جو کہیم تہذیب ہے اور اس امر پر اسے قدرت بھی حاصل ہے جو کچھ تمہیں مانگنا ہے اسی سے مانگو۔ میں نے لپٹنے پچا زاد بھائی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اچھے آباء و اجداد سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے ایک نبی پر وحی کی کہ رو عزت و جلال..... تم میرا قبیلہ، میری عزت و جلال کی قسم! جو میرے علاوہ کسی اور سے امید لگائے گا اسے ناامید رکھوں گا اور اسے دولت اور خوارگی کا لباس جنہم میں پہنائوں گا اپنی عطا و بخشش سے دور رکھوں گا میرا بندہ مصیبت میں دوسروں سے امید رکھے حالانکہ مصیبتیں میرے ہاتھ میں ہیں؟ یا دوسروں سے دل بستگی کرے۔ حالانکہ میں بے نیاز اور کہیم ہوں۔ تمام بند دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں لیکن جو حصے پکارتا ہے اس کے لئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ کیا لوگ نہیں جانتے کہ اگر ان پر کوئی مصیبت آجائے تو میرے علاوہ اسے کوئی دور نہیں کر سکتا آخر کیوں میرے علاوہ کسی دوسرے سے امید رکھتا ہے حالانکہ میں نے اپنی عطا و بخشش سے اسے مانگنے سے پہلے ہی عطا کیا اب وہ مجھ سے روگراں ہو گیا اور التماس نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگوں سے درخواست کرتا ہے جس کا پروردگار ہوں

اسے مانگے سے پہلے ہی دے دیتا ہوں تو کیا اگر وہ سوال کرے تو کیا میں نہ دوں گا؟ اس نے اٹھتیاہ کیا ہے کیا دنیا و آخرت کی سزا تو میں میرے ہی ہاتھ میں ہیں؟ اگر ساتوں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے تمام لوگ اگر مجھ سے کچھ مانگیں اور میں ان کی تمام حاجتیں پوری کروں تو پھر گیس کی برابر میری حکومت و اقتدار میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اس مالک میں کیسے کمی واقع ہو سکتی ہے جس کا میں مالک ہوں۔ وہ شخص بد بخت ہے جو میری نافرمانی کرے اور پھر مجھ سے عزت نہ چاہے۔

## ۶۶۔ ہمیں صرف خدا سے دعا مانگنا چاہیے

جب قوم نمرود نے بتوں کو گرانے کے جرم میں جناب ابراہیم کو گرفتار کر لیا تو نمرود نے آپ کی سزا کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ حق تعالیٰ..... فاعلمین، ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ نمرود کو یہ رائے پسند آئی۔ ابراہیم کو قید کر دیا گیا تاکہ آگ جلائے کے وساں اور مقدمات فراہم ہو سکیں۔ ایک مدت تک قوم نمرود نے لکڑیاں بھجائیں ابراہیم کو نذر آتش کرنا ان کی نظر میں اتنا زیادہ اہم تھا کہ اگر کوئی مریض ہو جاتا تو قیامت کرتا تھا کہ اس کے مال سے فلاں مقدار میں ابراہیم کو جلائے کے لئے ایندھن خریدیں یا عورتیں اون بنائیں تو اس کا پیرہ آگ جلائے کے منتظم کو دے دیں۔ انہوں نے اتنی زیادہ آگ جلائی کہ پرندہ بھی اس کے اوپر سے نہیں گذر سکتا تھا۔

نمرود کے حکم سے، لوگوں نے ایک بلند عمارت بنائی تاکہ نمرود اس پر بیٹھ کر ابراہیم کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ جب کو فو کے قریب نہر کوٹھا

کے کنارے آگ جلائی گئی اور اس کے شعلے بلند ہوئے تو حرارت اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ خود وہ لوگ ابراہیم کو آگ میں ڈالنے سے عاجز ہو گئے۔

شیطان نے انہیں بتایا کہ ایک منجھتیق بنا میں اور اس کے ذریعے ابراہیم کو آگ میں ڈال دوں لوگوں نے ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا۔ نمرود اپنی جگہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ پوری کائنات میں ٹپٹل مچ گئی۔ دنیا کی ہر شے نہ بان حال سے خدا کی بارگاہ میں شکوہ کر رہی تھی زمین نے کہا خدا یا ابراہیم کے سوا مجھ پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تجھے پسند ہے کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے؟ ملائکہ نے عرض کیا پیروردگار! تیرے خلیل کو لوگ آگ میں ڈال رہے ہیں، خدا نے جواب دیا کہ اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں حاجت روائی کروں گا جبرئیل نے عرض کیا خدا یا! ابراہیم کے علاوہ روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہیں ہے۔ لوگ اسے آگ میں ڈال رہے ہیں۔ جواب ملا خاموش ہو جا۔ جو ہندہ تیری طرح گھر سے میں بلا تاخیر جس وقت چاہوں اسے نجات دوں۔ مجھے پکارو تو میں اس کا جواب دوں گا۔

اس وقت جبرئیل نے آکر ابراہیم سے کہا ابراہیم! تمہاری کوئی حاجت ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا راجا..... الوکیل، مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ خدا ہی میرے لئے کافی ہے اور وہ ہی میرا مددگار ہے۔

میکائیل نے آکر عرض کیا ابراہیم میرے اختیار میں پانی ہے اس کے ذریعے آگ بجھا دوں؟ ابراہیم نے کہا نہیں۔ ہوا پر مومن فرشتے نے آکر کہا ابراہیم اگر کہو تو اہی ایک طوفان آجائے اور یہ قلم آگ پر لکھ دے جو جائے۔ ابراہیم نے کہا نہیں۔ پھر جبرئیل نے عرض کیا ابراہیم! خدا سے التماس کرو کہ وہ تمہیں نجات دے لے فقال..... جلالی، ابراہیم نے کہا میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ مجھے

اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم نے دست نیاز بلند کر کے کہا یا اللہ...  
 برحمتہ تو خدا نے آگ سے فرمایا (کوئی برہا) اسے آگ! ٹھنڈی ہو گیا۔  
 آگ اتنی ٹھنڈی ہو گئی کہ سردی کی وجہ سے ابراہیم کے دانت بیٹنے لگے۔ خدا نے  
 پھر فرمایا اسلحا علیہ ابراہیم، ابراہیم کے لئے باعث سلامتی بن جا۔ تو آگ سہل  
 حالت میں سرد ہو گئی۔ جبریل آگ میں آکر ابراہیم سے گفتگو کرنے لگے۔ سرود  
 نے دیکھا ابراہیم بیٹھے ہوئے اطمینان کے ساتھ ایک آدمی سے گفتگو کر رہے ہیں  
 رفسطر ابراہیم..... ابراہیم! سنہ  
 یہ دیکھ کر سرود نے کہا اگر کوئی کسی کو اپنا معبود بنانا چاہے تو وہ ابراہیم  
 کے خدا کو اپنا پروردگار بنا لے۔

## ۶۸۔ حضرت موسیٰ نے پتھر میں کیا دیکھا؟

ایک روز ملک الموت جناب موسیٰ کے پاس آئے۔ ملک الموت کو  
 دیکھتے ہی جناب موسیٰ نے پوچھا تم کیوں آئے ہو۔ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے  
 ہو یا میری روح قبض کرنے کے لئے آئے ہو؟ ملک الموت نے جواب دیا  
 آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ جناب موسیٰ نے اپنی والدہ اور  
 بچوں سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ ملک الموت نے کہا مجھے اتنی  
 مہلت کی اجازت نہیں دی گئی ہے جناب موسیٰ نے ایک سجدہ کرنے کی مہلت

۱۔ اس داستان میں چند روایات سے استفادہ کیا گیا۔ مبارک ۱۵۔ ۲۰۳

۲۔ باب نرو آمدن ملائکہ برای نجات ابراہیم، سفینہ ج ۲۔ ۶۹۔

مائی ملک الموت نے اجازت دے دی تو جناب موسیٰ نے سجدہ میں نما کر  
 عرض کیا پروردگار! ملک الموت کو حکم دے کہ وہ مجھے میری والدہ اور بچوں  
 سے ملنے کی اجازت دے دے۔ خدا نے عزرائیل کو حکم دیا کہ موسیٰ کی روح قبض  
 کرنے میں تاخیر کرے تاکہ وہ اپنے بچوں اور والدہ سے ملاقات کر سکے۔ جناب  
 موسیٰ نے اپنی والدہ کے پاس آکر عرض کیا کہ مادر گرامی! مجھے بخشش دیں۔ مجھے  
 ایک سفر بخشش ہے۔ مادر موسیٰ نے پوچھا کہاں کا سفر ہے؟ کہا سفر آخرت۔  
 مادر موسیٰ نے روناشروع کر دیا جناب موسیٰ اپنی والدہ سے رخصت ہو کر اپنے بچوں  
 بچوں کے پاس آئے اور ان سب سے بھی رخصت ہوئے۔ جناب موسیٰ اپنے چھوٹے  
 بچے سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اس نے جناب موسیٰ کا دامن پکڑ کر زار و قطار رونا  
 شروع کر دیا تو حضرت موسیٰ نے بھی برداشت نہ ہو سکا چنانچہ وہ بھی گریہ کرنے  
 لگے۔ خدا نے پوچھا موسیٰ! تم ہمارے پاس آئے وقت اتنا زیادہ کیوں رو رہے ہو؟  
 موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! میں اپنے بچے کی وجہ سے رورہا ہوں کیونکہ ان  
 سے بہت محبت کرتا ہوں تو خدا نے فرمایا موسیٰ! اپنا عصاب دریا پر مارو۔  
 جناب موسیٰ نے دریا پر عصاب مارا تو شگاف پیدا ہو گیا اور ایک سفید پتھر  
 دکھائی دینے لگا جناب موسیٰ نے دیکھا پتھر میں ایک چھوٹا سا کپڑا ہے اور اس کے  
 منہ میں سبز پتہ ہے۔ کپڑا اس پتے کو گھارا ہے۔ وحی ہوئی موسیٰ! اس دریا کے  
 اندر پتھر کے درمیان رہنے والے اس چھوٹے کپڑے کو میں فراموش نہیں کرتا تو کیا  
 تمہارے بچوں کو بھول سکتا ہوں۔ مصلحین رہو میں ان کی بہترین حفاظت کرنے والا  
 ہوں۔ موسیٰ نے ملک الموت سے کہا تم اپنا کام انجام دو۔ ملک الموت نے جناب موسیٰ  
 کی روح قبض کر لی۔

۱۔ تہذیب النبی، ۲۰۳۔

## ۶۹. علاجِ مہی اور توکل بھی

جناب موسیٰ بن عمران بیمار پڑے تو بنی اسرائیل ان کی عبادت کے لئے آئے لوگوں نے ان کے مرض کی تحقیق کے بعد کہا اگر نولاں گھاس سے آپ اپنا علاج کریں تو مرض دور ہو جائے گا (قال لا اتعاویں..... غیر دوا) جناب موسیٰ نے فرمایا میں دوا استعمال نہ کروں گا خدا مجھے بغیر دوا کے نجات دے گا جناب موسیٰ ایک مدت تک مریض رہے، پھر وحی ہوئی کہ میری عزت و جلال کی قسم میں اس وقت تک تمہیں شفا نہ دوں گا جب تک کہ تم اس دوا کے ذریعے جو بنی اسرائیل نے بنائی ہے اپنا علاج نہ کرو گے۔

جناب موسیٰ نے لوگوں کو بلا کر وہ دوا انگوانی، علاج کے کچھ ہی دن بعد موسیٰ کو شفا مل گئی، مگر وہ اپنے قول پر دل ہی دل میں خدا سے ٹور رہے تھے تو خدا نے فرمایا (اروت..... منافع الاشیاء) موسیٰ کیا تم اپنے توکل کے سبب میری مخلوق کے رموز و اسرار کو ختم کرنا چاہتے ہو؟ میرے علاوہ کس نے یہ شہرے شہرے قدمے اس گیارہ میں قرار دیئے ہیں۔

## ۷۰۔ جو لوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں

انصف بن عیس نے کہا کہ ایک روز میں نے اپنے چچا معصوم سے اپنا رول بیان کیا تو اس نے میری بہت سزائش کی اور کہا بیشا اگر کس مصیبت کے وقت تم نے اپنے حالات کسی شخص کو سنائے تو وہ حمال سے قتالی نہیں یا تو وہ شخص تمہارا

دوست ہو گا تو سن کر رنجیدہ ہو گا یا دشمن ہو گا تو سن کر خوش ہو جائے گا۔ اپنی پریشانی مخلوق کے سامنے بیان نہ کرو وہ تو خود ہی اسے برطرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتی بلکہ جس نے تمہیں اس پریشانی میں مبتلا کیا ہے اس سے شکایت کرو اور وہی تمہاری پریشانی دور کر سکتا ہے۔ بیشا چالیس سال سے میری ایک آنکھ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میری بیوی بھی نہیں جانتی کہ میری ایک آنکھ خراب ہے۔

## ۷۱۔ عمل میں خلوص

جب عمرو بن عبدود جو کہ ایک ہزار مردان جنگ جو کہ سزا بردار تھا انھیں جنگ حزاب میں مبارز طلب کر رہا تھا تو اس سے مقابلے کے لئے مسلمانوں میں کوئی ہرانت نہیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے خدمتِ نبویہ اسلام میں آئے اور جنگ کی اجازت چاہی پیغمبر نے فرمایا (عظا عمرو بن عبدود) یہ عمرو بن عبدود ہے علیؑ نے عرض کیا (روانا علی بن ابی طالب) میں بھی علی بن ابی طالب ہوں جب علیؑ میدان جنگ کی طرف مرو کے مقابلے کے لئے چلے تو حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا (برزہ الاسلام کلہ انی الکفر کلہ) تمام اسلام تمام کفر کے مقابل ہے اور اسی وجہ سے جنگ حزاب میں رسولؐ نے فرمایا (تربیتہ علیؑ) وہم اللہ حق افضل من مبادقہ الشقیلین) جنگ ہندقی میں علیؑ کی ایک حضرت جن و انس کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ تمام مسلمین اور اسلام اس حضرت کے منون کر رہے ہیں جس کے ذریعے علیؑ نے عمرو بن عبدود پر فتح پائی۔

اس حساس ترین موقع پر علیؑ نے جب عمرو کو زیر کیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوئے تو مسلمان چلانے لگے اور رسول اسلامؐ سے گہرے تھے کہ یا رسول اللہ! علیؑ سے کہئے کہ عمرو کو قتل کرنے میں مہدی کریں۔

اور پیغمبر فرماتے تھے کہ علیؑ کو ان کی مرضی کے مطابق جنگ کرنے دو۔ وہ اپنے کاموں میں دوسروں سے زیادہ والا اور با فہم ہیں جب علیؑ نے عمرو کا سر جدا کر دیا تو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا علیؑ! تم نے عمرو کا سر جدا کرنے میں کیوں توقف کیا؟ علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جب میں نے اسے زینت پر گرا دیا تو اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی، تو مجھے غصہ آ گیا۔ لہذا میں اس بات سے ڈرا کہ اگر میں اسے اس حال میں قتل کر دوں تو ایسا نہ ہو کہ میرا یہ عمل تسی خاطر اور تفسنی نفس کے لئے ہو۔ چونکہ اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی تھی لہذا میں کھڑا رہا یہاں تک کہ میرا غصہ ختم ہو گیا تو میں نے اطاعت و رضائے انہی کی خاطر اس کا سر جدا کر دیا۔ ۱۱۸

## ۶۲۔ عمل خالص کا اثر

بنی اسرائیل کے بعض لوگ ایک درخت کی کچھ مدت سے عبادت کر رہے تھے۔ اس درخت کے قریب ہی ایک عابد رہتا تھا۔ ایک روز اس نے ایک تیر اٹھایا اور درخت کاٹنے کے لئے گیا۔ راستے میں اسے شیطان ملا اور کہا تم ایسا کام کیوں کرنا چاہتے ہو جس سے تیرا کوئی فائدہ نہ ہو اور ایک بے فائدہ کام کے لئے تم نے عبادت چھوڑ دی ہے۔ شیطان عابد کو مستحق ورنہ ہانتھا۔ آخر کار فساد کی

نوبت آگئی۔ عابد اور شیطان نے ایک دوسرے کا گریبان کپڑا لیا۔ لیکن عابد نے جلد ہی شیطان پر غلبہ پالیا اور اس کے سینہ پر چڑھ گیا۔

شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک مشورہ دوں گا اگر تمہیں پسند نہ آ یا تو جو تمہارا دل چاہے وہ کرنا۔ عابد نے کہا کیا مشورہ دینا چاہتا ہے؟ شیطان نے کہا جو کہ تو ایک حاجت مند آدمی ہے۔ لہذا میں روزانہ تیرے لئے دو دینار دیا کروں گا تاکہ تیرے اخراجات میں کوئی پریشانی نہ ہو اور دوسرے حاجت مند افراد پر بھی تو اتفاق کر سکتے۔ درخت کاٹنے سے اس مشورہ کو قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اگر تم اس بات پر راضی ہو تو تمہیں روزانہ دو دینار تمہارے بچے کے نیچے سے ملتے رہیں گے۔

عابد نے شیطان کی بات قبول کر لی اور واپس چلا گیا۔ قرار داد کے مطابق وہ روزانہ اسے دو دینار ملتے۔ لیکن تیسرے روز وہ تلاش کرتا رہا مگر کچھ نہ ملا۔ عابد نے درخت کاٹنے کے لئے دوبارہ تیراٹھایا راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہو گئی اس مرتبہ پھر دونوں نے نزاع ہو مگر اس دفعہ عابد زمین پر گر پڑا اور شیطان اس کے سینہ پر سوار ہو گیا اور کہا اگر تم اپنا درخت کاٹنے کا ارادہ نہیں بدلتے تو میں ابھی قتل کر دوں گا۔ عابد نے اس سے صفو کی خواہش کی اور پوچھا کیا وجہ ہے پہلے تو مغلوب ہو گئے تھے اور اب مجھ پر غالب ہو گئے۔ شیطان نے کہا جو تکبر پہلے مرتبہ خلوص نیت کے ساتھ خوشنودی خدا کی خاطر آئے تھے لہذا مجھے مغلوب کر دیا تھا پھر تک خدا کے خاص بندوں پر ہمارا ایس نہیں چلتا۔ لیکن دوسری مرتبہ تم دینار کی وجہ سے آئے ہو اسی وجہ سے مغلوب ہو گئے۔ ۱۱۹



## ۳۔ نخلوص کے مطابق بدلہ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں کفار کے ساتھ جنگ کے ارادے سے گھر سے نکلا راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہو گئی۔ وہ بیٹھا ہوا تو بروہ تھیا جس میں مسافر گھوڑے کے لئے چھارہ رکھ کر چلتے تھے اور کھلتے وقت گھوڑے کے منہ پر باہر دیتے تھے نتیجہ ہاتھ میرے دل میں خیال آیا کہ پھر یہ ہے کہ میں اس توبرہ کو خرید کر استفادہ کروں اور جب فلاں جگہ پہنچوں گا تو نہ یا وہ قیمت پر فروخت کر دوں گا۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا۔ مجاہدین کے نام لکھو۔ تو اس نے لکھنا شروع کیا تو پہلے فرشتے نے کہا لکھو فلاں شخص تماشہ کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ دوسرے کے لئے کہا لکھو وہ تجارت کے لئے آیا ہے تمیرے کے بارے میں کہا لکھو کہ وہ ریاکاری اور خود نمائی کی غرض سے آیا ہے پھر جب میری باری آئی تو کہا لکھو یہ بھی تجارت کے لئے آیا ہے۔ یہ سن کر میں نے روناشروع کر دیا اور کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جس کی تجارت کر سکوں میرے بارے میں تم پھر غور کرو۔ تو فرشتے نے کہا کیا تم سے یہ توبرہ فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے نہیں خریدیا؟

میں نے کہا میں تاجر نہیں ہوں۔ میرا مقصد تو جہاد و تقاہ تجارت نہیں۔ یہ کہہ کر میں نے پھر روناشروع کر دیا۔ تو اس نے دوسرے فرشتے سے کہا کہ اس طرح لکھو کہ یہ شخص جہاد کے لئے آیا تھا لیکن راستے میں ایک توبرہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے خرید لیا تھا۔ اب خدا جو چاہے گا اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔

لے نزہۃ العیاش ۱ ج ۱۔ ۵۰

## ۴۔ ایک عملی حاصل و نبرہوں مخلوط عمل

کتاب ولہ السلام میں خزانہ نذاتی سے نقل کیا گیا ہے کہ خاتون آباد کے ایک عالم بزرگوار جو کہ غالباً علامہ مجلسی کے داماد تھے۔ کہتے ہیں جب علامہ مجلسی کے انتقال کے بعد ایک سال گذر گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے شکایت کی کہ طے یہ ہوا تھا کہ آپ جلد خواب میں آئیں، اتنی دیر کیوں لگائی؟ علامہ نے جواب دیا کہ کچھ گرفتاریوں اور مشغولیت کی بنا پر تاخیر ہوئی۔ اب مجھے فرصت ملی ہے۔ جب میں نے ان کے حالات معلوم کئے تو کہا کہ جب مجھے بارگاہ پروردگار میں پہنچایا گیا تو میں نے ایک آواز سنی کہ تم کیا لاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرا نے اپنی پوری زندگی روایات و اخبار اور تفسیر قرآن کی تصنیف و تالیف میں بسر کر دی جو اب ملا درست ہے لیکن تم اول کتاب میں اپنے وقت کے سلاطین کے نام لکھتے تھے اور اس بات پر بہت خوش ہوتے تھے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔ تمہاری محنتوں کا اجر و ثواب لوگوں کی تعریفیں اور سلاطین کی خوشنودی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی زندگی امامت و نماز جمعہ و جماعت میں صرف کر دی جو اب ملا ہاں۔ درست ہے۔ لیکن جب ماموین زیادہ ہوتے تو تم خوش ہوتے تھے اگر کم سمجھاتے تو تمہیں افسوس ہوتا تھا یہ کام بھی ہمیں پسند نہیں ہے۔ آخر کار جو کچھ میں نے عرض کیا قبول نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی تمام نیکیاں بیان کر دیں۔ اس وقت آواز آئی کہ ہم نے تمہارا ایک عمل قبول کیا ہے۔ ایک روز تمہارے ہاتھ میں ایک گلابی تھی۔ تمہارے پاس سے ایک عورت گذری اس کے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ جب بچے نے گلابی دیکھی تو ماں سے کہا۔ میں گلابی کھاؤں گا۔ تو تم نے صرف خوشنودی خدا کی خاطر وہ گلابی بچے کو دے دی۔ وہ بچہ خوش ہو گیا۔ علامہ مجلسی

مرحوم نے کہا کہ خدا نے مجھے موت اس عمل کی خاطر بخشش دیا۔

## ۶۵۔ عقلی نماز کی حالت میں

جب نماز کا وقت آتا تو عقلی پر اضطراب کی کیفیت ظاہری ہو جاتی تھی۔ لوگ سوال کرتے کہ آپ اتنے زیادہ کیوں پریشان ہیں؟ تو آپ فرماتے تھے کہ جس امانت کو خدا نے زمین و آسمان کے سپرد کرنا چاہا ہوتا اور انہوں نے اس کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا، اس کا وقت آ گیا ہے۔ جنگ صفین میں ایک تیر آپ کی ران مقدس پر لگ گیا تھا، لوگوں نے اسے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر شدت درد اور تکلیف کی وجہ سے نہ نکال سکے۔

لوگوں نے امام حسن علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز کے وقت تک صبر کرو۔ جب میرے بابا نماز پڑھیں تو نکال لینا کیونکہ نماز پڑھتے وقت یہ دنیا و مافیہا سے اتنے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ کسی چیز کی خبر نہیں رہتی امام حسن کے حکم کے مطابق تیر نماز کی حالت میں نکالا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب حضرت علی نے خون بہتا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ نماز پڑھتے ہوئے آپ کے پاس اقدس سے ہم لوگوں نے تیر نکال لیا ہے۔

## ۶۶۔ نماز کی اہمیت

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں

جناہ ام حمیدہ کے پاس پھر سے کے لئے گیا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو رونانا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ تو انہوں نے کہا ابو محمد! اگر تم احتضار کے وقت امام جعفر صادقؑ کے پاس آتے تو مجیب و مغرب چیز دیکھتے امام نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا کہ میرے تمام قرابت داروں کو بلاؤ میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ام حمیدہ کہتی ہیں میں نے امام کے سب شتر داروں کو بلوایا، جب سب آگئے تو امام نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا انہ خفاقتنا..... بالصلوۃ، ہماری شفاعت اس تک نہیں پہنچے گی جو نماز کو ہمک سمجھے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز علی ابن ابی طالب نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اس طرح نماز پڑھ رہا تھا جیسے کوا دانا پھیننے کے لئے زمین پر اپنی منقار مارتا ہے حضرت علی نے اس سے فرمایا کہ تم کب سے اسی طرح نماز پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں وقت سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تیرا عمل خدا کے نزدیک اسی طرح ہے جیسے کوا اپنی منقار زمین پر مارتا ہے۔ لوعصت..... صلوات علیہ و آلہ، اگر تو اسی حالت میں مر جائے تو امت محمدیہ مصطفیٰ پر نہ مرے گا۔ پھر فرمایا اے اسقین..... سرق صلوات، لوگوں میں سب سے بڑا درد وہ ہے جو اپنی نماز چھوڑنے سے یعنی درست ارکان و افعال کے ساتھ نماز ادا نہ کرے۔

۱۔ محاسن برقی ص ۲۰۰

۲۔ محاسن برقی ص ۱۰۰

۱۔ منتخب اتوار ص ۱۰۰

۲۔ انوار النعمانیہ ص ۲۰۰

## ۷۷ متیقان کا زہد

سوید بن خلف کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تو ایک روز میں بھی آپ کی ملاقات سے شرف یاب ہوا، جا کر دیکھا کہ آپ ایک چھوٹی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں اس گھر میں اس چٹائی کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے عرض کیا یا علی! بیعت الہال آپ کے اختیار میں ہے لیکن اس گھر میں آپ چٹائی کے علاوہ کوئی دوسری چیز دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ امام نے فرمایا۔ سوید بن خلف! جس مسافر خانہ یا گھر کو چھوڑنا ہوتا ہے عقل مند وراں وسائل زندگی جمع نہیں کرتا، ہمارے لئے دوسرا گھر ہے جہاں امن و راحت ہوگی ہم اپنے تہذیبی اسباب زندگی وہاں منتقل کر دیتے ہیں اور منقریب میں اس گھر کی طرف چلا جاؤں گا۔

اسود اور علقمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے پاس پہنچے تو دیکھا آپ کے پاس لیف خرما سے بنا ہوا ایک طبق رکھا ہے اور اس میں خجور کی دو روٹیاں رکھی تھیں اور ان پر جو کی بھوسہ بھی دکھائی دے رہی تھی، علیؑ نے روٹی کو اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور توڑ کر نمک سے کھانا شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں نے نصف سے کہا اگر تم اس آٹے سے بھوسی نکال کر میرے لئے روٹی تیار کرو تو کیا قباحت ہے نصف نے کہا آپ! اچھی روٹی کھائیں، اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو میری گردن پر ہے، پھر تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود ہی اس آٹے سے بھوسی جدا کرنے کو منع کیا ہے، ہم نے کہا یا علی! آپ نے ایسا کیوں کیا حضرت علیؑ نے فرمایا اس طرح نفس اچھی طرح ذلیل ہوتا ہے اور مؤمنین بھی میری پیروی کریں

کے یہاں تک کہ میں اصحاب سے ملحق ہو جاؤں بلکہ

## ۷۸ حضرت علیؑ کی دوسری داستان

ابو ذریعہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے ایک تھیل نکالی جس میں روٹی رکھی ہوئی تھی، اور وہ تھیل کھینچ کر تھی، جب آپ نے اسے کھولا تو میں نے جو کی سوکھی روٹی دیکھی حضرت علیؑ نے کھانا شروع کر دیا، میں نے عرض کیا میرے مولا! آپ نے روٹی کھینچ لی ہے رکھ کر اس طرح کیوں بند کرتے ہیں کیوں مہر نکا دیتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا ہم مورتا ہوں کہ کہیں میرے یہ دو عزیزندرام حسن و امام حسین علیہم السلام) روٹی میں کھیں یا روغن زیتون نہ ملا دیں، آپ کا لباس کبھی کبھی لیف خرما سے سلا ہوا ہوتا تھا، جب آپ روٹی کھاتے تو سر کے بانٹک سے کھاتے تھے، اس کے بعد وہ سبزیاں یا اس سے بچر اگر کبھی کھاتے اور شیشہ استعمال کرتے تھے آپ گوشت بہت کم کھاتے اور فرماتے تھے کہ اپنے شکم کو حیوانات کا مدفن نہ بناؤ، اس خوراک کے باوجود آپ تمام لوگوں سے زیادہ توی اور طاقتور تھے، گرسنگی اور کم خوار کی سے آپ کی قوت و طاقت میں کمی نہ ہوتی تھی بلکہ

## ۷۹ شیخ مرتضیٰ انصاری کیسے آدمی تھے؟

شیخ مرتضیٰ انصاری علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ

منہ الزار انعمانیہ سوا۔

منہ شریح نیج البلاغہ، ابن الجملہ، ج ۱، ص ۵۷۔

کاسمان سے مشہد کا سفر کیا۔ پھر تہران آئے وہاں مدرسہ ماورشاہ میں ایک طالب علم کے کمرہ میں ٹہرے۔ ایک روز شیخ نے اس طالب علم کو کچھ بیسے دینے تاکہ روقی خرید کر لائے جب وہ لے کر آیا تو شیخ نے دیکھا کہ وہ کچھ شیرینی ہی روقی پر رکھ کر لا رہا ہے۔ شیخ نے اس سے پوچھا تم نے شیرینی کیسے خریدی۔ اس نے کہا قرض لے کر آیا ہوں۔ تو جتنی روقی شیرینی سے خالی تھی وہ لے لی اور فرمایا کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس قرض کو ادا کرنے کے لئے میں زندہ رہوں گا۔ (چند سال گزرنے کے بعد جب وہ طالب علم نجف گیا تو شیخ سے عرض کیا آپ نے کون سا عمل دیا ہے جس کے سبب اس منزل تک پہنچے اور خدا نے آپ کو کامیاب کیا کہ آپ حوزہ عالیہ میں رہتے ہیں اور تمام شیعہ ایمان کے مرجع ہیں۔ شیخ نے فرمایا چونکہ میں نے شیرینی لگی ہوئی روقی کھانے کی بھی حیرت نہیں کی اور تم نے حیرت کر کے روقی اور شیرینی دونوں کھائی تھیں۔ ۱۰

## ۱۰۔ سچ بولنے والا کتا ہوں سے محفوظ رہتا ہوں

ایک شخص نے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ نفع ترین کاموں کی طرف میری رہنمائی فرمائیے۔ آنحضرت کے فرمایا یا اصدق... عاشق، ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچتے رہو۔ باقی جو دل چاہے انجام دو یہ سن کر وہ تکیہ کر کے لگا اور رسول اکرم کی فرمائش قبول کر کے چلا گیا۔ اس نے دل میں سوچا کہ رسول اللہ نے مجھے جھوٹ کے سوا کسی چیز سے منع نہیں کیا ہے تو اب میں فانی حسین عورت کے گھر جا کر نہا کرنا ہوں۔ جب وہ اس کے

لحہ زندگی و شہادت شیخ انصاری۔ ص ۱۰۰

گھر کی طرف چلا تو سوچنے لگا کہ اگر میں یہ کام انجام دوں اور کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کہاں سے آرہے ہو تو جھوٹ نہیں بول سکتا اور اس سچ بولنے پر سخت سزا اور پشیمانی برپا ہوگی۔ لہذا اس نے اپنا ارادہ بدل دیا پھر اس نے دوسرا گناہ کرنا چاہا مگر ایسا ہی خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ آخر کار اسے جھوٹ نہ بولنے کے سبب تمام گناہوں سے نجات مل گئی۔

## ۸۱۔ ناقہ بہشتی

مالک دینار کہتا ہے کہ جب لوگ خدا کے عبادت کے لئے جانے لگے تو ایک صیغف و ناتوان عورت بھی تھی اور وہ ایک کروڑ اونٹ پر سوار تھی لوگ اس اونٹ پر سفر کرنے سے منع کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اونٹ تجھے منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا تو اپنا ارادہ بدل دے لیکن عورت نے ان کی بات نہیں مانی راستے میں اس کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ قافلے سے پیچھے رہ گئی۔

میں نے اس کے پاس جا کر اس کی خدمت کرنا شروع کر دی۔ اور کہا کہ تجھ سے کہا گیا تھا مگر تو نہ مانی۔ اب کیا کرے گی؟ اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر آسمان کی طرف سر بند کر کے کہا: خدا یا! تو نے مجھے نہ میرے گھر میں رہنے دیا اور نہ اپنے گھر تک پہنچا یا! (الو فعل... الیہ) اگر میرے گھر میں نہ رہنے دیا تو کوئی یہ کار کرتا تو میں اس کی شکایت تجھ سے کرتی۔ لیکن اب کس لئے شکایت کروں۔ مالک کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گھرا کے درمیان سے ایک شخص ایک اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہماری طرف آ رہا ہے اس نے آکر اس عورت سے کہا سوار ہو جا۔ اس اونٹ کی مانند پورے قافلے میں کوئی اونٹ نہ تھا وہ برق رفتاری کے ساتھ چلا اور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر جب کہ میرے توڑوں

کے دوران میں نے دیکھا اور قسم دے کر کہا تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔ اس نے کہا میرا نام شہرہ ہے۔ میری ماں حضرت فاطمہ زہراء کی کنیز نفضہ کی بیٹی تھیں۔ جو ناقہ تم نے محراب میں دیکھا تھا وہ جنت سے آیا تھا میں نے خدا کو حرمت و عورت جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قسم دی تھی تو اس نے ایک فرشتے کے ذریعے وہ ناقہ بھیجا تھا تا کہ مجھے مار تک پہنچا دے۔

## ۸۲۔ ہارون اور بہلول کی گفتگو

ایک روز ہارون دمقذ زعباسی کے پانچویں خلیفہ اے بہلول کو بلوایا۔ جب بہلول ہارون کے پاس آئے، اس نے پوچھا کہ تم مجھے پہچانتے ہو؟ بہلول نے جواب دیا کہ تو وہ شخص ہے کہ اگر تو مغرب میں رہے اور زمین کے شرقی حصے میں کوئی ظلم و ستم ہو تو روز قیامت اس کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ ہارون یہ سن کر خاموش رہ گیا اور کچھ دیر بعد پوچھا۔

ہارون: رہتمہاری نظروں میں یہی روش کیسی ہے؟

بہلول: قرآن، کتاب خدا ہمارے درمیان ہے اپنی روش کی تو اس سے کہنے۔ قرآن مجید کہتا ہے: تمک اعمال انجام دینے والے بہشت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور بدکاروں و رذیل کے عذاب میں مبتلا رہیں گے اگر تیرا کردار

۱۔ بہلول دم جعفر صادق کے شاگرد و امام موسیٰ کاظم کے آزاد کردہ تھے اور ہارون کے رشتہ دار بھی تھے۔ اسی وجہ سے خلافت و حکومت ہارون کے مخالف ہونے کے باوجود انہیں قتل نہیں کیا گیا۔

سنن ابی یوسف، وان الفجر الفجر حمیم رسوہ انظار آیت ۱۲۰-۱۱۵

ایسا ہے جو تیری آخرت بھی اچھی ہے ورنہ تیری عاقبت بہت بری ہوگی۔ ہارون: تو ہمارے یہ نیک اعمال کہاں ہیں؟ بہلول: خداوند عالم نیک لوگوں کے اعمال قبول کرتا ہے انما یتقبل اللہ من العتقین۔ عائدہ ۱۳۰۔

ہارون: خدا کی رحمت کہاں ہے اور وہ کیا فائدہ دے گی؟ بہلول: خدا کی رحمت اچھے لوگوں کے نزدیک ہے لان اللہ قریب من المسئین سورہ اعراف۔ ۱۵۲۔

ہارون: ہماری جو رسول اللہ سے قرابت ہے وہ کیا ہوگی؟ بہلول: روز قیامت مل کے بارے میں سوال ہوگا۔ رشتے اور قرابت کے بارے میں نہ ہوگا رفاذا..... ولا یسألون۔ ص ص ۱۰۳۔ ہارون: بس شفاعت پیغمبر کہاں ہوگی۔

بہلول: شفاعت رسول خدا اللہ کی مرضی سے تعلق رکھتی ہے ر یومئذ..... ورنہ قول۔ ظلم۔ ۱۱۸۔

ہارون: اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو بتاؤ میں بوری کر دوں۔ بہلول: میری یہ حاجت ہے کہ مجھ کو بخش دے اور بہشت میں داخل کر دے۔ ہارون: یہ حاجت تو میرے ہاتھ میں نہیں ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ تو مقروض ہو تمہارا قرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بہلول: اگر نقد سچے کہنا ہے تو لوگوں کا مال انہیں واپس کر دے۔ اور مقروض ہی مقروض ہے۔ ایسی صورت میں میرا قرض کیا ادا کر سکتا ہے۔

ہارون: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے تمام عمر کا وظیفہ معین کر دوں؟ بہلول: ہارون ہم دونوں ہی بندہ خدا ہیں۔ ہمارا مالک وہی ہے خود خدا تیری مرضی

فراہم کرتا ہے وہ مجھے بھی فراموش نہیں کرتا۔ اے

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام کے شاگرد بہلول نے اپنے ڈکٹیو مصحف طاعت کے سامنے کہاں آراسی کے ساتھ حق و سقانیب کی گفتگو کی اور اپنی گفتگو میں ہر موقع پر قرآنی آیات کے ذریعے باروں کی مذمت کی۔

## ۸۳۔ ماں کا بیٹے پر حق عظیم

ایک شخص اپنا ضعیف ماں کو اپنے کاندھوں پر بیٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ طواف کے دوران پیغمبر اکرم سے ملاقات ہو گئی تو اس نے آنحضرت سے پوچھا، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ ارقال: لا ولا بنفرتی واحدة، پیغمبر اکرم نے فرمایا نہیں، حتیٰ کہ تم نے اس کے ایک سالن کا بھی جبران نہیں کیا ہے

## ۸۴۔ مکتبہ پیغمبر میں زہد و پارسائی

پیغمبر اکرم نے ایک روز دیکھا کہ حسن و حسین علیہم السلام دونوں کا بچہ پتھا چاندی کی ایک ایک زنجیر اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں تو آنحضرت کے اپنے ایک غلام سے جس کا نام ثوبان تھا فرمایا کہ ان زنجیروں کو لے جاؤ اور فاطمہ زہرا کے لئے ایک بیسی چادر خرید لاؤ اور ان کے لئے دو عدد زنجیر عالج زنجیر عالج ہاتھ کے دانست سے بنائی جاتی تھی اور چاندی سے کم قیمت کی ہوتی تھی، خریدانا

۱۔ عنوان الکلام ص ۷۸

۲۔ تفسیر فی ظلال القرآن ج ۲، ص ۲۱۵۔ (ذیل آیتہ ۱۵۔ رحمان)

کیونکہ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو یہ پسند نہیں کرتا کہ ان کی زینت دنیا میں صرف ہو جائے اور آخرت کے لئے کچھ باقی نہ رہے بلکہ

## ۸۵۔ حضرت آدم چھ مجسموں کے سامنے

حضرت آدم نے ایک روز اچانک دیکھا کہ سیاہ رنگ اور بد صورت تین مجسمے ان کے بائیں جانب اور تین نورانی مجسمے ان کے دایمنی جانب کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دایمنی طرف والے تینوں مجسموں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو ایک نے کہا میں عقل ہوں دوسرے نے جواب دیا میں جیا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں رحم ہوں۔ جناب آدم نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ پہلے نے جواب دیا لوگوں کے سر میں۔ دوسرے نے کہا لوگوں کی آنکھوں میں اور تیسرے نے جواب دیا لوگوں کے دلوں میں۔ تب جناب آدم نے دوسری طرف متوجہ ہو کر ان بد صورت اور سیاہ مجسموں سے پوچھا تم کون ہو؟ پہلے نے کہا میں تکبر ہوں تو حضرت آدم نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ اس نے کہا لوگوں کے سروں میں۔ جناب آدم نے کہا سر تو عقل کی منزل ہے۔ تکبر نے کہا کہ اگر میں سر میں داخل ہو جاؤں تو عقل چلی جاتی ہے۔ جناب آدم نے دوسرے سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں طمع ہوں۔ جناب آدم نے پوچھا تیری منزل کہاں ہے؟ کہا آنکھیں تو جناب آدم نے کہا کہ آنکھیں تو حیا کی منزل ہیں۔ طمع نے کہا کہ اگر میں آنکھوں میں داخل ہو جاؤں تو حیا چلی جاتی ہے۔ جناب آدم نے تیسرے مجسمے سے معلوم کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں حسد ہوں۔ تو پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے؟ اس نے جواب

۱۔ تفسیر ابو الفتوح رازی ج ۱، ص ۱۹۱ (ذیل آیتہ ۲۰۔ سورۃ احقاف)

دیا۔ لوگوں کے دلوں میں جناب آدمؑ نے کہا۔ دل تو رحم کی جگہ ہے اس نے کہا اگر میں قلب انسانی میں داخل ہو جاؤں تو رحم و مروت نکل جاتے ہیں۔ لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی میں گناہ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ جو گناہ کرتا رہے گا اس کی مناسبت سے اس کے فضائل اور اخلاق انسانی اس سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

## ۸۶۔ جناب موسیٰ اور شیطان کی گفتگو

جناب موسیٰؑ نے راستے میں شیطان کو دیکھا اس سے پوچھا کہ ایسا کون گناہ ہے کہ اگر انسان اسے انجام دے تو اس پر تو اس طرح مسلط ہو جائے گا کہ اسے جہاں چاہے لے جائے؟ شیطان نے کہا جو شخص اپنے نیک عمل پر خوش ہو اور اسے بزدگ سمجھے، لیکن گناہ کو معمولی سمجھے، میں اس پر مسلط ہو جاتا ہوں۔ لہذا اس کے متعلق سعدی نے کہا ہے۔

ترجمہ۔ ۱۔ اگر گناہ بگاڑنے سے ڈرتا ہو تو وہ اس عابد سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو اپنی عبادت کی لوگوں میں نمائش کرے۔

۲۔ چونکہ گناہ بگاڑ کا جگر سوز و گداز کی بنا پر خون ہو جاتا ہے اور عابد اپنی عبادت پر اعتماد کرتا ہے۔

۳۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ بارگاہ پروردگار عالم میں غرور و تکبر کرنے کے بجائے قروتی اور انکساری زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ اس آستانے میں تمہارا عاجز و مسکین بن جانا اطاعت و خود بینی سے زیادہ بہتر ہے۔

## ۸۷۔ یتیم کی سرپرستی کا اجر عظیم

پیغمبر اکرمؐ کے پاس اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان سے گفتگو کر رہے تھے اچانک ایک بچہ پیغمبر کے پاس آیا اور کہنے لگا ارے پیغمبر خدا! میرے باپ کا انتقال ہو چکا ہے میری ایک بہن ہے لیکن ہمارا کوئی سرپرست نہیں مالا مال مال بیوہ ہو رہی چکی ہے۔ خدا نے آپ کو جو کچھ عطا کیا ہے۔ اس سے ہماری بھی مدد کیجئے، پیغمبر اسلام نے ہلال سے فرمایا کہ ہمارے گھر جا کر تلاش کرو جو خدا تمہیں ملے وہ لے آنا۔ ہلال حجرہ پیغمبر اسلام میں آئے کافی تلاش و کوشش کے باوجود کسی عدد خرمن سے ملے۔ تو انہیں رسول اللہ کے پاس لائے۔ رسول اللہ نے اس بچے سے فرمایا کہ یہ خرمن لے لو ان میں سات تمہارے، سات تمہاری بہن اور سات عدد تمہاری والدہ کے لئے ہیں، اسی دوران پیغمبر کے ایک صحابی "معاذ" نے اس بچے کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہا خدا تمہاری بیٹی دور کرے اور تمہیں تمہارے باپ کا جانشین بنائے۔ پیغمبر اسلام نے معاذ سے فرمایا کہ اس بچے کے بارے میں میں نے تمہاری محبت دیکھی جو شخص کسی یتیم کی سرپرستی کرتا ہے اور دست نوازش اس کے سر پر بھرتا ہے تو جتنے مال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ خدا ان کے عوض اسے بہتر جزا دیتا ہے۔ اس کے گناہ محو کر دیتا ہے اور اس کے دعوات بلند کر دیتا ہے۔ لہذا

لے الوا عظ العدیہ رباب الشلا شفا

لے اصول کافی جلد دوم۔ ۳۱۳-۳۱۴

لے صحیح البیاض ج ۱- ۵۰

## ۸۸۔ اخلاق پیغمبر

پیغمبر اکرمؐ ایک کنوئیں کے پاس غسل کے ارادے سے گئے تو آپ کے ایک صحابی حدیفہ نے ایک کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے جب آنحضرتؐ غسل سے فارغ ہوئے تو حدیفہ نے بھی غسل کرنا چاہا تو رسول اکرمؐ نے کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حدیفہ کے پاس کھڑے ہو گئے تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔ حدیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں اور میری طرف سے جسارت ہے، آپ یہ کام نہ کریں۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ کسی نے کسی سے محبت نہیں کی مگر یہ کہ خدا کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو دوسروں سے زیادہ محبت کرتا ہو۔

## ۸۹۔ پیغمبر اسلام کی بہترین ملاقات

ایک جگہ پیغمبر اسلامؐ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک صحابی انشین نے آکر رسول اللہؐ سے مدد چاہی۔ آنحضرتؐ نے اسے کچھ رقم دی اور پوچھا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے میرے ساتھ عدالت سے کام نہیں لیا۔ صحرا انشین کی اس حشرانہ حرکت پر مسلمانوں کو غصہ آیا اور اسے سزا دینا چاہی، وہ اسے مارنے کے لئے بڑھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں روکنے کے لئے اشارہ کیا۔ پھر آپ اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور کچھ دوسری رقم لاکر صحرا انشین کو دی اور فرمایا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ خداوند عالم آپ کو اور آپ کے اعزہ و اقربا کو اجر و ثواب عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ نونے جو پہلے کہا تھا۔ اس سے میرے اصحاب کو اذیت ہوئی اور ان کے دل رنجیدہ

ہوئے۔ اب وہی بات جو نونے میرے لئے کہی ہے۔ میرے اصحاب کے لئے بھی کہی۔ تاکہ ان کے دل تجھ پر مہربان ہوں۔ صحرا انشین نے کہا بہت اچھا، یہ کام بھی کروں گا۔ وہ اصحاب کے پاس گیا اور رسول اللہؐ کی عطیہ سے اپنی خوشی کا اظہار کیا تو وہ بھی اس سے خوش ہو گئے۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا اس صحرا انشین کے ساتھ میری مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی آدمی کا اونٹ بھاگ گیا ہو۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہوں، لیکن وہ جتنا اسے پکڑنا چاہتے ہوں وہ اور زیادہ دور ہوتا چھارہ ہا سو لیکن اونٹ کا مالک کہہ رہا ہو کہ اسے لوگوں! تمہارا اس سے کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ تم الگ ہو جاؤ۔ میں اپنے اونٹ کے لئے تم سے زیادہ مہربان اور دانا ہوں۔ پھر وہ آہستہ سے اونٹ کے پاس جائے اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر گردوغبار صاف کر لے اور اس پر سوار ہو کر اپنے گھر واپس آجائے اور اگر میں تمہیں، تمہاری حالت پر چھوڑ دیتا تو تم اس بادیشین پر حملہ کرتے اور اسے قتل کر دیتے وہ جہنم میں چلا جاتا۔ یعنی یہ طریقہ درست نہیں ہے تمہیں لوگوں کی نجات کے لئے کوشش کرنا چاہئے ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس کے سبب وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بدبخت اور سیاہ رو ہو جائیں۔

## ۹۰۔ بیمار کی عیادت اور اس کی بددعا

پیغمبر مہربان جو کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں کی احوال پر ہی کرتے رہتے



تھے، آپ نے ایک مرتبہ سنا کہ ایک صحابی بیمار ہو گیا ہے۔ آپ اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس کے بستر کے پاس بیٹھ گئے، بیمار نے کہا: نماز مغرب میں نے آپ کے ساتھ جماعت سے پڑھی تھی تو آپ نے سورۃ قارعہ (قرآن مجید کی سورۃ نمبر ۱۰۱ ہے) پڑھی (میں بہت متاثر ہوا) میں نے عرض کیا: پروردگار! اگر میں تیرے نزدیک گناہگار ہوں اور تو مجھ پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اسی دنیا میں مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم نے ٹھیک نہیں کہا تمہیں یہ کہنا چاہئے تھا کہ (رہنا اٹنا..... عذاب النار) پروردگار! مجھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ اجر و ثواب عطا فرما۔ اور جنہم سے محفوظ رکھنا صبر پیغمبر نے اس کے لئے دعا کی اور وہ صحیحاب ہو گیا۔ ۱۰

## ۹۱۔ موازین اسلام کی رعایت

ایک عورت نے آکر رسول اسلام سے عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجیئے، آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جا۔ وہ عورت اپنے گھر چلی گئی اور پھر دوسرے روز آکر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے (حد جاری کر کے) مجھے پاک کر دیجیئے، پیغمبر نے فرمایا اپنے گھر جا، وہ عورت چلی گئی پھر تیسرے روز آکر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجیئے، خدا کی قسم میں (زنا کے ذریعہ) حاملہ ہوئی ہوں، آنحضرت نے فرمایا جس تک بچہ نہ پیدا ہو اپنے گھر جا کر بیٹھو وہ

۱۰۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۱۰۔

۱۱۔ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۲۰۰۔

پھر واپس چلی گئی اور ولادت کے بعد بچے کو گود میں لے کر پیغمبر کے پاس آئی، پیغمبر نے فرمایا مجھ کو دودھ پلا۔ جب اس کے دودھ پینے کی مدت تمام ہو جائے اور وہ کھانا کھانے لگے تو آنا، وہ پھر واپس چلی گئی اور کچھ مدت بعد آ کر کہا میں نے اس بچے کو دودھ پلا دیا ہے اب یہ کھانا کھانے لگا ہے لہذا بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھا۔

اس وقت (تین مرتبہ اقرار کے بعد) آنحضرت نے ایک مسلمان کو گڑھا کھودنے کا حکم دیا، جب گڑھا تیار ہو گیا تو عورت کو گڑھے میں کھڑا کر دیا اور احکام اسلامی کے مطابق اسے سنگسار کیا۔ اسی دوران خالد بن ولید (ایک نادان مسلمان) نے ایک ہتھلہ باخر سے کی لکڑی کا ایک ٹکڑا، اس عورت کو مارا، وہ اس عورت کے سر پر پڑا اور خون اچھل کر خالد تک آیا، خالد کو غصہ آ گیا اور عورت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب یہ بات پیغمبر کو معلوم ہوئی تو خالد سے فرمایا خاموش رہو، اسے برا نہ کہو، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس عورت نے اس طرح توبہ کی ہے کہ اگر کوئی جواری بھی اس طرح توبہ کرتا تو خدا اسے صبحی بخش دیتا پھر آپ نے اس کے جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا۔ آپ نے خود اس کی نماز میت پڑھائی مسلمانوں نے اسے دفن کر دیا، اس طرح رسول اسلام نے حد جاری کرنے میں بھی اصول اخلاق کی رعایت کا حکم دیا اور خالد کو بدگونی سے منع کیا۔

۱۲۔ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵۱۲۔

## ۹۲۔ ابوطالب کا ایک مسلمان سے دفاع

صدر اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ بڑے بڑے خطرات سے دوچار ہو جاتا تھا، عثمان بن مشغول نے بھی اسلام قبول کیا اور اس دین پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ مشرکوں کو نصیحت کر کے دعوت اسلام دیتا تھا۔ ایک روز عثمان مشرکوں سے بات چیت کر رہا تھا اچانک بعض لوگوں نے (پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق) عثمان پر وار کر دیا اور ایک مشرک نے عثمان کی آنکھ پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ ماہر نکل آئی اور حلقہ چشم کٹ گیا۔

جب جناب ابوطالب کو اطلاع ملی تو آپ نے اس شخص سے انتقام لینا چاہا تو قریش نے ابوطالب کے پاس آکر قسم دی، اس شخص کو معاف کر دیا لیکن جناب ابوطالب نے بھی غوراً قسم کھانی کہ میں انتقام لینے بغیر چین نہ لوں گا لہذا اس سے حضرت علیؑ کے پدر بزرگوار کی شہامت اور جواں مردی کا حصہ اسلام کے حساس ترین دور میں بھی بڑھتا ہے اور ان کی اسلام کے ساتھ وفاداری اور بلند ایمان معلوم ہوتی ہے۔

## ۹۳۔ قرآن کا جواب لانے کی کوشش

ایک روز چار بڑے دہریے جو کہ خدا کے منکر تھے یعنی ابوشاکر و یحییٰ، ابن ابی العوجا، عبد الملک بصری و ابن مفضل۔ مکہ میں خازن خدا کے

لہذا شرح بیچ البلاغ ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۳۱۳۔

پاس جمع ہوئے اور ایک طویل گفتگو کے بعد ابی العوجا نے کہا کہ ہم چار آدمی ہیں ہمیں یہ طے کر لینا چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک، ایک چور بخانی قرآن پر نقص وارد کرے اور اس کام کے لئے اپنا پورا وقت صرف کر دے۔ یہ پیشینہ سب نے قبول کر لی، اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ آئندہ سال چاروں آدمی پھر خانہ کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور ہر ایک کے کام کے متعلق پوچھا۔ ابن ابی العوجا نے کہا جب میں تم لوگوں سے جدا ہوا تو اس آیت (فلما استبنا منہ مخلصوا بھنا لعلہ کے بارے میں غور و فکر کی اور میں نے اس کی فصاحت و بلاغت میں تصرف کرنے یا اس کے جملوں کی جگہ کوئی بہتر نثر نہ دیکھی کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور اس آیت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی وجہ سے میں دوسری آیات پر غور نہ کر سکا عبد الملک نے کہا میں نے اس آیت کے بارے میں تفکر کیا لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ طالب و المطلب، لہذا میں نے بہت کوشش کی مگر اس کی مثل ایک آیت ہی نہ بنا سکا۔

ابوشاکر نے کہا میں اس وقت سے اب تک اس آیت کی فکر میں

لہذا ترجمہ "ہم سب (یوسف کو لے جانے سے) مایوس ہو گئے تو راز گھو

ایک طرف ہو گئے" (سورہ یوسف آیت نمبر ۸۰)

لہذا لوگو! ایک حزب النمل پر غور کرو، یہ تمکرم خدا کے علامہ جن لوگوں کو بجاتے ہو وہ ایک مکھی ہیں یہ نہیں کر سکتے، اگر چہ سب مل کر بھی کوشش کریں اور اگر مکھی ان کی کوئی چیز لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے، طالب و مظلوم

دونوں نالواں ہیں سورہ حج آیت ۷۲ ح

ہوں (ولو کان.... لفسدنا) لہذا اس آیت کی مثل میں کوئی آیت نہ لاسکا۔

ابو مقفع نے کہا کہ دو وقتوں! میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ قرآن کسی بشر کا کلام نہیں اور میں بھی اس وقت سے اس تک اس آیت کے بارے میں متفکر ہوں کہ یا ارض..... (مخصی الامر.....) اللہ میں اس آیت کی فصاحت و بلاغت اور اس کے بلند پایہ معنی تک نہ پہنچ سکا اور اس کی نظیر مجھے نہ ملی۔  
ہشام کہتا ہے کہ اسی وقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گذرے اور یہ آیت پڑھنے لگے۔ (قل لمن..... لبعض تفسیراً) اللہ۔

وہ چاروں آدمی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور حیران ہو کر بولے کہ اگر اسلام کچھ حقیقت رکھتا ہے تو مسلمانوں کا موجودہ رب جعفر بن محمد کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، لیکن ان کے وجود و فکر کی عظمت نے ہمیں تحت الشعاع قرار دے دیا ہے پھر اپنے عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتے ہوئے چاروں ایک دوسرے سے عہد ہو گئے۔ اللہ

لہ اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا تو دونوں تباہ و برباد ہو جاتے (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۲۱)

لہ (ظوفان نوح کے وقت پر) زمین سے کہا گیا کہ اپنا پانی پی لے اور اسے آسمان! تو بارش بند کر دے، پانی ختم ہو گیا اور کام تمام ہو گیا۔

لہ (اسے عہد) کہہ دو کہ اگر جن و انس بھی اس قرآن مجید کا جواب لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

(سورۃ اسراء۔ آیت نمبر ۸۸)

لہ استخراج طبرسی ج ۲ ص ۱۳۲۔

## ۹۴۔ ماموریت میں معاویہ کا نفاذ

حضرت علیؑ کی فوج کے سردار رشید مالک اشتر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہیں معاویہ کے مقرر کردہ ایک شخص نے جس کا نام نافع تھا، اس طرح زبردیا کر جب مالک اشتر کو حضرت علیؑ نے مہر کا گواہ بنا کر بھیجا اور یہ کوثر سے مہر کے لئے روانہ ہوئے تو نافع نے ایک فقیر بن کر مالک سے راستے میں ملاقات کی اور مالک کی خدمت گذاری کرنے میں مشغول ہو گیا، اس نے فضائل علیؑ کو بیان کر کر کے، خود کو پیروان علیؑ میں سے اس طرح ظاہر کیا کہ مالک کو اس کی باتوں پر یقین ہو گیا، یہاں تک کہ جب شہر قلزم پہنچے تو مالک کو محسوس ہوئی، نافع نے موقع پاتے ہی پانی کو زبرد آلود کر کے مالک کو پلا دیا، آہستہ آہستہ مالک کی حالت متغیر ہونے لگی، آخر کار شہید ہو گئے۔ لہ

اس روایت سے بھی معاویہ کی خواہش کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانے میں بھی منافقین اور شیطان کے پیرو کبھی کبھی مامور نقصان کے ذریعے لوگوں کو قتل کرنے میں استفادہ کرتے تھے۔

## ۹۵۔ عجیب جواب

کہا جاتا ہے مشرکین کے سرداروں میں سے ایک شخص ولید بن عقبہ نے

لہ ہمارے طاقیم ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، مالک الاشرار محمد رضا الحکیم ص ۱۱۱  
روایت میں معمولی فرق بھی پایا جاتا ہے بعض لوگوں نے اس فقیر کا نام یحییٰ آل عمران کہا۔

جس کو گل سرسبز قریش کہا جاتا ہے، قرآن مجید پر تین اعتراض کئے اور کہا قرآن مجید میں "آتھمزہ" (سورہ رعدہ - ۶۱) "مجاہد" (سورہ مبارکہ ص ۵) اور کبارہ (سورہ نوح - ۱۲۷) استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ یہ کلمات فصیح و بلیغ نہیں ہیں۔ ایک روز ولید کچھ لوگوں کے ساتھ خدمت پیغمبر اسلام میں آیا پیغمبر اسلام ظاہر اس کے احرام کے لئے چند بار کھڑے ہوئے اور بیٹھے تو ولید کو برا لگا ہوا۔ اس نے فوراً کہا "آتھمزہ من وانا من کبار القریش وانا هذا شیء مجاہد" مجھے تعجب ہے کہ آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں حالانکہ میں بزرگان قریش میں سے ہوں۔ لے

اس طرح اس نے ایک چھوٹی سی گفتگو میں تینوں کلمات کو جن پر اعتراض کرتا تھا، غیر ارادی طور پر اپنی زبان پر جاری کیئے حالانکہ وہ عرب کے بڑے خطباء میں سے تھا، لیکن اس نے اپنے اعتراضات کا جواب خود ہی ادا کر دیا۔

## ۹۶۔ فلسفہ ہفت تکبیر

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی ابتدا میں سات تکبیریں کیوں منتخب ہیں؟ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم وجمدہ، سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وجمدہ کہنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ خدا نے سات آسمان پیدا کئے ہیں اور زمین کے بھی سات طبق ہیں اور سات پردہ قرار دیئے ہیں۔ جب شب معراج

رسول خدا آخرین نقطہ کمال کو پہنچے تو ان کے سامنے سے ایک پردہ ہٹ گیا، آنحضرت نے تکبیر کی سچ دوسرا پردہ ہٹ گیا، حضرت نے سچ تکبیر کی اسی طرح ساتوں پردے ہٹ گئے اور حضرت نے ہر پردے کے پٹنے پر تکبیر کہی۔ جب ساتوں پردہ ہٹنے کے بعد عظمت و جلالت خدا کو دیکھا تو آپ لرز گئے اور جھک کر اپنے ہاتھوں کو گھسنے پر رکھ کر کہا سبحان ربی العظیم وجمدہ اور پروردگار عالم پاک و منزہ ہے میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں، جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے تو پچھلے سے زیادہ عظمت و جلالت خدا دیکھی، فوراً سجدے میں پھلے گئے اور کہا سبحان ربی الاعلیٰ وجمدہ اور پروردگار فوق الاعلیٰ پاک و منزہ ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں، آپ نے جب سات مرتبہ یہ حمد کہا تو جسم سے لرزہ دور ہو گیا لے

## ۹۷۔ خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے

حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر اپنی مناجات میں عرض کیا یا اللہ العالمین! (اے کائنات کے مالک، تو جواب آیا لبیدت، یعنی ہم نے تمہاری دعا قبول کی، پھر جناب موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ الطیبین! (اے اطاعت کرنے والوں کے خدا، تو جواب آیا لبیدت، تیسری مرتبہ جناب موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ العالین! (اے گناہگاروں کے خدا، تو تین مرتبہ آواز آئی لبیدت، لبیدت، لبیدت، موسیٰ نے عرض کیا۔ پروردگار! آخری بار تین مرتبہ لبیدت کی آواز کیوں سنائی دی، تو خطاب ہوا کہ موسیٰ، عارفین اپنی معرفت پر

نیک لوگ اپنے اعمال خیر پر اور مطیع اپنی اطاعت پر اعتماد رکھتے ہیں لیکن گناہگار میرے فضل کے سوا کوئی چارے پناہ نہیں رکھتے اگر وہ میری بارگاہ سے ناامید ہو جائیں تو کس کی بارگاہ میں جا کر پناہ حاصل کریں گے

## ۹۸۔ دُعا کے لئے مقدس جگہ

خود بن لیبہ کہتا ہے کہ رسول خدا کی رحلت کے بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اکثر (مدینہ کے قریب) شہدائے احد کی قبروں کے پاس تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں دعا و مناجات اور خدا سے راز و نیاز کی گفتگو کرتی تھیں اور یاد پیغمبر اسلام میں گریہ کناں رہتی تھیں ایک روز میں حضرت حمزہ کی زیارت کے لئے ان کی قبر کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا وہاں رور و کر مناجات کر رہی ہیں کھڑا دکھتا رہا۔ جب آپ خاموش ہو گئیں تو عرض کیا اے سیدہ نساء العالمین آپ کے گریہ فرمانے سے میرا دل کانپ گیا حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے ابا عمرو! گریہ کرنا میرے لئے سزاوار ہے کیونکہ اپنے شفیق اور بہترین باپ کی جدائی سے دوچار ہوئی ہوں میں کتنی زیادہ آنحضرت کے دیدار کی شتاق ہوں؟ پھر میں نے شہزادی سے کچھ سوالات کیے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ رسول نے اپنی رحلت سے قبل کس شخص کو اپنا جانشین معین کیا تھا؟ تو آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے تم روز عید غدیر کو مجھوں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فراموش نہیں کیا ہے لیکن میں آپ سے اس موضوع پر کچھ سنا چاہتا ہوں، شہزادی نے فرمایا خدا گواہ ہے

لے منتخب تراویح المدد صاحب الشکاشانی ص ۲۶۰

کہ میرے باپ نے فرمایا۔ (علی خیر..... صلوات اللہ علیہ وسلم.....) علی بہترین شخص ہے جسے میں نے تمہارے درمیان اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ وہ میرے بعد تمہارا امام ہے اور میرے دو بیٹے (حسن و حسین علیہم السلام) اور نوزندان حسین علیہم السلام، امام برحق ہوں گے۔ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو راہ حق پر گامزن رہو گے۔ اور اگر مخالفت کی تو روز قیامت تک تمہارے درمیان اختلاف رہے گا۔

## ۹۹۔ جنت میں حضرت عباس علیہ السلام کی منزلت

ایک روز امام زین العابدین نے عبید اللہ زفر زہند حضرت عباس قمی ہاشمی ابو الفضل کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور فرمایا پیغمبر اسلام پر سب سے زیادہ محبت والا وہ دن تھا جب جنگ احد میں آنحضرت کے چچا جناب حمزہ شہید ہوئے اور اس کے بعد مصیبت عظمیٰ کا وہ دن تھا جب جنگ موتہ میں آنحضرت کے چچا زاد بھائی جناب جعفر طیار شہید ہوئے پھر فرمایا روز عاشورہ کے شعل کوئی دن نہیں ہے۔ تیس ہزار آدمی جو دعویٰ دار اسلام تھے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو گھیر لیا، آپ کا خون بہا کہ قربت خدا حاصل کرنا چاہی۔ اس وقت فرمایا کہ میرے چچا عباس پر خدا رحمت نازل کرے انہوں نے جہاد اکبر کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ بھی کاٹ دیئے گئے۔ خدا نے دونوں بازوؤں کے عوض جنت میں انہیں دو پر عطا کیے ہیں اور وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔

لے ترجمہ بیت الامعان۔ ص ۲۱۵

جیسا کہ جناب جعفر طیار بن انبیا طالب کو بھی دو ہر مطا کے گئے ہیں لیکن میرے چچا صاحب اس علیہ السلام کا نزد خدا وہ مقام ہے جسے دیکھ کر روزِ محشر تمام شہداء اور شکر کریں گے۔ لے

## ۱۰۰۔ علیؑ کے ہاتھوں زراعت میں وسعت

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دیکھا کہ امیر المومنین علیؑ اپنے مرکب پر سواری اور تخم خرما اس پر بار کئے ہوئے ہیں۔ جو اس کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اس نے قریب آکر پوچھا یہ کیا ہے جو اب حضرت علیؑ نے فرمایا "اگر خدا نے چاہا تو ایک لاکھ درخت خرما ہیں یہ پھر آپ انہیں بھرا لے گئے اور کافی زحمت و کوشش کے ساتھ انہیں بھرا دیا۔ پھر ان دیکھ بھال کرتے رہے۔ آہستہ آہستہ وہ اگنے لگے اور ایک چرا باغ تیار ہو گیا جس میں ایک لاکھ خرما کے درخت تھے۔

MOWLANA NAJIB SEVIANI  
MAHUVVA, GUJARAT, INDIA  
PHONE : 0791 2546 20711  
MAIL : pravara@net2000.com

## فہرست کتب

|                                     |                    |  |
|-------------------------------------|--------------------|--|
| ۱۔ قرآن مجید ترجمہ رحیمین علی شریف  | 220/-              | ۲۵۔ سفیدہ شہادت قصائد                        |
| ۲۔ قرآن مجید ترجمہ مترجم مترجم سادہ | 160/-              | ۲۶۔ مثنوی دائمی کلید ترجمہ رحیمین            |
| ۳۔ بیخ البلاء اردو ہندی             | 150/-              | ۲۷۔ ہدی العالمین علی اردو                    |
| ۴۔ تحفۃ العوام کلاں = 100/- خواب    | 50/-               | ۲۸۔ سب سے اچھا کس کا دین                     |
| ۵۔ وظائف الابرار                    | 65/- - 55/- - 45/- | ۲۹۔ نایاب دعائیں                             |
| ۶۔ مناقب الجنان اردو                | 45/-               | ۳۰۔ جامع الانبیا اردو                        |
| ۷۔ چودہ دستار                       | 110/-              | ۳۱۔ کہانی جناب زینب                          |
| ۸۔ تاریخ ائمہ                       | 120/-              | ۳۲۔ کہانی سیدہ 2/ نذر صادق                   |
| ۹۔ سخن بان کبیرہ مکمل               | 300/-              | ۳۳۔ تحفۃ العوام ہندی                         |
| ۱۰۔ سیرت امیر المومنین دو جلدیں     | 220/-              | ۳۴۔ تہذیب الاسلام اردو                       |
| ۱۱۔ الفرقۃ الناجیہ                  | 100/-              | ۳۵۔ طہیر قرآن مجید مشمول احمد صاحب مرحوم     |
| ۱۲۔ الدرر المساکین اردو             | 180/-              | ۳۶۔ نکتہ تاریخی کہانیاں اردو                 |
| ۱۳۔ حیات القلوب ۳ جلدیں             | 550/-              | ۳۷۔ " " ہندی                                 |
| ۱۴۔ ہدیۃ الشیعہ اردو                | 130/-              | ۳۸۔ انکسور کھٹے میں عبدالکریم شتیق ازبک      |
| ۱۵۔ تفسیر نمونہ فی جلد              | 150/-              | ۳۹۔ آثار قرآن                                |
| ۱۶۔ معانی السبیلین دو جلدیں         | 260/-              | ۴۰۔ مذہب شیعہ کے حق پر ہونے کے لائل          |
| ۱۷۔ ارتح المطالب اردو               | 200/-              | ۴۱۔ محمد و آل محمد کی معرفت نورانیت کے سانچے |
| ۱۸۔ نور ایمان اردو                  | 100/-              | ۴۲۔ مختار نامہ اردو مکمل                     |
| ۱۹۔ نعیم الابرار جلد اول            | 85/-               | ۴۳۔ اسلامی اخلاق و ادب کی باتیں              |
| ۲۰۔ نعیم الابرار جلد دوم            | 85/-               | ۴۴۔ کربلا شہادت                              |
| ۲۱۔ نعیم الابرار جلد سوم            | 90/-               | ۴۵۔ عرفان امامت۔ حالات امام زمانہ            |
| ۲۲۔ نعیم الابرار جلد چہارم          | 90/-               | ۴۶۔ بہار الانوار اب تک کس کس جلدوں سے        |
| ۲۳۔ نعیم الابرار جلد پنجم           | 30/-               | ۴۷۔ شہادت صادقین مجلس                        |
| ۲۴۔ شہادت صادقین مجلس               | 30/-               | ۴۸۔ شہادت چہار                               |

اس کے علاوہ مشی، لوحہ جات و مجالس و تادیب کتب موجود ہیں۔

لے بہارِ ملاحہ ج ۱۔ حصہ ۲۔ منتخبات مقالہ ج ۱۔ حصہ ۱۔

# ہر سنت کرتے ہر کمالات تامل کے

بجھتی ہے کہ نسبتاً ان کے سب سے زیادہ ہیں

رہنما و طریقت  
اہل سنت و جماعت  
کیان ہمارا ہے۔

## درتہ اولیٰ کے لئے

پہلے سے اس کے لئے  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار

## صحیح کتاب خزانہ ایضاً اس کے لئے

مستعمل و مفید ہے۔  
بہار سے اس کے لئے  
بہار سے اس کے لئے  
بہار سے اس کے لئے

ایک بار غفلت کا صریح سرور ہے  
انہوں نے کتاب کے ساتھ اور ان کے ساتھ

## درتہ اولیٰ کے لئے

اہل سنت و جماعت  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار

## درتہ دوم کے لئے

اہل سنت و جماعت  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار

## درتہ سوم کے لئے

اہل سنت و جماعت  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار

## درتہ چہارم کے لئے

اہل سنت و جماعت  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار  
کامیابی و دلدار

انہوں نے کتاب کے ساتھ اور ان کے ساتھ  
۱۰۹۸۱۳۶۱۳۷۱۳۸